Mujallah BAHR-UL-ULOOM Mirpurkhas Sindh

جامعہ کا ترجمان

مجلہ بحر العلوم

میر پور خاص
سندھ پاکستان

مدرسہ زبیدیہ دہلی انڈیا کے فاضل اور وادی سندھ میر پور خاص
کے عظیم گمنام محدث و مبلغ، پیکر علم واخلاص، مشفق ومربی استاد

حضرت علامہ فضیلۃ الشیخ

ابو الطاہر محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ

کی شخصیت عظیمہ پر

گمنام محدث نمبر

www.KitaboSunnat.com

(حیات۔ خدمات۔ آثار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

مجلہ
سہ ماہی بحر العلوم
میر پور خاص
سندھ پاکستان
جامعہ کا ترجمان
رجب • ۱۴۴۲ھ • فروری 2021ء

تنبیہ

اس خاص نمبر کے جملہ حقوق طبع واشاعت بحق جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص محفوظ ہیں

اشاعت نمبر 13

مدیر مجلہ
افتخار احمد تاج الدین الازہری
0332-2819002

نائب مدیر
الشیخ عبداللہ سلیم جونیجو
0333-2984247

زیر نگرانی
مدیر المالیات
محترم محمد ہاشم میمن

زیر سرپرستی
مدیر الجامعہ
محترم محمد اسماعیل میمن

انتظامیہ کمیٹی
★ محترم محمد رفیق سلفی صاحب
★ محترم عبد الوحید صاحب
★ محترم ظفر الدین شیخ صاحب
★ محترم پروفیسر عبد العزیز میمن صاحب
★ محترم محمد عظیم میمن صاحب
★ محترم محمد رمضان غوری صاحب
★ محترم عبد الرزاق اکبر صاحب
★ محترم عبد الحمید صاحب

مجلس مشاورت
★ مولانا محمد عمر اثری صاحب
★ مولانا عبد المتین صاحب
★ محترم مولانا راشد الحسن صاحب
★ محترم مولانا منیر احمد صاحب
★ محترم صبغت اللہ صاحب
★ محترم بلال احمد جونیجو صاحب

زیر انتظام
مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص

خط و کتابت کے لیے
جامعة بحر العلوم السلفية
سیٹلائٹ ٹاؤن میر پور خاص سندھ فون: 0233-861070

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المكتبة الرحمانية

۹۹ - جے ماڈل ٹاؤن، لاہور

نمبر ....

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- کلمۃ المدیر .... افتخار احمد تاج الدین الازہری 6

سوانح

- مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ .... محمد خان محمدی 11
- صوبہ سندھ کے ایک گمنام محدث کا تذکرہ .... افتخار احمد الازہری 52
- مدرسہ زبیدیہ دہلی کا تعارف .... محمد حنیف صدیقی 59
- زبیدی رحمہ اللہ کے ہم عصر علماء کرام .... افتخار احمد الازہری 63
- زبیدی رحمہ اللہ کی اجازہ بالروایہ کا تعارف .... افتخار احمد الازہری 69
- زبیدی صاحب رحمہ اللہ سے اجازۃ الروایۃ حاصل کرنے والے علماء کرام
  راشد الحسن صوفی 73

شخصیت

- محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ .... پروفیسر امیر الدین مہر 87
- مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ .... پروفیسر محمد یاسین ظفر 95
- مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی شخصیت .... پروفیسر مولا بخش محمدی 97
- نمونہ سلف محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ .... فاروق الرحمن یزدانی 101
- علامہ محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ .... محمد اسماعیل میمن 113
- مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ .... سیف الرحمن تھری 117
- محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ایک عہد جو بیت گیا .... مولانا عبدالرحیم سموں 128

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

❁ حیات مبارکہ کے چند خوش نما واقعات .... افتخار احمد الازہری 131

تاثرات

❁ میرے استاد .... مولانا عبدالمتین سلفی 139
❁ میرے مربی........................... محمد رفیق سلفی 141
❁ مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ سے ایک ملاقات ... امام دین جونیجو........................ 145
❁ خداداد صلاحیتوں کے مالک .... مولانا محمد منیر جونیجو 146
❁ مولانا زبیدی صاحب رحمہ اللہ .... امیر الدین مہر........................ 148
❁ مولانا زبیدی صاحب رحمہ اللہ .... پروفیسر ڈاکٹر عبدالعزیز نھڑیو 148
❁ نمونہ سلف شخصیت .... ابوعمار محمد بلال جونیجو........................ 149

انٹرویو

❁ مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص .... سلمان فارسی........................ 153

نادر تحریریں

❁ محترم سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ.......... محمد یوسف زبیدیؒ........................ 159
❁ مولانا کی روحانیت (مولانا جان محمد بھٹو) .... محمد یوسف زبیدیؒ........................ 164

خدمات

❁ محمدی نماز 169
❁ سنت ابراہیمی.. 205
❁ تحفۃ الابرار.. 214

خطوط

❁ فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالوکیل الہاشمی حفظہ اللہ کے نام 239

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- فضیلۃ الشیخ علامہ ساجد میر حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نام 240
- فضیلۃ الشیخ قاری عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ کے نام 241
- فضیلۃ الشیخ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے نام 242
- فضیلۃ الشیخ پروفیسر یاسین ظفر حفظہ اللہ کے نام 243
- سید نذیر حسین سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص کے نام 244
- محمد بن عبدالرحمٰن بن یعش 245
- بیٹی کو خطوط و نصیحتیں 246

فتاویٰ

- مسئلہ طلاق ثلاثہ 265
- عدم رفع الیدین کی روایت کی تحقیق 272

نوادرات

- مہر کا نمونہ 311
- خط کا عکس 312
- شناختی کارڈ 312

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كلمة المدير

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ
ایک عہد ساز شخصیت

مرکزی جمعیت اہلحدیث میر پور خاص کے پہلے امیر جلیل القدر، عظیم المرتبت عالم دین، پیکر تواضع و انکساری، محافظ ختم نبوت، احقاق حق وابطال باطل کا نمونہ واقعتا ﴿قَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ﴾ (الواقعہ) کا مصداق مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کو ہم سے بچھڑے ہوئے آج گیارہ سال بیت گئے لیکن ان کی باتیں نصیحتیں مشورے نجی محفلیں ان کا انداز پند ونصائح ابھی تک میرے ذہن میں موجزن ہیں۔ زبیدی رحمہ اللہ کا آخری وقت تک دل و دماغ حافظہ علوم کا استحضار حیرت انگیز انداز میں کام کرتا تھا۔ جب ان سے کسی شخصیت کی معلومات حاصل کرنا ہوتیں تو وہ کمپیوٹر کی طرح باپ دادا خاندان والد والدہ تک کا تعارف کروا دیتے۔ محفل کو جمائے رکھتے جو کہ معلومات میں اضافہ کا باعث بنتی تھی۔ ﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ کا عملی نمونہ تھے۔ اپنے ساتھیوں، رشتہ داروں اساتذہ، طلبہ جماعتی احباب سیاسی ورکز کے ساتھ ہمیشہ مشفقانہ رویہ رکھتے۔ صبر اور برداشت اتنی کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ لیکن جب اسلام پر باطل کا وار ہوتا تو اس کے قلع قمع کے لیے سینہ سپر ہوجاتے۔ وہ فتنہ قادیانیت ہو یا منکرین حدیث اس کے لیے مناظرہ بھی کرتے اور ردّ میں کتب بھی تحریر کرتے کیونکہ وہ قلم کے بھی دھنی تھے اور انداز ایسا کہ دل کو بھا جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان خدمات جلیلہ پر جزائے خیر دے۔ (آمین)

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

آپ کی خدمات جلیلہ کا احاطہ کرنے کے لیے انتظامیہ جامعہ بحر العلوم السّلفیہ میر پور خاص نے آپ کی شخصیت پر ایک خاص نمبر شائع کرنے کے لیے بندہ ناچیز کو ذمہ داری سونپی۔ میں نے فوراً مجلّہ ''بحر العلوم'' کی مشاورتی کمیٹی سے رہنمائی لی اور کام شروع کردیا۔ الحمد للہ مضمون آتے گئے، ساتھیوں، علماء طلباء، اقرباء نے تعاون کیا جو کہ موجودہ شکل میں آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ تکرار سے اجتناب کیا جائے لیکن ''ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است'' کے تحت جمع کر کے ایک گلدستہ میں جمع کردیا ہے اور اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاص اشاعت کا نام ''گمنام محدث'' رکھا گیا ہے اور رسالہ کو (۹) حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1 سوانح:......اس باب میں تفصیل سے آپ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس باب میں مولانا محمد خان محمدی صاحب کا مضمون بہت اہم ہے۔

2 شخصیت:......دوسرے باب میں آپ کی شخصیت کی تمام خوبیاں "اما بنعمة ربك فحدث" کے تحت ذکر کی گئی ہیں۔آپ کی مدح وتوصیف میں مبالغہ سے حتی الامکان اجتناب برتنے کی کوشش کی گئی ہے اور قلم نگاروں نے سمندر کو کوزہ میں بند کرنے کی اپنی کوشش کی ہے۔

3 تاثرات:......تیسرے باب میں آپ کے بارے میں علماء، مدرسین عوام اور رشتہ داروں کے جذبات کو ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

4 انٹرویو:......اس باب میں زبیدی صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کا اہم انٹرویو شائع کیا گیا جو انہوں نے مجلّہ ''بحر العلوم'' کو دیا تھا۔

5 نادر تحریریں:......اس باب میں زبیدی صاحب رحمہ اللہ نے دو عظیم شخصیتوں پر مضمون تحریر کیے تھے ان کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں شائع کیے گئے ہیں۔

6 خدمات:......اس باب میں زبیدی صاحب رحمہ اللہ نے جو بھی تصانیف تحریر کیں، مطبوعہ یا غیر مطبوعہ ہم نے ان تمام کو یہاں نقل کر دیا ہے تا کہ یہ علمی سرمایہ محفوظ ہو جائے۔

7 خطوط:......اس باب میں زبیدی رحمہ اللہ نے جن مشاہیر کو خطوط لکھے یا ان کو کسی شخصیت نے جواب دیا ان کو اس مجلّہ میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔

8 فتاویٰ:......زبیدی صاحب رحمہ اللہ نے زندگی میں بے شمار فتوے دیے ان میں سے چند یہاں بطور نمونہ نقل کیے جا رہے ہیں تا کہ زبیدی صاحب کا انداز تحریر قارئین کے گوش گزار کیا جا سکے۔

9 نوادرات:......اس باب میں زبیدی صاحب رحمہ اللہ کی اسناد مہر اور دیگر قیمتی اثاثہ کی عکس نقل کی جاتی ہے۔

آخر میں تمام اساتذہ کا تہہ دل سے شکر ادا کرتا ہوں، جنھوں نے مجلّہ کی تیاری میں میری مدد کی اور تمام مقالہ نگاروں کا جن کی جہد شاقہ کے بعد ایک شاندار مجلّہ تیار کیا۔خصوصاً مولانا محمد خان محمدی، پروفیسر مولا بخش محمدی، پروفیسر یاسین ظفر صاحب، مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب اور دیگر ساتھیوں کا جنھوں نے اپنے تاثرات ارسال کر کے زبیدی صاحب رحمہ اللہ سے محبت کا اظہار کیا۔ اسی طرح میں مولانا راشد الحسن صوفی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب، مولانا صبغت اللہ محمدی اور مولانا منیر احمد سلفی جنہوں نے بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے مجلہ کا پروف پڑھا۔

اس موقع پر میں باہمت نوجوان کمپوزر محمد حسن خان کا بھی مشکور ہوں کہ جن کی سرعت کتابت سے یہ مجلہ جلد آپ کے ہاتھوں میں آیا۔ اس طرح میں زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے اقرباء واولاد خصوصاً ان کی ڈاکٹرز بیٹیاں اور بیٹا طاہر مسعود صاحب کا اور دیگر متعلقین ومتوسلین اور محترم عبدالعزیز گل صاحب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے مواد نکالنے میں ہماری کافی مدد کی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب معاونین خصوصاً محترم حاجی محمد اسماعیل میمن اور پروفیسر عبدالعزیز میمن کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کے مطالعہ سے اس کے بندوں میں زبیدی صاحب رحمہ اللہ کی صفات حسنہ کی پیروی کرنے کا جذبہ پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

والسلام

افتخار احمد تاج الدین (الازہری) حفظہ اللہ
شیخ الحدیث جامعہ بحر العلوم السلفیہ
میرپور خاص
0332-2819002

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک سورج تھا کہ تاروں کے گھرانے سے اٹھا
آنکھ حیراں ہے کیا شخص زمانے سے اٹھا

سوانح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پیکر سادگی وسراپا تبسم

حضرت مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ

تعارف، حالات اور واقعات

چراغ زندگی ہوگا فروزاں ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصل بہاراں ہم نہیں ہوں گے

(تحریر: ابوسفیان محمد خان محمدی ملکانی، ضلع بدین سندھ)

انھوں نے جانا تھا وہ چل دیے اس لیے کہ دوام کسے ہے؟ یہاں سبھی آتے اور پھر چلے جاتے ہیں، مگر کچھ لوگ جانے کے بعد بھی دل اور خیالوں سے نہیں جاتے، وہ اپنے اردگرد اور ہم خیال لوگوں میں ہی رہتے ہیں، یادوں میں تازہ باتوں میں موجود، مجالس میں ان کا تذکرہ اور گفتگوؤں میں ان کا حصہ ہر وقت رہتا ہے۔ ان ہی عظیم رجال وشخصیات میں استاد محترم حضرت مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ بھی ہیں، جنھیں قریب سے دیکھنے، ان کی محفل میں بیٹھنے، جن کی نصیحت آموز باتوں سے مستفید ہونے، ان کی دروس اور خطبات سننے کی سعادت میسر آئی۔ استاد محترم کے ان دروس اور خطبات جمعہ میں مسجع ومرصع جملے، گہری فکر دور اندیشی اور خلوص بھری گفتگو آج بھی دل ودماغ کے دریچوں میں رس گھول رہی ہیں۔

مولانا موصوف سادہ طرز بود وباش، ہمیشہ سفید شلوار میں ملبوس، دھیمی چال، نرم گفتگو، پاک دل وپاک باز، سخن دلنواز تھے، جہاں بھی اور جس محفل میں بیٹھتے بزم سج جاتی۔ بندہ آثم راقم کو متعدد اصحاب علم وفضل اور علماء عظام سے ملنے اور ان سے مستفید ہونے کی سعادت حاصل رہی ہے لیکن جو شرافت، تواضع، تقوی تدین اور ورع وسیرت کی پاکیزگی اور اوصاف حمیدہ دیکھی وہ مجھے کسی اور میں نظر نہ آئی۔

استاد محترم مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ جسمانی طور پر دُبلے پتلے لمبے قد کے انسان تھے، مگر اس ناتواں وکمزور پیکر انسان ایک صابر وشاکر اور بے باک دل رکھتے تھے، کتنے ہی خارزاروں میں انہیں اپنی حیات مستعار کے ایام وقتاً فوقتاً گزارنے پڑے شاید کم ہی اشخاص کو اس کا پورا پورا احساس ہوگا۔ مگر جب ہمت، برداشت اور مستقل مزاجی سے آپ نے ان سارے حادثات اور طوفانوں کا مقابلہ کیا وہ انھی کا حصہ تھا۔

کرو یاد اپنے بزرگوں کی حالت
شدائد ومصائب میں جو ہارتے نہ تھے ہمت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

استاذ محترم کی شخصیت جامع صفات تھی۔ آپ باعمل عالم دین اور صاحب علم تھے جن کی وفات سے ضلع تھرپارکر اور خاص کر کے میر پور خاص شہر کی اہل حدیث جماعت کے علاوہ دیگر دینی جماعتوں کو جو عظیم نقصان ہوا اس کا اندازہ صرف وہ لوگ کر سکتے ہیں جو کہ ایک مرتبہ یا ایک سے زائد دفعہ ان سے مل چکے ہوں اور ان کی صحبت اور مجلس میں بیٹھے ہوں، موصوف بڑے خوش طبع اور خوش مزاج تھے۔ کبھی بھی آپ کو پریشان حال و ناخوش ہوتے نہیں دیکھا گیا، آخر عمر میں آپ اپنے دوست احباب اور جماعتی ساتھیوں سے مل کر بہت خوش ہوتے تھے، اور دیر تک ان سے باتیں کرتے رہتے تھے۔ اہلیان میر پور خاص کو استاذ محترم مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ سے گہری عقیدت و محبت تھی، آپ بے حد ملنسار، شایستہ اور بااخلاق عالم دین اور باعمل بزرگ تھے، جس کی وجہ سے ان کا حلقہ احباب وسیع تھا، ہر مسلک اور جماعت میں ان سے تعلق والے تھے، یہی ثبوت ہے اس امر کا کہ ان میں غیر معمولی اور اُصولی رواداری تھی، آپ بڑے محبت اور خلوص کے آدمی تھے جن سے مل کر دل خوش ہوتا تھا، ع

خدا بخشے بہت خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مکمل تعارف:

نام: محمد یوسف

والد کا نام: مولوی مہتاب الدین، کنیت: ابو طاہر، تخلص: زبیدی

قوم: راجپوت

مقام پیدائش: راؤ خانوالہ (رکھانوالہ)

آپ رحمہ اللہ کی ولادت انیسویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے کے وسط میں ہوئی۔ راؤ خانوالہ اس وقت چھوٹا قصبہ تھا۔ اس وقت ایک اچھے خاصی آبادی مثل ایک چھوٹا سا شہر بن چکا ہے۔ جو کہ رائیونڈ اور قصور کے درمیان ضلع قصور میں واقع ہے۔ آپ رحمہ اللہ کے آباؤ واجداد اسی علاقہ میں قیام پاکستان سے قبل ہی رہائش پذیر تھے۔ یہیں ان کی برادریاں اور خاندان کے دیگر رشتہ دار آباد تھے۔ ان کے آباء واجداد کا پیشہ کاشتکاری اور زمینداری تھا۔ اور ان کی اپنی زمین تھی، جو کہ خود کاشت کرتے اور اپنا گزر سفر کرتے تھے، ان کا گھرانہ دیندار اور باوقار تھا۔ جنھیں اپنے علاقہ میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ استاذ محترم کے والد ماجد مہتاب الدین شروع سے دیندار اور نماز کے پابند تھے۔ دینی حمیت رکھنے والوں میں سے تھے۔ اسلام سے عقیدت، اتباع سنت اور مسلکاً اہل حدیث تھے۔ ان کی اس دینداری، نیکی پارسائی اور عمل کی وجہ سے لوگ انھیں مولوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مہتاب الدین کہہ کر پکارتے تھے اور مولوی کے لقب سے معروف تھے۔ محکمہ ریلوے میں سرکاری ملازم تھے۔ پتوکی اسٹیشن پر ویلونگ سگنل تبدیل کرنے پر مامور تھے۔ مولانا زبیدی کے پھوپھا بھی اپنے وقت کے عالم دین اور بہترین حکیم تھے۔ ان کا شمار ریاست فرید کوٹ کے شاہی حکماء میں ہوتا تھا۔

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ایسے دیندار اور پارسا گھرانہ میں آنکھ کھولی، دینداری، اسلام سے عقیدت اور نماز کی پابندی گھر میں موجود تھی۔ اس وجہ سے استاد محترم میں بھی شروع سے دین سے وابستگی اور اس کی طرف رغبت تھی۔ بچپن سے ہی نماز کی پابندی، اسلام کے احیاء اور اس کے غلبہ کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ اس دینی وابستگی اور دینی ماحول کی بنیاد سے ابتدائی اسکولی تعلیم کے ایام میں دینی پروگرام میں شرکت کرنا، اسکول اور محلے کی مسجد میں وعظ اور تقریریں کرتے اور جمعہ کا خطبہ دیتے تھے۔ مولانا صاحب اپنے آبائی گاؤں راؤ خانوالہ ضلع قصور کے پرائمری اسکول سے اپنی دنیاوی تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ کو شروع سے ہی پڑھنے کا شوق تھا اور محنت بھی کرتے تھے۔ پرائمری تعلیم کے دنوں کا واقعہ ہے کہ آپ جب پانچویں جماعت میں تھے تو اپنے ایک تعلیمی ساتھی جن کا ہندو مذہب سے تعلق تھا۔ اس کا نام ''موھن لال'' تھا۔ اس کو اپنی دوستی، تعلق اور محنت سے دین اسلام کی دعوت دیتے رہے اور اس کو عقیدہ توحید سمجھاتے رہے۔ بالآخر وہ مولانا کی دعوت اور تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ جب والدین کو اس کے اسلام قبول کرنے کا علم ہوا تو اس پر وہ شدید ناراض ہوئے، اپنے بچے شدید دباؤ ڈالا اور اسے واپس کفر کی طرف لانے کی بڑی کوشش کرتے رہے۔ انھوں نے اپنے بچے کو اسکول کی تعلیم سے بھی اُٹھالیا اور اسے گھر میں محبوس کر دیا۔ مولانا صاحب نے اپنے اس ساتھی سے تعلق قائم رکھا۔ اور اسے اسلام پر قائم اور اس پر استقامت اختیار کرنے کی ترغیب دیتے رہے۔ آپ رحمہ اللہ نے اس کا نام ''محمد اسماعیل'' رکھا۔ اسے گاؤں کے ماحول سے نکال کر لاہور بھیج دیا اور اسے ایک دینی مدرسہ میں داخل کرایا۔ محمد اسماعیل نے دینی تعلیم حاصل کی باقاعدہ عالم دین بنے۔ اور اپنا لقب ''ذبیح'' رکھا۔ محمد اسماعیل ذبیح یہ وہ نہیں جو جماعت اہل حدیث کے نامور خطیب، مبلغ مولانا محمد اسماعیل ذبیح (وفات: ۱۹۷۵ء) کے نام سے مشہور ومعروف گزرے ہیں، بلکہ یہ الگ اور شخص تھے جن کا نام بھی محمد اسماعیل اور لقب بھی ذبیح تھا۔ اس واقعہ سے استاذ محترم جناب زبیدی رحمہ اللہ کی ابتدائی زندگی سے ان کی دین اسلام سے عقیدت اور محبت ظاہر ہوتی ہے۔ اور بچپن ہی سے تبلیغ، وعظ اور تقریریں کرنے سے خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔

مولانا زبیدی رحمہ اللہ نے اس وقت کے نصاب کے مطابق پرائمری کی مکمل تعلیم حاصل کی جو کہ ساتویں جماعت تک تھی۔ آپ نے سات کلاسیں پاس کیں امتحان دیا اور اچھے نمبروں میں پاس ہوئے۔ پرائمری تعلیم

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مکمل کرنے کے بعد آپ کو دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہوا، عربی کی تعلیم کے حصول کے لیے آپ دینی مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ مولانا نے عربی کی تعلیم متحدہ ہندوستان کے دو مدارس سے حاصل کی۔ سب سے پہلے جس مدرسہ میں پڑھنے کے لیے گئے وہ امرتسر کے مضافات میں تھا۔

مرکز العلوم محمدیہ کا تعارف:

یہ مدرسہ گاؤں ''بھینی سدھواں'' میں تھا، یہ گاؤں موجودہ جغرافی حدود و قیود کی رُو سے مشرقی پنجاب کے ضلع امرتسر تحصیل ترن تارن میں واقع ہے۔ بھینی سدھواں آبادی اور آدم شماری کے حساب سے کوئی خاص بڑا گاؤں نہ تھا، ایک چھوٹا سا گاؤں یا قصبہ تھا۔ لیکن اس دور کے حساب سے علم، نیکی، صالحیت اور پرہیز گاری کے اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل گاؤں تھا۔ اس گاؤں کے تمام لوگ عاملین بالحدیث، متبعین سنت اور مسلکاً اہل حدیث تھے۔ اس لحاظ سے ضلع امرتسر میں بڑا اثر ورسوخ رکھتے تھے۔ اس گاؤں والوں کی دعوت پر مولانا عطاء اللہ صاحب بھینی سدھواں تشریف لے گئے۔ اس گاؤں میں مولانا عطاء اللہ رحمہ اللہ نے ایک دینی ادارہ مرکز العلوم محمدیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ یہ انیسویں صدی کے تیسرے عشرے کے آغاز یعنی ۱۹۲۰ء کی بات ہے۔ مولانا عطاء اللہ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم دین، اچھے داعی، ماہر خطیب اور کامیاب مدرس کے ساتھ عظیم مصلح اور مجاہد تھے۔ مولانا عطاء اللہ کا تعلق جٹ قوم کی رندھاوا برادری سے تھا۔ موصوف ضلع امرتسر کی تحصیل ترن تارن کے ایک گاؤں ''رام دیوالی'' میں پیدا ہوئے۔ مولانا ممدوح نے ضلع امرتسر کے غزنوی علماء کرام اور ضلع فیروز پور کے لکھو کے لکھوی اصحاب علم وفضل سے اکتساب علوم کیا۔ مدرسہ غزنوی امرتسر میں انھوں نے حضرت امام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ (وفات: ۱۳۳۱ھ) جو اس وقت زندہ تھے ان سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔ اس زمانے میں مدرسہ غزنویہ میں حضرت مولانا نیک محمد رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۵۴ء) اور مولانا محمد حسین ہزاروی رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۶۳ء) مسند تدریس پر فائز تھے ان سے اکتساب علم کیا۔ اس کے بعد مولانا عطاء اللہ لکھو کے چلے گئے۔ جہاں حضرت مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ (وفات: ۱۸۹۳ء) نے ''مدرسہ محمدیہ'' کے نام سے جاری کیا تھا۔ آپ نے اس مدرسہ میں اپنے ہم نام مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمہ اللہ سے پڑھا اور ان کی شاگردی اختیار کی۔ حدیث کی کتابیں حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۱۶ء) سے پڑھیں۔ مولانا عطاء اللہ رندھاوا رحمہ اللہ ۱۹۲۰ء کے پس وپیش مدرسہ محمدیہ لکھو کے سے سند فراغت حاصل کی۔ علوم دینیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مولانا عطاء اللہ صاحب اسی سال بھینی سدھواں تشریف لائے۔ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۶ء تک مولانا موصوف وہاں تدریس، تبلیغ، وعظ اور خطابت میں مصروف عمل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہے۔ جہاں آپ نے مدرسہ محمدیہ مرکز العلوم قائم کیا اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۳۶ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مولانا عطاء اللہ علوم وفنون کے ماہر اور کامیاب مدرس تھے، عظیم مصلح، سچے داعی اور بلند آہنگ خطیب تھے۔ طبیعت مجاہدانہ پائی تھی اور انقلابی ذہن کے مالک تھے۔ مدرسہ میں تمام درسی کتابیں خود ہی پڑھاتے تھے، جن میں ابتدائی کلاسوں کی کتابوں سے لے کر بڑی کلاس کی تمام کتب معقولات ومنقولات شامل تھی۔ آپ کو کتب درسیہ پر مکمل عبور حاصل تھا۔ صلاح وفضل اور صالحیت میں ممتاز درجہ پر فائز تھے۔ مدرسہ محمدیہ مرکز العلوم میں مولانا عطاء اللہ سے بہت سے اہل علم، طلبہ اور لوگوں نے استفادہ کیا۔ ان سے متاثر اور مستفید ہوئے۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۱ء تک مولانا مرحوم بٹالہ چلے گئے جہاں مدرسہ دارالسلام کے نام سے قائم تھا۔ اس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۴۱ء میں پھر دوبارہ مدرسہ محمدیہ مرکز العلوم بھینی سدھواں تشریف لائے اور قیام پاکستان تک وہیں رہے۔

مولانا عطاء اللہ ماہر خطیب اور بلند پایہ عالم دین، باہمت اور جری مجاہد تھے، رہن سہن نہایت سادہ تھا، ہمیشہ کھدر کا لباس زیب تن کرتے تھے۔ مولانا موصوف علمی وجاہت اور شخصیت کے اعتبار سے بڑی بارعب اور پرکشش شخصیت تھے، دینی غیرت کا پیکر تھے، شریعت کے خلاف کوئی بات بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ آزادیٔ برصغیر پاک وہند کے وقت مولانا عطاء اللہ رحمہ اللہ بھینی سدھواں میں تھے۔ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ قبل متحدہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو گئے اور سخت کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ پورے ملک ہندوستان کی فضا تبدیل ہو چکی تھی۔ ہندو مسلم منافرت بڑھ رہی تھی۔ لوگوں میں خوف وہراس کا ماحول پیدا ہو چکا تھا۔ مشرقی پنجاب کے سکھوں نے مسلمانوں کے خلاف ہنگامہ آرائی شروع کر دی تھی۔ ضلع امرتسر کے شہروں اور دیہاتوں میں سکھوں اور مسلمانوں کی جھڑپوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ سکھ اس فرقہ وارانہ فسادات میں پیش پیش تھے۔ جہاں کہیں انھیں اکا دکا مسلمان مل جاتا اسے تہ تیغ کر دیتے اور آخر میں سکھ قوم منظم طور پر مسلح ہو کر مسلمانوں کے دیہات اور قصبات پر حملے کرنے لگے۔ جواباً مسلمان بھی مقابلے پر اتر آئے مولانا عطاء اللہ صاحب مجاہدانہ طبیعت کے مالک تھے، گاؤں والوں کو متحد کر کے سکھوں کے حملہ آور ہونے کے خلاف ہر وقت تیار رہتے تھے۔ انھوں نے اپنے بڑے بیٹے مولانا محمد داود رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۸۲ء) کو مختلف مقامات سے اسلحہ فراہم کرنے پر مأمور کر دیا تھا اور مقابلہ کرنے کی بھرپور تیاری کر لی تھی۔

بھینی سدھواں کی تمام آبادی مسلمانوں کی تھی، سکھوں نے متعدد بار بڑی تعداد کے ساتھ اس گاؤں پر حملہ کیا مگر مسلمانوں کی مکمل تیاری کی وجہ سے مقابلے کی تاب نہ لا کر پسپا ہوتے رہے۔ تاآنکہ ملٹری کی معیت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں حملہ آور ہو کر مسلمانوں کو گاؤں چھوڑنے پر مجبور کیا۔ آخر وہ دن بھی آ گیا کہ مولانا عطاء اللہ رحمہ اللہ اپنے اہل خانہ اور اس نواح کے مسلمانوں کے ایک بڑے قافلے کے ساتھ بھینی سدھواں سے نقل مکانی کی صورت میں قصور پاکستان کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی تاریخ تھی۔ سکھوں کو ان کی تمام سرگرمیوں کا علم تھا وہ آپ کے جانی دشمن تھے۔ انھوں نے ایک بڑی تعداد کے ساتھ مسلح ہو کر مسلمانوں کے اس قافلے پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنا رکھا تھا۔ چنانچہ جب مولانا عطاء اللہ اپنے قافلے کے ہمراہ ''پل سنگھیاں والا'' کے مقام پر پہنچے تو سکھوں نے حملہ کر دیا اور مولانا کو شہید کر دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) اسی طرح اس عالم دین، مرد مجاہد، سچے اور مخلص داعی کی دنیوی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

استاد محترم مولانا محمد یوسف صاحب سب سے پہلے بھینی سدھواں کے اسی مدرسہ میں پڑھنے گئے۔ اور مدرسہ محمدیہ مرکز العلوم سے اپنی دینی تعلیم کا آغاز کیا، آپ اس مدرسہ میں کب پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے اور کتنا عرصہ پڑھے؟ اس کے متعلق کوئی مصدقہ معلومات نہیں تاہم آپ اپنی خودنوشتہ مضمون میں تحریر کرتے ہیں کہ ''جب علامہ اقبال کا انتقال ہوا تھا تو اس وقت میں امرتسر کے مضافات میں علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔'' علامہ اقبال کا انتقال ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء میں ہوا تھا۔ یقیناً اس سے قبل مدرسہ محمدیہ مرکز العلوم بھینی سدھواں پڑھنے گئے ہوں گے اور وہاں زیر تعلیم رہے۔ مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ نے مدرسہ محمدیہ سے اپنی دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ مولانا عطاء اللہ شہید رحمہ اللہ اپنے اس مدرسہ میں تمام درسی کتابیں خود ہی پڑھاتے تھے۔ ابتدائی کلاس کی کتابوں سے لے کر بڑی کلاس کی تمام کتب معقولات ومنقولات سبقاً پڑھاتے تھے۔ مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ اسی مدرسہ میں شروع سے ہی پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ مولانا موصوف آخری کلاس میں پہنچے۔ اور اس کلاس کی کتابیں بھی آپ نے یہاں پڑھی۔ مولانا صاحب اسی مدرسہ میں پڑھ رہے تھے اور آخری کلاس میں تھے تو آپ نے انھی دنوں اپنے والد ماجد مولوی مہتاب الدین کو خط لکھا تھا۔ اس خط میں آپ نے اپنی خیریت اور تعلیم کا احوال اور ان کتابوں کے نام بھی تحریر کیے تھے۔ جو اس وقت مولانا موصوف آخری کلاس میں پڑھ رہے تھے۔ اس خط پر تاریخ ۱۰ فروری ۱۹۴۰ء مرقوم شدہ ہے۔ (یہ خط بندہ آثم کو مولانا کی لائبیریری کی کتابوں سے دستیاب ہوا۔ وہ راقم کے پاس محفوظ ہے) اس خط میں آپ نے جن کتابوں کے نام تحریر کیے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) تفسیر جلالین (۴) دیوان حماسہ (۵) شرح تہذیب (منطق) (۶) شرح جامی (نحو) وغیرہ ان کتابوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ مولانا زبیدی صاحب مدرسہ محمدیہ میں آخری کلاس تک اسی مدرسہ میں پڑھتے رہے۔ اور اسی مدرسہ سے سند فراغت حاصل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی۔ امرتسر اور اس کے مضافات کی زندگی بڑی انقلابی تھی، جہاں کے لوگوں کو مذہب اسلام سے عقیدت اور اس سے محبت تھی۔ اور وہ لوگ نماز روزے کے پابند تھے۔ جذبہ جہاد موجزن تھا، لوگ شوق جہاد کے لیے ہر قسم کی تیاری کرتے رہتے تھے۔ مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ مدرسہ محمد مرکز العلوم سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور ماہرین علوم عالیہ و آلیہ اساتذہ کرام سے پڑھنے کے لیے دہلی تشریف لے کر گئے۔ دہلی جا کر آپ نے مدرسہ زبیدیہ میں داخلہ لیا۔ جہاں آپ علوم عالیہ اور آلیہ کی کتابوں کے ساتھ کتب احادیث میں بخاری و مسلم دوبارہ پڑھیں اور ان علماء عظام سے پڑھا جنھیں بالواسطہ شیخ الکل حضرت میاں محمد نذیر حسین محدث دہلی (وفات: ۱۹۰۲ء) سے پڑھنے اور ان سے شرف تلمذ رہا، اور وہ میاں صاحب کے شاگرد تھے۔

مدرسہ زبیدیہ دہلی کا مختصر تعارف:

مدرسہ زبیدیہ دہلی کے اہل حدیث مدارس میں سے ایک قدیم مدرسہ ہے۔ اس مدرسہ کا قیام: ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۲ء میں ہوا۔ یہ مدرسہ شروع میں ایک مسجد میں قائم کیا گیا۔ اس کے قیام کا پس منظر یوں ہے کہ قوم پنجابیاں دہلی کے ایک رئیس، نیک دل شخصیت جناب الحاج احمد دین ابنالہ والے نے قائم کیا تھا۔ اس شخص نے محلہ نواب گنج (آزاد مارکیٹ) میں مسجد تعمیر کرائی اور اپنی بیٹی "زبیدہ خاتون" کی اچانک وفات پر اس کے نام سے اس مسجد کا نام اس نے زبیدہ رکھا۔ کچھ عرصہ بعد اس مسجد میں بچوں اور بچیوں کے ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم کے لیے ابتدائی مکتب کا آغاز کیا۔ اس مکتب کا نام بھی اپنی مرحومہ بیٹی کے نام کی مناسبت سے "مدرسہ زبیدیہ" رکھا۔ آج بھی وہ مدرسہ اسی مسجد میں قائم ہے۔ اس میں تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ اور اسی نام سے محلہ نواب گنج میں مشہور و معروف ہے۔ اسی مسجد کے ابتدائی سنگ اساسی کا کتبہ محفوظ ہے اس پر درج ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے۔

مسجد بیادفناءِ زبیدہ خاتون

دختر پاک جان حاجی احمد دین

سن ۱۳۴۰ھ

ابتداء میں اس مدرسہ میں قرآن مجید ناظرہ اور ابتدائی دینیات کی تعلیم دی جاتی تھی۔ جس میں قریبی علاقہ جات اور محلے کے بچے قرآن مجید ناظرہ اور دینیات کی ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے۔ بعد میں اس مدرسہ کو ترقی دی گئی اور اس میں شعبہ کتب اور عربی درجات کا اضافہ کیا گیا۔ اور اس طرح اس مدرسہ کو اقامتی کا درجہ دیا گیا۔ جس میں متحدہ ہندوستان کے تمام صوبہ جات سے طلبہ حصول علم کے لیے تشریف لاتے رہے اور علم حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۳۷ء میں اس مدرسہ کی تدریسی خدمات کے لیے استاذ الاساتذہ حضرۃ العلام جامع

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المعقول والمنقول مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ کی خدمات حاصل کی گئیں اور انھیں مسند حدیث پر بٹھایا گیا۔ اور آپ یہاں پڑھانے کے لیے تشریف لائے تو اس کے بعد مدرسہ زبیدیہ کا تعلیمی معیار بلند ہوا اور عروج کو پہنچ گیا۔ تحریک تقسیم برصغیر پاک و ہند اور ہجرت کے دنوں میں ۱۹۴۷ء میں دہلی کے اہل حدیث مدارس اور دیگر مذہبی جماعتوں کے دینی مدارس کی طرح یہ مدرسہ بھی بُری طرح متاثر ہوا اور ویران ہو گیا۔ لیکن حالات کے سدھرنے کے ساتھ ہی ایک سال کے بعد دوبارہ اسی مدرسہ میں شعبہ ناظرہ اور تحفیظ قرآن مجید کا عمل شروع کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء تک مسلسل جاری رہا۔ اس کے بعد پھر اس مدرسہ کے حالات دگرگوں ہو گئے۔ درجہ حفظ و ناظرہ بھی ختم ہو گیا اور پڑھنے والے طلبہ، دھر اُدھر چلے گئے۔ یہی حالات اور ویرانی مسلسل کئی برسوں تک چلتی رہی۔ اس کے بعد ۱۹۹۳ء میں پھر سہ بارہ اسی مسجد اور مدرسہ میں صرف محلے کے بچوں اور بچیوں کی ناظرہ قرآن مجید کے لیے مکتبی تعلیم کے لیے صبح و شام کی کلاسوں کا اجراءِ عمل میں آیا اس طرح یہ مدرسہ اپنا تعلیمی سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔

مولانا زبیدی صاحب نے مدرسہ زبیدیہ میں جن اعلیٰ اساتذہ کرام اور ماہرین علوم وفنون سے اکتساب فیض کیا اور ان کی تربیت میں رہے۔ ان اساتذہ کرام میں استاذ الاساتذہ حضرۃ العلام مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالمجید محدث پنجابی رحمہ اللہ جیسے ماہرین علوم وفنون تھے۔ مولانا زبیدی رحمہ اللہ نے مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی سے مختلف علوم وفنون کی کتب کے علاوہ احادیث کی امہات الکتب خاص کر کے صحیح البخاری اور صحیح مسلم دوبارہ ان سے سبقاً پڑھیں اور اپنے استاذ ذی وقار سے سند حدیث حاصل کی۔ اس طرح استاذ محترم مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کا شمار ان علماء عظام اور اعاظم رجال میں ہوتا ہے جنھوں نے محدث وقت استاذ الاساتذہ شیخ الکل حضرت العلام میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے صرف ایک واسطے سے سند حدیث حاصل کی تھی۔ اسی طرح آپ نے مدرسہ زبیدیہ دہلی میں حضرت مولانا عبدالمجید محدث پنجابی سے فنون کی کتابوں کے علاوہ احادیث کی کتابیں مثلاً ابوداود، ترمذی اور نسائی وغیرہ پڑھیں۔ مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی اور مولانا عبدالمجید پنجابی ایک ہی وقت میں مدرسہ زبیدیہ میں پڑھاتے رہے۔ آپ نے ان سے تعلیم حاصل کی اور اپنے علم میں اضافہ کرتے رہے۔

چند اساتذہ کرام کا اجمالی تذکرہ:

(۱) مولانا عطاء اللہ شہید رحمہ اللہ کا مکمل احوال اوپر بیان ہو چکا ہے۔ مولانا عطاء اللہ رحمہ اللہ اپنے دور کے بلند آہنگ عالم دین، کامیاب مدرس، باحمیت خطیب کے ساتھ مجاہد بھی تھے، اپنی ساری زندگی درس وتدریس میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گزاری۔ قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء ہجرت کے دوران سکھوں نے انھیں شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۲) مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی: شیخ الحدیث احمد اللہ رحمہ اللہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ان کے والد ماجد مولانا امیر اللہ بھی عالم دین تھے۔ مولانا احمد اللہ ضلع پرتاب گڑھ کے گاؤں ''مبارک پور'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ والد سے حصول علم کے بعد آپ نے مختلف اساتذہ کرام سے اکتساب علم کیا۔ ان گرامی قدر اساتذہ میں مولانا سید محمد امین نصیر آبادی رائے بریلوی، مولانا ہدایت اللہ جونپوری، مولانا زین العابدین جونپوری، شیخ حسین محسن یمانی (وفات: ۱۳۲۷ھ) مولانا سلامت اللہ جیراج پوری (وفات: ۱۳۲۲ھ) مولانا احمد اللہ سندھی مہاجر مکی، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی (وفات: ۱۹۲۰ء)، مولانا تلطف حسین عظیم آبادی (وفات: ۱۹۰۶ء) مولانا شمس الحق ڈیانوی (وفات: ۱۳۲۶ھ)، علامہ بشیر احمد سہسوانی (وفات: ۱۹۰۸ء) اور شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی (وفات: ۱۹۰۲ء) رحمہم اللہ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ ان اساطین علم وفضل کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کے بعد مولانا احمد اللہ رحمہ اللہ کی علمی استعداد کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اپنے علمی مراحل پورے کرنے اور فراغت کے بعد آپ نے پوری زندگی درس وتدریس، دعوت وارشاد اور وعظ وتبلیغ میں صرف کر دی۔ آپ نے متحدہ ہندوستان کے کئی مدارس میں پڑھایا۔ پورے بیس سال مدرسہ دار الحدیث والقرآن حاجی جان دہلی (قیام: ۱۳۰۹ھ) میں جملہ علوم وفنون معقول ومنقول کی کتابوں کے ساتھ تفسیر وحدیث کی کتابیں پڑھاتے رہے۔ جب مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۹۱۱ء میں قائم ہوا تو اس میں یوم اول ہی سے مدرس ٹھہرے۔ مدرسہ رحمانیہ دہلی میں کتب حدیث، تفسیر، فقہ اور اُصول کی کتابوں کا درس دیتے رہے۔ اور شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ جس سے آپ کا فیضان دور دور تک پہنچا اور سینکڑوں علماء، فضلاء اور طلاب علم نے آپ سے اکتساب علم اور فیض حاصل کیا۔ مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ علمی وعملی طور پر حدیث اور اس کے متعلقات میں اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ شیخ الحدیث کا لقب اہل علم اور عوام نے انھیں ان کے رسوخ فی العلم کی وجہ سے عطا کیا تھا۔ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۸ء تک آپ مدرسہ رحمانیہ دہلی میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے منصب عالی پر فائز رہے۔ بعد ازاں مولانا احمد اللہ صاحب ۱۹۳۸ء میں مدرسہ زبیدیہ نواب گنج دہلی تشریف لائے اور اس مدرسہ سے منسلک ہو گئے۔ یہاں پر بھی مولانا صاحب اپنے علم وفضل کے اعتبار سے شیخ الحدیث کے عہدے عالی پر فائز رہے۔ مولانا احمد اللہ رحمہ اللہ پر وقار، جاہ وجلال اور حسن وجمال جیسی کئی خوبیوں کے حامل شخصیت تھے۔ آپ کو فتح الباری کے مطالب ازبر تھے۔ دوران درس وتدریس اور وعظ وتقریر جب کسی مسئلہ پر

www.KitaboSunnat.com

وضاحت فرماتے تو یوں معلوم ہوتا کہ علم کا سمندر اپنی موجوں کے ساتھ بہہ رہا ہے۔ درس میں ضمناً بڑے بڑے ائمہ احناف کے اقوال وخیالات اوران کے قیاسات کو بیان کرتے، پھران کے اقوال اور آراء کا دلائل کی روشنی میں خوب ردفرماتے۔ مولانا احمد اللہ منکسر المزاج تھے۔ طلبہ کے لیے صحیح معنی میں مربی، محسن اور شفیق استاذ تھے۔ موصوف اہتمام سنت اور عمل بالحدیث میں نمایاں طور پر آگے بڑھے ہوئے تھے۔ اسلاف کے کردار کا اعلیٰ نمونہ تھے اور سلف صالحین کے عمل کا مجموعہ تھے۔ مولانا صاحب فن حدیث کے بڑے ماہر تھے۔ قوت حافظہ لاجواب تھی اور مزاج انتہائی سادہ تھا۔ مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ ۱۹۳۸ء میں مدرسہ رحمانیہ دہلی سے استعفیٰ دے کر جب مدرسہ زبیدیہ تشریف لائے تو رحمانیہ سے کئی طلبہ بھی آپ کے ساتھ مدرسہ زبیدیہ پڑھنے کے لیے آئے تھے۔ علم وعمل کے پیکر مولانا احمد اللہ نے ۱۹ مارچ ۱۹۴۳ء کو دہلی میں وفات پائی۔

مولانا حکیم محمد یوسف رحمہ اللہ ۱۹۴۰ء میں مدرسہ محمدیہ مرکز العلوم بھینی سدھواں سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب مدرسہ زبیدیہ میں پڑھنے لگے تو آپ نے مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی سے دوبارہ صحیح بخاری، صحیح مسلم از اول تا آخر، مؤطا امام مالک تفسیر بیضاوی اور دیگر فنون کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھیں اور ان سے سند حدیث بھی حاصل کی۔ مولانا احمد اللہ رحمہ اللہ نے انھیں اپنی مہر اور دستخط سے سند حدیث مرحمت فرمائی۔ استاذ محترم مولانا زبیدی صاحب فرمایا کرتے کہ وہ سند کئی سال تک میرے پاس محفوظ تھی۔ لیکن بعد میں وہ سند ان سے گم ہوگئی جس کا آپ کو بڑا افسوس تھا۔ بڑے دکھ اور افسوس سے اس واقعہ کا تذکرہ کرتے رہتے اور آبدیدہ ہو جاتے۔ شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے آخری ایام کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نے انھیں اپنے ہاتھ اور دستخط سے سند حدیث لکھ کر عطا کی تھی۔ اور اسی طرح مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد رشید مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کو اپنی سند اور اجازۃ الروایۃ جو کہ طبع شدہ تھی عنایت فرمائی تھی۔ جس میں "الطالب النجیب الامجد والصالح الارشد" کے الفاظ مرقوم تھے۔ اس طرح آپ کی سند حدیث ایک واسطے سے شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے جا کر ملتی ہے اور آپ کی سند عالی تھی اس وجہ سے آپ کی سند کو علماء کرام اور طلباء عظام خاص اہمیت دیتے تھے اور ان سے اجازۃ بالروایۃ حاصل کرنے کو اپنے لیے اعزاز سمجھتے تھے۔

استاذ محترم جناب مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عربی کی اعلیٰ تعلیم مدرسہ زبیدیہ دہلی سے حاصل کی اور ان اساتذہ کرام اور ماہرین علوم وفنون اور اساطین علم وفضل سے پڑھا تھا اور ان سے اجازۃ الروایۃ حاصل کی جنھوں نے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی سے بالمشافہ علم حاصل کیا اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان سے سند حدیث اخذ کی۔

(۳) مولانا عبدالمجید محدث پنجابی:

مولانا زبیدی جب اعلیٰ تعلیم پڑھنے کے لیے دہلی گئے تھے اور مدرسہ زبیدیہ میں پڑھ رہے تھے ان دنوں مدرسہ زبیدیہ دہلی میں مولانا عبدالمجید محدث پنجابی بھی مدرس تھے اور طلبہ کو درس دیتے تھے۔ آپ کو فنون کی کتابوں پر عبور حاصل تھا اور اس میں ملکہ تامہ رکھتے تھے۔ بڑے ہی ماہر اور تجربہ رکھتے تھے۔ مولانا عبدالمجید پنجابی فنون کے علاوہ احادیث کی کتابیں مثلاً سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی وغیرہ بھی طلبہ کو پڑھاتے رہے۔ مولانا عبدالمجید پنجابی کے متعلق کوئی معلومات وغیرہ نہیں مل سکی۔ کہ آپ اصل کہاں کے رہنے والے تھے، کب پیدا ہوئے اور کن اساتذہ کرام ذی وقار سے پڑھا اور کن مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ فراغت کے بعد کن مدارس میں پڑھایا۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ مولانا موصوف ۱۹۴۰ء میں مدرسہ زبیدیہ دہلی میں پڑھاتے رہے۔ جب استاد محترم مولانا زبیدی رحمہ اللہ مدرسہ زبیدیہ میں عربی کی اعلیٰ کلاسز پڑھنے کے لیے گئے تھے تو اس وقت مولانا عبدالمجید محدث پنجابی مدرسہ زبیدیہ میں مدرس تھے۔ اور طلبہ کو فنون کی کتابوں کے علاوہ احادیث کی کتب بھی پڑھاتے تھے۔ چنانچہ اس بات کا حوالہ مولانا فیض الرحمٰن ثوری رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۹۶ء) اور مولانا عزیز زبیدی رحمہ اللہ (وفات: ۲۰۰۳ء) کے تذکر یا وران کے حالات کے ضمن میں مذکور ہے۔ یہ دونوں حضرات ۱۹۳۹ اور ۱۹۴۰ء میں مدرسہ زبیدیہ میں پڑھتے تھے۔ اور وہاں انھوں نے مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ کے علاوہ مولانا عبدالمجید محدث پنجابی رحمہ اللہ سے ان احباب نے پڑھا اور ان سے سنن اربعہ درسا پڑھیں۔ استاذ محترم جناب زبیدی رحمہ اللہ کے اساتذہ کرام میں سے صرف ان تین اساطین علم وفضل کا علم ہو سکا ہے جن کا تفصیلی تعارف لکھا جا چکا ہے۔ دیگر اساتذہ کے متعلق کوئی معلومات وغیرہ نہیں مل سکی کہ آپ نے ان کے علاوہ دیگر کن اساتذہ سے پڑھا اور ان سے علم حاصل کیا۔ اور کن اعاظم الرجال علم وفضل کے سامنے تلمذ کی منزلیں طے کیں۔ مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ مدرسہ زبیدیہ میں دہلی میں ایک سال یا کچھ عرصہ مزید زیر تعلیم رہے۔ آپ مدرسہ زبیدیہ صرف اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے گئے تھے۔ اور آخری کلاس میں شریک درس ہوئے۔ اس طرح آپ نے مدرسہ زبیدیہ سے بھی سند فراغت حاصل کی اور اپنے درج بالا اساتذہ کرام سے سند حدیث کی اجازۃ الروایۃ حاصل کی۔

علم طب:

پہلے ادوار میں دینی مدارس کی انتظامیہ اور طلبہ میں یہ رواج تھا کہ طالب علم عربی کی تعلیم مکمل کرنے کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ اپنے ذریعہ معاش اور روزگار کے لیے کوئی ہنری علم، دستکاری اور طب وغیرہ کا علم بھی ساتھ پڑھ اور سیکھ لے تاکہ اپنی زندگی اور حیات مستعار میں دین کی تبلیغ کے ساتھ اپنے ذریعہ معاش کے معاملہ میں کسی کا محتاج نہ رہے۔ اس لیے طلبہ علم طب پڑھتے تھے یا کوئی ہنری دستکاری کا فن سیکھتے تھے، استاذ محترم مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ مدرسہ محمدیہ بھینی سدھواں میں پڑھتے تھے تو ان دنوں آپ نے اپنے والد ماجد مولوی مہتاب الدین کو ۱۰ فروری ۱۹۴۰ء کو خط لکھا تھا۔ جس میں آپ نے اپنے والد ماجد کو لکھا ''علم طب کا اس جگہ پڑھنے کا ارادہ نہیں ہے بلکہ ان شاءاللہ اگلے سال دہلی جا کر پڑھوں گا یا دستکاری کا بھی خیال رکھتا ہوں۔'' لہٰذا جب آپ عربی کی اعلیٰ تعلیم اور ماہرین اساتذہ سے کتب حدیث پڑھنے کے لیے دہلی مدرسہ زبیدیہ تشریف لے گئے۔ مولانا زبیدی علوم عربی کے تمام فنون کے حصول کے لیے آپ نے بڑی جانفشانی کی اس کے ساتھ آپ علم طب کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔ جب آپ دہلی پڑھنے کے لیے گئے تھے اسی سال آپ کو علم طب پڑھنے کا شوق اور دلچسپی پیدا ہوئی۔ دہلی آکر بعض اساتذہ طب سے علم طب کی کتابیں پڑھیں۔ اس زمانے میں طب کی زیادہ تر کتابیں فارسی زبان میں ہوا کرتی تھیں۔ اور فارسی میں ہی پڑھائی جاتی تھیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ طالب علم طب بھی پڑھ رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ فارسی کی تعلیم میں مہارت بھی حاصل ہو رہی ہے۔ دہلی اس دور میں مختلف علوم اور فنون کا مرکز اور گہوارہ تھا۔ جہاں دینی علوم کے بہت بڑے ماہرین اور اساطین علم وفضل بھی موجود تھے اور علم طب کے بھی بڑے شناور موجود تھے۔ بڑے بڑے علماء، فضلاء اور اطباء کا یہ شہر مرکز تھا۔ دور دراز سے شائقین علم دہلی کی طرف قصد کرتے اور تحصیل علم کرتے تھے۔ اس دور میں دہلی میں علم طب کے دو مشہور تعلیمی ادارے تھے۔ ایک حکیم محمد اجمل خان مرحوم (وفات: ۱۹۲۸ء) کا قائم کردہ طبیہ کالج قرول باغ دہلی اور اس کے مقابلہ میں جامعہ طبیہ قائم کیا گیا تھا۔ یہ دونوں تعلیمی ادارے علم طب کے حصول کے بہت بڑے طبی مراکز تھے۔ آپ نے جامعہ طبیہ میں داخلہ لیا۔ اور اسی سال اس کا نصاب مکمل کر کے سند حاصل کی اور اچھے نمبروں سے پاس کیا۔ مولانا زبیدی صاحب نے علم طب کی مشہور کتابیں مثلاً عربی کلیات نفیسی، قانون حمیات، قانونچہ شرح اسباب وغیرہ باقاعدہ حکماء سے سبقاً پڑھیں اور طب کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے ہومیو پیتھک کا کورس کیا۔ اس میں آپ بہترین معالج اور ڈاکٹر تھے۔ لوگوں کا علاج کرتے رہے۔ حصول علم کے بعد جب مولانا زبیدی صاحب عملی زندگی میں آئے، جہاں بھی رہے دعوتِ وتبلیغ کے ساتھ لوگوں کا علاج ومعالجہ کرتے رہے۔ دہلی سے تکمیل تعلیم کے بعد آپ اپنے علاقہ واپس آکر خدمت دین، دعوت وتبلیغ اور درس وتدریس کے ساتھ حکمت وغیرہ بھی کرتے رہے۔ اور لوگوں کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دین سکھانے کے ساتھ ان کا علاج بھی کرتے رہے۔

عملی زندگی:

استاذ محترم مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ۱۹۴۱ء میں اپنی تمام دینی تعلیم کے ساتھ علم طب کا مکمل کورس کرنے کے بعد اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ دہلی سے واپسی کے بعد سب سے پہلے اپنے علاقہ خصوصاً اپنے گاؤں راؤ خانوالہ سے آغاز کیا۔گاؤں کی چھوٹی سی مسجد میں نمازیں پڑھاتے اور جمعہ کا خطبہ دیتے رہے۔ اسی مسجد میں گاؤں کے بچوں کو ناظرہ قرآن پاک پڑھانا شروع کیا۔ مولانا زبیدی صاحب رحمہ اللہ کا ارادہ تھا کہ بڑے گھرانے اور زمیندار قسم کے لوگوں کے بچوں کو ناظرہ قرآن مجید کے ساتھ ابتدائی دینی تعلیم کے ساتھ نماز وغیرہ کی تربیت کی جائے۔ جسے دیکھ کر نچلے طبقے کے لوگوں کو بھی شوق پیدا ہوگا اس سے اچھے اثرات ظاہر ہوں گے۔ اس طرح گھر گھر دین کی دعوت اور عقیدہ توحید کا پیغام پہنچے گا۔ اس حکمت عملی سے اس کے دوررس نتائج نکلیں گے۔ چنانچہ آپ اپنے گاؤں میں دعوت دین کا کام کرنے لگے۔ اس سے لوگوں پر اچھا اثر ہوا پورے علاقہ میں اہل حدیث مسلک کے حامل لوگوں میں اضافہ ہوا۔ مولانا زبیدی صاحب نے بڑی محنت اور شوق سے اپنے علاقہ میں کام کا آغاز کیا تھا۔ دن رات لوگوں کے عقیدے کی اصلاح، ان کو دعوت دین دینا، نمازیں پڑھانا، جمعہ کے خطبات کے علاوہ دروس بھی دیتے رہے۔ مسجد میں بچوں کو قرآن مجید بھی پڑھاتے رہے۔ جس کے اچھے اثرات ظاہر ہونے لگے، انھی دنوں کا واقعہ ہے کہ مولانا زبیدی رحمہ اللہ اپنے گاؤں کی مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیتے تھے۔ گاؤں کے ایک ہندو سیٹھ نتھو رام جو کہ مقامی زمینداروں کی گندم اور دیگر اجناس کا وزن کیا کرتا تھا اور ان سے گندم وغیرہ خرید کرتا تھا۔ اس کا لڑکا موہن لال جو کہ مولانا زبیدی کے جمعہ کے خطبات مسجد کے باہر کھڑے ہو کر سنا کرتا تھا۔ وہ بچہ باشعور اور اسکول کی آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا۔ جمعہ کے خطبات سن کر وہ لڑکا اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوا۔ آپ کی مزید محنت اور کاوش سے آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ اس بچے کا آپ رحمہ اللہ نے نام محمد اسماعیل رکھا۔ اس بچے کو دینی تعلیم کے لیے مدرسہ میں داخل کرایا۔ یوں وہ بچہ دینی تعلیم سے آراستہ ہو کر عالم دین بن گیا۔ اللہ پاک نے اس بچے کے مقدر میں اسلام کی دولت سے مشرف ہونا لکھا تھا اور اسے مولوی محمد اسماعیل ذبیح کے نام سے یاد کیا جاتا رہا۔ مولوی محمد اسماعیل ذبیح عالم دین ہونے کے ساتھ ایک مجاہد بھی تھے۔ بعد میں وہ فیصل آباد کے قرب وجوار میں جا کر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد اسماعیل ذبیح کو اولاد کی نعمت سے بھی نوازا تھا۔ ان کے تین بیٹے تھے اور وہ تینوں فوج میں ملازم تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

استاد محترم زبیدی صاحب نے نئے نئے فارغ ہو کر اپنی عملی زندگی میں قدم رکھا تھا۔ مولانا موصوف ایک خوبرو رعنا اور جوان تھے۔ لہٰذا خدمت دین کا جذبہ بھی خوب تھا۔ اس لیے آپ کو دن رات دعوت و تبلیغ، وعظ اور تقریریں اور دروس دینے لوگوں کو صحیح پیغام دینے کا شوق اور جذبہ حد سے زیادہ تھا۔

۱۹۴۲ء کے آغاز میں ایک سال کے لیے سندھ تشریف لائے، جہاں آپ رحمہ اللہ نے ایک دینی مدرسہ میں بحیثیت معلم خدمات سرانجام دینے کے لیے تشریف لائے تھے۔ مولانا زبیدی رحمہ اللہ کو سندھ کا ماحول اور یہاں کے لوگوں کے جذبہ، اخلاص اور محبت اس قدر پسند آئی کہ آپ رحمہ اللہ نے واپس جانے کا ارادہ ترک کردیا اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ سب سے پہلے آپ میرپور خاص تشریف لائے۔ میرپور خاص میں کچھ ہی عرصہ رہے تھے اس کے بعد مولانا صاحب سندھ کے مشہور شہر کنری تشریف لے کر گئے۔ کنری شہر جہان ایشیاء کی سب سے بڑی مرچ کی منڈی ہے۔ یہاں پر آپ نے دعوت وتبلیغ اور دروس وغیرہ دینا شروع کیے۔ اس دور میں کنری شہر میں اہل حدیث جماعت بالکل نہ ہونے کے برابر تھی۔ چند افراد شہر میں تھے اس کے علاوہ گوٹھوں، دیہاتوں میں اِکا دُکا افراد موجود تھے۔ اس وقت شہر میں اہل حدیث مسجد کا وجود بھی نہیں تھا۔ ریلوے اسٹیشن کے قریب ایک مسجد تھی جس کو جامع مسجد کہا جاتا ہے۔ وہ مسجد بریلوی مکتب فکر والوں کی تھی۔ مولانا محمد یوسف زبیدی جب کنری تشریف لائے تو آپ نے ریلوے اسٹیشن کے قریب اپنا مطب یونانی دواخانہ کوثر کے نام سے کھولا۔ جہاں لوگوں کے علاج و معالجہ کے ساتھ ان کو قرآن وسنت کا پیغام، عقیدہ توحید کی اصلاح اور دین کی دعوت دیتے رہے۔ مولانا موصوف نمازیں وغیرہ اسی جامع مسجد میں ادا کرتے رہے۔ کچھ عرصہ اس طرح گزرتا رہا۔ اہل مسجد کو معلوم ہوا کہ آپ عالم دین ہیں۔ مدرسہ کے پڑھے ہوئے اور فارغ التحصیل ہیں۔ بیان وغیرہ بھی اچھا کر لیتے ہیں۔ انھوں نے مولانا زبیدی رحمہ اللہ کو اس جامع مسجد میں امام و خطیب رکھ لیا۔ مولانا موصوف حکمت و دانائی سے دعوت دین کا کام کرتے رہے۔ لوگوں کو قرآن و حدیث کا صحیح پیغام اور منہج سمجھاتے رہے۔ آپ جب جمعہ کا خطبہ دیتے مکمل تیاری کر کے قرآن و حدیث کے واضح پیغام اور دلائل سے پڑھاتے تھے، ان کا خطبہ انتہائی جامع مؤثر اور مدلل ہوتا تھا۔ انداز بیان نرالہ اور دلچسپ ہوتا تھا۔ زبان و بیان میں ایک عجیب قسم کی کشش اور مٹھاس ہوا کرتی تھی۔ لوگ دور دراز دیہات اور گاؤں گوٹھوں سے کنری آکر مولانا کے پیچھے جمعہ پڑھتے اور ان کا خطبہ سنتے۔ اس طرح حکمت عملی سے آپ کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد مولانا موصوف اور مسجد والوں کے درمیان چند مسائل کی وجہ سے اختلاف ہو گیا۔ جس کے سبب سے آپ کو مسجد کی امامت اور خطابت سے فارغ کر دیا گیا۔ اختلاف کا سبب وہی اختلافی اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فروعی مسائل تھے جو صدیوں سے مابین اہل حدیث اور احناف سے چل رہے ہیں۔ ان اختلافی مسائل میں طرفین کے درمیان بحث طول پکڑ گیا اور نوبت مناظرہ تک پہنچ گئی۔ ان دنوں کنری شہر میں بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ایک مولوی عبدالرحیم دل رہتے تھے ان کی کپڑے کی دُکان تھی۔ اس نے اہل حدیثوں اور دیگر مسلک والوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور قادیانیوں کو بھی چیلنج دیا۔ مولانا زبیدی رحمہ اللہ نے اس کو کافی سمجھایا کہ ہم آپس میں نہ اُلجھیں بلکہ ہم اکٹھے ہو کر قادیانیوں سے مقابلہ کریں اور ان کے خلاف ایک آواز ہو کر کام کریں۔ اس کے بعد مولانا محمد یوسف زبیدی اور مولوی عبدالرحیم دل دنوں کی کوششوں سے قیام پاکستان سے قبل کنری میں ایک مشترکہ سیرت خاتم النبیین ﷺ کانفرنس رکھی گئی۔ اس کانفرنس میں جماعت اہل حدیث کی طرف سے جن علماء کرام کو دعوت دی گئی تھی ان میں حضرت مولانا عبدالحق محدث ہاشمی بہاولپوری مکی رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۷۲ء) مولانا عبدالعزیز ملک ملتانی رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۶۰ء) حضرت مولانا عبداللہ رتوڈیرو رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۸۲ء) اور حضرت علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۹۶ء) شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کے دور رس اور اچھے نتائج سامنے آئے۔ کنری کی تاریخ میں یہ بڑی اسلامی کانفرنس تھی جو کہ خاص رد قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت کے موضوع پر منعقد ہوئی تھی۔ یہ کانفرنس اہل حدیث مکتب فکر اور بریلوی مکتب فکر کی مشترکہ کوششوں سے رکھی گئی تھی۔ اس کانفرنس کے ذریعہ لوگوں کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کرنا تھا۔ اس میں کامیابی ہوئی۔ اس کانفرنس کے بعد کنری میں قادیانی خاموش ہو گئے۔ ان کو دوبارہ اپنے مذہب اور عقائد کھل کر لوگوں کے سامنے بیان کرنے اور پھیلانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اس کانفرنس کے تین سال بعد بریلوی مسلک والوں نے محسوس کیا کہ قادیانی اپنی شرارتوں سے باز آگئے ہیں۔ اور وہ خاموش ہو گئے ہیں، لیکن اس کانفرنس سے لوگوں میں فکری تبدیلی آ رہی ہے۔ اور لوگ وہابیت سے متاثر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ بریلوی جماعت کی طرف سے ان دنوں میں ایک اشتہار شائع کیا گیا جس میں انھوں نے تحریر کیا کہ قادیانی، شیعہ اور وہابی شروع سے ہی ایک ہیں۔ اور ان لوگوں کے عقائد و نظریات میں مماثلت ہے۔ ان لوگوں سے اسلام کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔ لہٰذا بریلوی مکتب فکر کی طرف سے اس اشتہار کے ذریعہ سے مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔ اور وہ اشتہار/ہینڈل بل شہر میں تقسیم کیا گیا۔ جس سے کنری شہر میں ایک ہیجان سی کیفیت اور ارتعاش کی فضا پیدا ہو گئی۔ چنانچہ کنری کی جماعت احمدیہ (قادیانی) کی طرف سے بریلوی جماعت کے چیلنج کو قبول کیا گیا۔ استاد محترم مولانا زبیدی رحمہ اللہ نے مولوی عبدالرحیم دل اور ان کی جماعت والوں کو کافی سمجھایا۔ لیکن وہ لوگ باز نہ آئے اور قادیانیوں سے مناظرہ کرنے کو تیاری کرنے لگے۔ جس کے لیے بریلوی مکتب فکر والوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے اپنا ایک وفد تیار کیا اس کو پورے متحدہ ہندوستان دہلی خصوصاً پنجاب لاہور روانہ کیا کہ قادیانیوں سے مناظرہ کرنے کے لیے کوئی اچھا مناظرہ تلاش کرکے ان سے ٹائم طے کرکے آئے۔ لیکن اس وفد کو دہلی اور لاہور سے کوئی مناظر نہیں مل سکا، جو قادیانیوں سے مناظرہ کر سکے۔ اس سے مایوس ہو کر مکتب فکر کے بریلوی مولوی عبدالرحیم دل مولانا زبیدی صاحب کے پاس آئے اپنی پریشانی اور مایوسی بیان کی۔ اور عرضدار ہوئے کہ ہم مل کر قادیانیوں سے مناظرہ کریں۔ اس سے قبل بھی ان کے خلاف اکٹھے کام کر رہے ہیں اس مرتبہ اکٹھے ہو کر ان کا مقابلہ کریں۔ اس مناظرہ کا انتظام اور علماء سے رابطہ وغیرہ بھی آپ کریں۔ جس کے بعد مولانا محمد زبیدی رحمہ اللہ نے اپنے ہم خیال ساتھیوں کی مشاورت سے اس مناظرہ کے چیلنج کو قبول کیا اور اس کے لیے تیاری کرنے لگے۔ اور مناظرہ کے لیے مناظرہ اسلام فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۴۸ء) سے رابطہ کرنے کے لیے ان کو خط لکھا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنی مصروفیات کی وجہ سے معذرت کر لی اور اپنی جگہ اپنے شاگرد خاص اور معاون حضرت مولانا عبداللہ معمار رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۵۰ء) کو تیار کیا اور انہیں مناظرہ کے لیے کنری سندھ بھیج دیا۔ ان کے علاوہ چوٹی کے عالم دین اور مناظر مولانا عبدالعزیز ملک ملتانی رحمہ اللہ اور دیگر علماء اہل حدیث بھی قادیانیوں سے مناظرہ کرنے کے لیے کنری تشریف لائے۔ جب قادیانیوں کو معلوم ہوا اہل حدیث جماعت کی طرف سے ان کے چوٹی کے مناظریں خاص کر مولانا عبداللہ معمار تشریف لا چکے ہیں تو وہ پریشان ہو گئے اور مناظرہ کرنے سے مکر گئے۔

استاد محترم مولانا زبیدی کنری شہر میں دعوت و تبلیغ کا اچھا کام کر رہے تھے، جس کے اچھے اثرات اور دور رس نتائج ظاہر ہو رہے تھے۔ لوگوں کے عقائد کی اصلاح ہو رہی تھی اور ان کو صحیح دعوت دین سمجھاتے رہے۔ آپ کے دعوت و تبلیغ اور اعلیٰ اخلاق و کردار سے لوگ متاثر ہو رہے تھے۔ آپ نے جماعت احمدیہ (قادیانی مذہب) کے رد میں خوب کام کیا۔ دروس، خطبات جمعہ اور اپنی تقریروں میں ان کے خلاف دلائل و براہین سے خوب بولتے اور ان کا رد کرتے تھے۔ کنری شہر اور اس کے ارد گرد گوٹھوں، دیہاتوں میں احمدی جماعت کی اکثریت رہی ہے۔ اسی وجہ سے کنری شہر کو قادیانیوں کی کثرت کی وجہ سے ربوہ ثانی کہا جاتا تھا۔ اسی سبب سے دینی جماعتوں کے ہر مکتب فکر نے کنری شہر میں قادیانیوں کے خلاف خوب کام کیا اور ان کے خلاف تحریکیں چلائیں کانفرنس اور جلسے جلوس نکالے۔ مولانا زبیدی رحمہ اللہ نے بھی اس میدان میں اچھا کام کیا۔ مولانا موصوف نے مولانا محمد الیاس برنی رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۵۹ء) کی قادیانی مذہب پر لکھی گئی تحقیقی کتاب ''مقدمہ قادیانی'' درجنوں کے حساب سے منگوا کر کنری شہر کے پڑھے لکھے لوگوں میں تقسیم کی اور لوگوں کو قادیانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مذہب کے عقائد، نظریات اور ان کے فتنہ و دجل سے واقف کرایا۔مولانا الیاس برنی کی اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس مذہب کی پیدائش اور ابتداء کیسی ہوئی، کن حالات میں پروان چڑھا، اس کے کیا کیا محرکات اور اسباب تھے۔اس کتاب کے مطالعہ سے اس مذہب کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔قادیانی مذہب کے ہر پہلو پر نہایت مدلل اور سیر حاصل گفتگو کی گئی۔رد قادیانیت کے سلسلے میں یہ کتاب استنادی حیثیت کی حامل ہے۔جس کو ہندوستان اور پاکستان میں خاص شہرت اور مقبولیت حاصل رہی ہے۔اس کتاب کی تقسیم سے بہت اثر ہوا لوگ قادیانی مذہب کے عقائد، نظریات اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہوئے۔کنری میں قیام کے دنوں میں وہاں کے ایک بریلوی مکتب فکر کے مولوی عبدالحق چانڈیو نامی شخص کو قادیانیوں نے ورغلا کر اور اس کو دنیاوی لالچ اور سبز باغ دکھا کر قادیانی بنادیا تھا۔اور اسے کنری سے فرار کر کے قادیان بھی لے کر گئے تھے۔مولانا زبیدی صاحب نے اس شخص کو قادیانی مذہب کا فتنہ اور ان کے عقائد و نظریات سمجھائے اور اس پر خوب محنت کی۔آپ کی کوششوں سے وہ شخص قادیانی مذہب ترک کر کے دوبارہ مسلمان ہوا۔مولوی عبدالحق چانڈیو کے مسلمان ہونے کے بعد اس نے قادیانی مذہب کے اندرونی کہانی بیان کی شہر قادیان اور ربوہ کی حقیقت لوگوں کو بیان کرتے اور ان دونوں شہروں کے خوب پول کھول کر بیان کیے۔

مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کنری شہر میں اپنا مطب کوثر یونانی دواخانہ کے نام سے چلاتے رہے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ دعوت و تبلیغ کا کام بھی کرتے رہے۔کنری شہر میں ریلوے اسٹیشن کے قریب جامع مسجد میں جمعہ بھی پڑھاتے۔اسی مسجد میں قیام پاکستان کے بعد وہاں جماعت اسلامی پاکستان کے سابق امیر و جنرل سیکرٹری جناب میاں طفیل محمد (وفات: ۲۰۰۹ء) سے ملاقات ہوئی۔میاں صاحب نے مولانا زبیدی کے پیچھے جمعہ پڑھا اور خطبہ سنا۔آپ کی تقریر اور خطبہ سن کر بہت متاثر ہوئے۔پھر ان سے تعلقات قائم ہوئے۔میاں طفیل صاحب نے مولانا صاحب کے دیہات اور قصبات میں دعوتی پروگرام اور دروس وغیرہ رکھے۔ضلع تھرپارکر کے مختلف شہروں اور قصبوں میں تبلیغی پروگرام کرتے رہے۔مولانا ان دعوتی اور تبلیغی پروگرام سے دیہات اور قصبات میں اچھا کام ہوا۔

استاد محترم مولانا زبیدی کنری اور اس کے دیہات اور قصبوں کے علاوہ پورے صوبہ سندھ میں دعوتی و تبلیغی پروگرام ہوتے رہے۔آپ کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز میں ایک ہفتہ رہے۔اور وہاں دعوتی و تبلیغی پروگرام کیے، اس کے علاوہ کراچی، حیدرآباد، شہداد پور، ہالا، دادو، تھرپارکر، بدین، ٹھٹھہ اور دیگر شہر اور قصبات میں تشریف لے جایا کرتے جہاں لوگوں کو خالص قرآن و حدیث کی دعوت دیتے۔ہر موقع پر آپ کی تقریر اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطبات اہم ہوتے۔ بڑا جامع اور مدلل خطاب ہوتا، آپ کا خطاب اور تقریر سننے کے لیے دور افتادہ علاقوں سے لوگ چل کر آتے۔ اور قرآن وحدیث کے پیغام کو سن کر اپنے قلوب وذہن کو منور کرتے۔ مولانا مرحوم کی تقریر دلپذیر ہوتی۔ اس میں عظمت اسلام اور نظام اسلام کے نفاذ کے لیے تڑپ اور اس کے لیے جدوجہد کا پہلو نمایاں نظر آتا تھا۔ مولانا زبیدی رحمہ اللہ پچاس کی دھائی تک کنری شہر میں رہے۔ اس کے بعد مولانا صاحب ضلع تھرپارکر کے ہیڈ کوارٹر شہر میرپور خاص تشریف لائے۔ مولانا کا میرپور خاص میں ورود ۱۹۵۰-۵۱ء میں ہوا۔ یہ مولانا کا میرپور خاص میں آمد کا دوسرا موقع ہے۔ اس سے قبل جب پہلی مرتبہ جب آپ اپنی مروجہ تعلیمی مراحل مکمل کرکے عملی زندگی کا آغاز کیا تو سال ۱۹۴۲-۴۳ء میں پنجاب سے بحیثیت مدرس ایک مدرسہ میں پڑھانے کے لیے تشریف لائے تھے، جس کے بعد آپ کا واپس پنجاب لوٹنا نصیب نہیں ہوا اور یہیں کے ہو کے رہے اور اپنا مستقل قیام سندھ میں ہی بنالیا۔ اس وقت آپ میرپور خاص تشریف لائے تھے۔ دوسری مرتبہ ۱۹۵۰-۵۱ء میں میرپور خاص تشریف لائے۔ اور پھر یہیں کے ہو رہے اور اپنا مستقل قیام میرپور خاص میں بنالیا۔ میرپور خاص تشریف لانے کے بعد آپ یہاں بھی دعوت وتبلیغ کا کام کرتے رہے۔ مولانا صاحب مرحوم کبھی کبھار جامع مسجد نزد ریلوے اسٹیشن چوک میرپور خاص میں جمعہ کے خطبہ کے علاوہ دروس بھی دیتے رہے۔ آپ نے شاہی بازار مدینہ مسجد کے قریب اپنا یونانی مطب بھی کھولا تھا۔ جہاں لوگوں کا علاج کرتے اور لوگوں کی دینی رہنمائی بھی کرتے رہے۔ مولانا کا مطب ایک قسم کی آفس اور دفتر تھا۔ جہاں شہر اور دیہات و قصبات سے لوگ ملنے کے لیے تشریف لاتے۔ ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو رہتی اور ان لوگوں کے مسائل وغیرہ بھی حل کرتے رہے۔ یہیں پر آپ سے ملنے کے لیے شہر کی معزز شخصیات کے علاوہ مذہبی وسیاسی جماعتوں کے لوگ تشریف لاتے۔ مولانا زبیدی رحمہ اللہ میرپور خاص تشریف لانے کے بعد پوری زندگی آپ نے اسی شہر میں گزاری۔ قیام میرپور خاص کے دور میں آپ کی دینی، تبلیغی، رفاہی اور سیاسی خدمات کا دائرہ وسیع ہے۔ ان کا مختصر احوال الگ بیان کیا جائے گا۔

جماعت اسلامی میں شمولیت:

استاد محترم کا جن دنوں کنری شہر میں قیام تھا۔ انھی دنوں آپ کی جماعت اسلامی کے سابق امیر اور جنرل سیکرٹری جناب میاں محمد طفیل محمد صاحب (وفات: ۲۰۰۹ء) سے ملاقات ہوئی۔ مولانا مرحوم کنری کی جامع مسجد جو کہ بریلوی مسلک والوں کی تھی اس میں جمعہ پڑھاتے تھے، اسی مسجد میں میاں صاحب نے آپ کا خطبہ سنا، بڑے متاثر ہوئے، آپ سے ملاقات کی اور تعارف ہوا۔ اور آپ کی مصروفیات کا پوچھا آپ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میاں صاحب کو اپنے جملہ کوائف بتائے۔ میاں صاحب نے آپ کو مولانا مودودی رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۷۹ء) کی کتابیں اور لٹریچر مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا۔ مولانا مودودی کی کتب اور رسائل وغیرہ کے مطالعہ کے بعد مولانا زبیدی رحمہ اللہ جماعت اسلامی سے متاثر ہوئے۔ ان کے پروگراموں اور اجتماعات میں شرکت کرنے لگے، اس طرح آپ کے جماعت اسلامی سے تعلقات قائم ہوئے۔ اسی عرصہ میں مولانا زبیدی صاحب کی جماعت اسلامی کی اہم شخصیت چودھری غلام محمد آرائیں مرحوم (وفات: ۱۹۷۰ء) قیم جماعت اسلامی کراچی وسابق قائم مقام امیر جماعت اسلامی سے ملاقات ہوئی۔ چودھری مرحوم مولانا زبیدی کی صلاحیتوں اور خدمتوں سے واقف تھے اوران کے کام سے متاثر تھے۔ جنھوں نے آپ کو کنری سے میر پور خاص طلب کرلیا اور میر پور خاص میں جماعت کا کام کرنے اور اسے منظم کرنے کا مشورہ دیا۔ اس طرح مولانا صاحب ۵۱-۱۹۵۰ء میں کنری سے میر پور خاص منتقل ہوئے۔ میر پور خاص تشریف لانے کے بعد چودھری غلام محمد آرائیں نے مولانا کو جماعت اسلامی میں کام کرنے اس کے طریقہ کار وغیرہ سے مکمل روشناس کرایا۔ اس کے بعد مولانا صاحب مکمل طور پر جماعت اسلامی کے ساتھ منسلک ہو گئے، چودھری مرحوم کی ہدایات اور رہنمائی میں جماعت کے ساتھ کام کرتے رہے۔ مولانا زبیدی صاحب اس دوران چودھری صاحب سے ملاقات کرنے یا اس کے بلوانے پر اکثر کراچی جاتے رہے، کراچی ۹ لوٹیا بلڈنگ آرام باغ روڈ پر جہاں چودھری صاحب کا مکان تھا اور اسی بلڈنگ میں جماعت اسلامی صوبہ سندھ کا صوبائی دفتر تھا۔ مولانا زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے جذبہ اوران محنتوں کو دیکھ کر چودھری مرحوم نے ۱۹۵۰ء میں ان کو جماعت اسلامی کا باقاعدہ رکن بنایا۔ رکن جماعت بننے کے بعد آپ نے ضلعی مرکز میر پور خاص میں بیٹھ کر کام کرنے کا منصوبہ بنایا۔ کنری سے میر پور خاص منتقل ہو گئے۔ کام کا آغاز ضلع سے کیا۔ استاد محترم کا جماعت اسلامی میں شمولیت کے بعد میر پور خاص شہر میں جماعت اسلامی ایک فعال اور منظم انداز میں کام کرنے لگی اور شہر میں اپنا تشخص قائم کرنے میں کامیاب رہی۔ جماعت اسلامی میں شمولیت کے بعد مولانا زبیدی مرحوم دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں جماعت والوں کے ساتھ بھی اسی جذبہ واخلاص سے کام کرتے رہے۔ دعوت دین، اقامت دین، عظمت اسلام اور نظام اسلام کے نفاذ کے لیے کام کرتے رہے۔

استاد محترم کو ۱۹۶۸ء میں ضلع میر پور خاص (اولڈ) کا امیر منتخب کیا گیا۔ آپ ۲۵ سال ضلع کے امیر رہے۔ آپ نے اپنے دور امارت میں شہروں، دیہاتوں اور قصبوں کے دورے کیے۔ دینی پروگرام اور درس وغیرہ دیتے رہے۔ اس کے ساتھ جماعت اسلامی کی تنظیم سازی اور اس کے نظم کو مزید فعال کرنے کے لیے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کلیدی کردار ادا کیا۔ جتنا عرصہ آپ امیر ضلع کے فرائض سرانجام دیتے رہے اس کے ساتھ جماعت اسلامی صوبہ سندھ کی شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ مولانا زبیدی مرحوم ایک مرتبہ مرکزی شوریٰ کے رکن بھی منتخب ہوئے تھے۔ جماعت اسلامی والوں کے ہاں یہ بہت بڑا عہدہ اور اعزاز ہے۔ اس کا اہل مولانا کو سمجھا گیا اور آپ مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ اور آپ السابقون الاولون کے قریب رہے بلکہ آپ کا شمار ان میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ جماعت اسلامی کے مختلف مرکزی اور صوبائی سطح کے اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے۔ جماعت اسلامی کی طرف سے مختلف اوقات میں جو بھی ذمہ داریاں دی گئیں ان کو آپ نے خوب احسن انداز میں ادا کرتے رہے۔ مولانا زبیدی مرحوم کو ان کی جماعت کے لیے خدمتوں، صلاحیتوں، جذبہ اخلاص اور قربانیوں کی وجہ سے رکن شوریٰ اور مرکزی ممبر نامزد کیا گیا۔ اسی طرح آپ سندھ کی شوریٰ کے تادیر ممبر رہے۔ کبھی بربنائے عہدہ اور کبھی انتخاب کی بنیاد پر رکن رہے۔ ساٹھ کے عشرے میں غالباً ۱۹۵۸ء جماعت اسلامی کے بانی و امیر مولانا مودودی رحمہ اللہ میرپور خاص تشریف لائے۔ جہاں آپ نے مردوں کے اجتماع سے خطاب فرمایا تھا وہیں آپ نے مولانا زبیدی رحمہ اللہ کے گھر میں خواتین کے اجتماع سے بھی خطاب فرمایا تھا۔ ایک بار مولانا زبیدی رحمہ اللہ کو ملتان سے لاہور تک مولانا مودودی رحمہ اللہ کے ساتھ سفر کرنے کا بھی شرف حاصل رہا۔ آپ مولانا کے ساتھ پتوکی پہنچے جہاں جماعت اہل حدیث کے امیر حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۶۳ء) قصور اور پتوکی کے حلقہ سے انتخاب لڑ رہے تھے۔ جماعت اسلامی نے ان کی حمایت کی تھی۔ مولانا غزنوی اس حلقہ انتخاب سے الیکشن جیت کر کامیاب ہوئے اور قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔ گوجرانوالہ کے حلقہ انتخاب پر جماعت اہل حدیث کے سابق ناظم اور بعد میں امیر حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۶۸ء) الیکشن میں کھڑے ہوئے تھے۔ مولانا یوسف زبیدی گوجرانوالہ میں جاکر مولانا اسماعیل سلفی کے حلقہ انتخاب میں کام کرتے رہے۔

اس طرح استاد محترم جناب مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ۱۹۵۰ء سے جماعت اسلامی سے منسلک ہوئے اور ۲۵ سال تک ضلع میرپور خاص (اولڈ تھرپارکر) کے امیر رہے۔ مولانا اپنے دور امارت میں جماعت اسلامی کے اہم ذمہ داران کے ساتھ مل کر پورے صوبہ سندھ اور بیرون سندھ دعوت وتبلیغ کے ساتھ جماعت اسلامی کے لیے تنظیمی اُمور اور تنظیم سازی کے لیے دورے کیے اور جماعت کو منظم کیا۔

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کے جماعت اسلامی کے اس تعلق، قربت اور اس میں شامل ہو کر ان کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے ان کی ہم خیال، ہم عقیدہ اور ہم مسلک اہل حدیث احباب کو مولانا سے شکوہ تھا اور

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

آپ سے نالاں بھی رہتے تھے۔ تاہم اس کے باوجود مولانا زبیدی صاحب رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ میں بفضل خدا اہل حدیث ہوں، سلفی العقیدہ اور منہج سلف پر عمل کرنے والا اور پکا اہل حدیث وسلفی ہوں، آپ مزید کہتے تھے کہ اسلامی نظام کی جدوجہد اور نفاذ اسلام کے عمل میں جماعت اسلامی کا شریک اور ہم خیال ہوں۔ مگر عقیدہ، عمل اور مسلک کے بارے میں میرا نظریہ اور فکر وہی ہے جو سلف صالحین اور تمام اہل حدیث کا ہے۔ عقائد اور عمل کے معاملہ میں میرا عمل قرآن وسنت کے مطابق اور ان کے موافق ہے۔ شروع تعلیم اور اساتذہ کی تربیت سے ذوق حدیث رہا ہے۔

استاد محترم حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ آخر عمر میں جماعت اسلامی کو ترک کر چکے تھے۔ صرف متفق کی حد تک ان سے تعلق اور منسلک رہتے تھے، اور آپ کا آخیر تعلق اور قربت جماعت اہل حدیث کے ساتھ ہی رہا، بلکہ آخر عمر تک ضلع میرپور خاص میں جماعت اہل حدیث کے امیر وسربراہ تھے۔

تعلیم کے میدان میں خدمات:

استاد محترم مولانا زبیدی دینی مدرسہ کے پڑھے ہوئے اور اس کے نصاب کے مطابق تعلیم حاصل کردہ تھے۔ عالم دین اور سند یافتہ تھے۔ مولانا صاحب ۴۲-۱۹۴۱ء میں اپنی مروجہ تعلیم مکمل کر جب عملی زندگی میں قدم رکھا۔ آپ سندھ تشریف لائے تو ایک معلم اور استاد کی حیثیت سے آئے تھے۔ اس کے بعد مختلف شہروں میں قیام کیا اور وہاں دعوت دین کے ساتھ تعلیمی میدان میں بھی آپ نے اپنی خدمات پیش فرماتے رہے۔ مولانا صاحب کنری سے میرپور خاص تشریف لائے اور جماعت اسلامی سے منسلک تھے۔ میرپور خاص کے چند دیندار اور نیک لوگوں کے مشورہ سے ۷۱-۱۹۷۰ء میں ان کے تعاون سے میرپور خاص شہر میں کھپرو روڈ پر سوا سات ایکڑ زمین خرید کر ایک دینی ادارہ تعلیم الاسلام کے نام سے مدرسہ تعمیر کرایا۔ اور ایک شاندار پر شکوہ مسجد تعمیر کرائی، اور اس کو رجسٹرڈ بھی کرایا۔ اس مدرسہ میں پورے سندھ سے خاص کر ضلع تھرپارکر وعمرکوٹ سے طلبہ پڑھنے کے لیے داخل ہوئے اور تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس مدرسہ کے ناظم استاد محترم جناب مولانا زبیدی صاحب جیسے ذہین، دینی درد اور جذبہ رکھنے والے مرد مجاہد تھے۔ مولانا صاحب ان کے ساتھیوں اور مخلصین ومعاونین کے دور میں اس ادارے نے خوب ترقی کی اور عروج کی منزلیں حاصل کیں۔ اس ادارہ نے ضلع میرپور خاص تھرپارکر اور گردونواح میں دین کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔

اسی طرح ادارہ تعلیم الاسلام کے تحت میرپور خاص شہر کے وسط میں گوردوارہ بلڈنگ شاہی بازار میں اسلامی اصولوں کے مطابق پرائمری تعلیم کے لیے ایک پرائمری پبلک سکول بھی کھولا جس میں جماعت کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علاوہ دیگر اسلامی ذہن رکھنے والوں کے بچوں کو پرائمری تعلیم دی جاتی اوران کی اسلامی اُصولوں کے مطابق تربیت بھی کی جاتی۔ مولانا صاحب کے دورِ امارت میں یہ دونوں تعلیمی مراکز اور ادارے بہتر واحسن انداز میں کام کرتے رہے۔

جامعہ بحر العلوم السلفیہ کا قیام:

اس کے بعد ۱۹۸۲ء میں میرپورخاص کی جماعت اہل حدیث کے مشورے اور تعاون سے میرپورخاص شہر کے سٹیلائٹ ٹاؤن علاقہ میں جماعت کا ایک بہترین ادارہ جامعہ بحر العلوم السلفیہ کے نام سے وجود میں آیا،اس دینی ادارہ اور جامعہ کے بنانے، اس کی تعمیر اور چلانے میں استادِ محترم کا ذہن اور فکر تھا۔ جامعہ بحر العلوم السلفیہ کی مکمل تعمیر کے اخراجات میرپورخاص شہر کی دو معزز شخصیات اور راقم کے مربی جناب حاجی محمد اسماعیل میمن وکیل اوران کے دست راست حاجی محمد ہاشم میمن وکیل حفظہما اللہ نے برداشت کیے۔ اور ایک ہی سال کے قلیل عرصہ میں جامعہ کی شاندار اور پرشکوہ عمارت تیار ہوگئی۔ اس ادارہ کی بنیاد مولانا زبیدی نے ۱۹۸۲ء میں اپنے دست مبارک سے رکھی۔ جامعہ بحر العلوم اپنی ابتداء سے تاحال ترقی کی منازل طے کررہا ہے۔ راقم الحروف کواس جامعہ سے اپنی دینی تعلیم کے مراحل طے کرنے اوراس سے سند فراغت حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ بلکہ راقم اس جامعہ کے ابتدائی طلبہ میں شامل رہا ہے۔ اسی جامعہ میں راقم کواپنے تعلیمی ساتھیوں الشیخ افتخار احمد الازہری، مولانا محمد جمیل صدیقی، مولانا محمد زمان جونیجو، مولانا محمد طاہر گل وغیرہ ساتھیوں کے ہمراہ حضرت الاستاذ سے پڑھنے اوران سے علمی استفادہ حاصل کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ اور آپ سے شرف تلمذ رہا۔ اسی طرح میرپورخاص کی جماعت اہل حدیث کے تعاون سے جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ میں بچیوں کا ایک دینی ادارہ بنام مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات قائم کیا گیا۔ اس کا منصوبہ اور اجراء کا عمل بھی مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کا منصوبہ تھا، اور یہ ادارہ عمل میں آیا، اس مدرسہ سے میرپورخاص شہر کے علاوہ ضلع کے دیگر شہروں، دیہات اور قصبات سے طالبات آکر اپنی علمی تشنگی دور کرکے اپنے علاقوں میں دعوت دین اور تعلیم وتعلم کا کام کررہی ہیں۔

اسی طرح کنری شہر میں وہاں کی مقامی جماعت کے تعاون سے خاص کر جماعت کے مخلص ساتھی جناب عبدالعزیز گل حفظہ اللہ کے تعاون سے ۱۹۸۸ء میں بچیوں کو دینی تعلیم وتربیت کے لیے مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات قائم کیا۔ اس مدرسہ کا سنگ اساسی مولانا صاحب نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ مدرسہ عائشہ للبنات الحمد للہ کنری اوراس کے گردونواح میں دعوت دین، تعلیم وتربیت کے علاوہ اصلاح معاشرہ کے حوالہ سے اچھا کام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر رہا ہے۔ ان مدارس اور دینی اداروں سے کئی طلبہ و طالبات قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کر کے اور سند فراغت حاصل کر کے عملی زندگی میں آ کر اپنے علاقوں میں دعوت و تبلیغ کا کام احسن انداز میں سر انجام دے رہے ہیں، اور درس و تدریس کے میدان میں سرگرم عمل ہیں۔ یہ تمام طلبہ و طالبات استاد محترم مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کے اجر و ثواب اور ان کی حسنات میں اضافہ کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ

رفاہی کام:

استاد محترم جناب محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ نے دینی، دعوتی، تبلیغی اور تعلیمی خدمات کے علاوہ آپ نے جماعت اہل حدیث اور جماعت اسلامی میں رہ کر خدمتِ دین کے علاوہ خدمت خلق اور رفاہی و فلاحی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور اپنی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ دعوت و تبلیغ کے کام میں اگر کہیں رکاوٹ پیش آتی تو آپ اور آپ کے رفقاء و احباب اپنے قلیل اور محدود وسائل کے باوجود وہاں رفاہی اور فلاحی کام شروع کر دیتے اور ساتھ دعوتی کام بھی کرتے رہے۔

۱۹۵۵ء میں ضلع دادو میں سیلاب آیا، اس سیلاب کے موقع پر جماعت اسلامی کی طرف سے وہاں ایک ریلیف کیمپ قائم کیا گیا۔ جس کے ذریعہ دادو، جوہی اور اس کے گرد و نواح کے علاقے جو سیلاب سے متاثر ہوئے تھے ان کی بحالی کے لیے جماعت اسلامی نے خوب کام کیا اور ریلیف کیمپ قائم کیا۔ مولانا زبیدی رحمہ اللہ اس کیمپ کے انچارج اور نگران تھے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں تھرپارکر ریگستان کے مجاہدین اور مقامی تھری لوگ جو بھارتی مظالم کے ستائے ہوئے تھے، ان کی امداد کے لیے جماعت اسلامی کی طرف سے خوب خدمت کی گئی۔ اس کیمپ کی ذمہ داری مولانا مرحوم اور ان کے رفیق خاص محمد یوسف آفندی کے ذمے تھی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر خوب خدمت کی مجاہدین اور متاثرین جنگ میں راشن وغیرہ تقسیم کیا، اور ان کے گھروں تک جانے میں ان کی خدمت میں پیش پیش رہے۔ مولانا زبیدی رحمہ اللہ، محمد یوسف آفندی اور کریم بخش انڈے والے رکن جماعت اسلامی حیدرآباد کھوکھراپار میں قائم فوجی کیمپ کے انچارج کمانڈر کے تعاون سے فوجی ٹرک لے کر مختلف مقامات پر مہاجرین، متاثرین جنگ اور مقامی تھری لوگوں کی مدد کی اور ان میں راشن وغیرہ تقسیم کرتے رہے۔

اس کے علاوہ صوبہ سندھ میں خاص کر ضلع میرپور خاص، عمرکوٹ اور تھرپارکر میں جتنی بھی آفات آئیں ان میں جماعت اہل حدیث اور جماعت اسلامی کی پلیٹ فارم سے ایک فعال کردار ادا کرتے رہے۔ خدمت خلق اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے اور اپنی خدمات پیش کرتے رہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیاسی حالات اور خدمات:

استاد محترم جناب حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ جماعت اسلامی ضلع میر پور خاص کے امیر تھے۔ انھی دنوں صدر پاکستان جنرل محمد ایوب (وفات: ۱۹۷۴ء) کے خلاف ۱۹۶۴ء میں جو ملک گیر تحریک چلی تھی اس تحریک میں جماعت اسلامی بھی شامل تھی اور بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ اس تحریک کا نام سی او پی تھا۔ جماعت اسلامی پاکستان نے ۳۰ اپریل ۱۹۶۹ء کو یوم شوکت اسلام پاکستان منایا۔ یہ دن پورے ملک میں بڑی شان و شوکت اور اہمیت سے منایا گیا۔ پورے ملک کے تمام صوبہ جات کے لوگوں نے جس جوش و جذبہ کا اظہار کیا وہ قابل دید تھا۔ پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اس موقع پر میر پور خاص شہر میں مولانا زبیدی صاحب کی امارت میں شوکت اسلام کے نام سے شہر بھر میں جلوس اور ریلیاں نکالی گئیں۔ اور شہر کے وسط میں اس دن کی مناسبت سے مختلف پروگرام اور تقریبات رکھی گئیں۔ لوگ بڑی تعداد میں اس میں شریک ہوئے، اس پروگرام کے حوالے سے شہر کی مذہبی و سیاسی شخصیات کو خاص دعوت نامے دیے گئے اور ان کو مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ میر گوٹھ کے جناب میر غلام محمد صاحب یوم شوکت اسلام کے پروگرام میں شرکت کے لیے خاص تشریف لائے اور پروگرام سے بہت متاثر ہوئے۔ اس پروگرام کو مقامی اخبارات نے اچھی کوریج دی۔

مولانا زبیدی رحمہ اللہ اپنے ایام طالب علمی میں جب ضلع امرتسر کے مضافات بھینی سدھواں میں پڑھتے تھے۔ انھی دنوں ۱۹۳۷ء میں لاہور کی قدیم اور تاریخی مسجد شہید گنج کا واقعہ پیش آیا تھا۔ اس موقع پر مولانا صاحب اپنے تعلیمی ساتھیوں اور مجاہدین کے ایک بڑے جتھے کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور اس تحریک میں شریک ہوئے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو (وفات ۱۹۷۹ء) اقتدار میں آئے تو اس نے پاکستان میں نیا نظام سوشلزم متعارف کرایا اور نئے دستور د آئین کا نعرہ لگایا۔ عملی طور پر اس نے چھوٹے بڑے کارخانے، ادارے اور تعلیمی اداروں کو نیشنلائزیشن کرنا شروع کیا تو ان کے دور حکومت میں پورے ملک میں لاقانونیت اور انارکی پھیل گئی پورے ملک میں ہمہ گیر اخلاقی پستی اور زوال کا دور دورہ تھا۔ جس کے سبب سے لوگ ان سے بیزار ہو گئے تھے، اور ان کے خلاف پورے ملک میں اچھی خاصی تحریک چل پڑی تھی۔ سندھ میں ان کے خلاف تحریک شروع ہو چکی تھی۔ عام سیاسی و دینی پارٹیوں نے ایک متحدہ محاذ بنایا تھا جس کا مرکز کراچی، حیدر آباد، سکھر اور میر پور خاص تھے۔ میر پور خاص شہر میں اس تحریک کی ذمہ داری مولانا صاحب کے ذمہ تھی۔ آپ نے پوری ذمہ داری سے اس تحریک کو چلایا۔ شہر میں روزانہ دو جلوس نکالتے، ایک مردوں کا، دوسرا خواتین کا۔ پورے ملک میں گرفتاریاں ہو رہی تھیں۔ دن رات پولیس مولانا کو گرفتار کرنے کے لیے تلاش میں ہوتی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ کے گھر پر چھاپہ مارتی۔ اس کے باوجود جماعتی حکم کے پیش نظر آپ نے گرفتاری پیش نہ کی۔ بلکہ جو جماعتی ساتھی اور دیگر احباب گرفتار ہوگئے تھے، ان کے اہل خانہ کی کفالت وغیرہ کے لیے ہر ممکن مدد کرتے رہے۔ جس کے لیے آپ کئی بار کراچی گئے، وہاں سے تعاون وغیرہ جمع کر کے ان محبوسین کے اہل خانہ کی کفالت اور راشن وغیرہ پہنچاتے رہے اور ان کی خدمت کرتے رہے۔ ۱۹۷۷ء کو جناب بھٹو گرفتار ہوئے جس کے بعد تمام دینی و سیاسی قیدیوں کو رہائی ملی۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے خلاف جو تحریک ''تحریک ختم نبوت'' کے نام سے اُٹھی تھی اس تحریک میں بھی مولانا صاحب نے بھرپور کردار ادا کیا۔ ضلع میرپور خاص میں اس تحریک کے آپ صدر تھے۔ ضلع کے تمام شہروں اور قصبات میں جلسے جلوس کا انعقاد کیا اور مظاہرے کیے۔ مسئلہ ختم نبوت کو اپنی تقریروں کے ذریعہ لوگوں کو سمجھایا غلام احمد قادیانی اور فتنہ قادیانیت کے دجل کو خوب بیان کیا۔

استاد محترم جناب مولانا زبیدی رحمہ اللہ ہمہ جہت علمی، عملی، تحریکی اور سیاسی شخصیت تھے۔ چنانچہ جماعت اسلامی کی طرف سے مولانا صاحب کو ایک مرتبہ انتخابات میں الیکشن لڑنے کے لیے ٹکٹ بھی دیا گیا تھا۔ آپ نے صوبائی سیٹ کے لیے جماعت کی طرف سے نامزد اُمیدوار کی حیثیت سے الیکشن کا ٹکٹ بھرا اور الیکشن میں کھڑے ہوئے۔ مولانا ضلع میرپور خاص (جو کہ اس وقت ضلع تھرپارکر کے نام سے تھا) کے حلقہ جو کہ ڈگری، جیمس آباد، جھڈو اور نوکوٹ وغیرہ پر مشتمل تھا سے الیکشن میں کھڑے ہوئے تھے لیکن یہ انتخاب ملتوی ہوگئے اور الیکشن نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ مولانا مرحوم کو ان کی علمی اور شخصی اعتبار سے میرپور خاص شہر میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ شہر کے تمام مذہبی، سیاسی اور سماجی تحریکوں میں شریک ہوتے، شہر کے ہر فورم پر اپنی نمائندگی پیش کرتے رہے۔

قادیانیوں کے خلاف خدمات:

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ۱۹۴۱-۴۲ء میں کنری تشریف لائے، کنری کی جامع مسجد میں اعزازی خطیب تھے۔ اس مسجد میں آپ تین سال تک خطبہ جمعہ کے علاوہ دروس وغیرہ دیتے رہے۔ اس کے علاوہ کنری کے گرد و نواح گاؤں گوٹھوں میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ کنری شہر ماضی میں قادیانیوں کی اکثریت کی وجہ سے ان کی اسٹیٹ رہا ہے۔ شہر اور دیہاتوں میں ان کا اثر و رسوخ رہا ہے۔ شہر کے بڑے تاجر، سرمایہ دار اور بیوپاریوں کے علاوہ دیہاتوں میں زمیندار اور وڈیرے اکثر قادیانی تھے۔ جو کہ غریب اور مزدور لوگوں کو مال اور پیسوں کا لالچ دے کر ان کو گمراہ کر کے قادیانی بناتے رہے۔ کنری اور اس کے آس پاس

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دیہاتوں میں قادیانیوں کی اکثریت کی وجہ سے کنری شہر کو ربوہ ثانی کہا جاتا تھا۔ ان حالات میں مولانا زبیدی رحمہ اللہ کنری کی دیگر مذہبی جماعتوں کے علماء سے مل کر قادیانیوں کے خلاف کام کرنا شروع کیا، اپنے خطبات، دروس اور تقریروں میں قادیانی مذہب کے عقائد، نظریات اور ان کے عزائم سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہے، اس دوران کنری شہر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا۔ قیام پاکستان سے قبل کنری شہر میں مولانا کی جدوجہد اور کوششوں سے قادیانیوں سے ایک مناظرہ طے پایا تھا اس مناظرہ میں مولانا عبداللہ معمار رحمہ اللہ، مولانا عبدالحق محدث بہاولپوری، مولانا عبدالعزیز ملک ملتانی رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر علماء تشریف لائے تھے۔

اس طرح کنری شہر میں ایک ڈاکٹر احمد دین نام کے رہتے تھے۔ جو اپنے آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی کا صحابی کہلواتا تھا۔ کنری میں احمدی جماعت کا امیر اور مبلغ تھا۔ ڈاکٹر احمد دین قادیانی مسئلہ پر مولانا زبیدی سے بحث مباحثہ اور گفتگو کرنے کے لیے مولانا کے مطب کوثر دواخانہ آتا رہتا تھا۔ یہ گفتگو ہفتوں تک چلتی رہی۔ بالآخر ڈاکٹر احمد دین لاجواب ہوگیا اور مایوس ہوکر مولانا کو اپنے قادیانی مذہب کے متعلق اپنی کتاب ''احمدیہ پاکٹ بک'' دے گیا اور کہا اس کا مطالعہ کریں۔ مولانا زبیدی رحمہ اللہ نے ایک دو دن کے بعد اسی کتاب کے جواب میں مدلل اور لاجواب کتاب ''محمدیہ پاکٹ بک'' تالیف مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسری رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۵۰ء) پیش کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر احمد دین خاموش ہوگیا۔ دوبارہ اس نے آپ سے قادیانی مسئلہ متعلق کبھی گفتگو نہیں کی اور نہ ہی دوبارہ کبھی آپ کے سامنے آیا۔

قادیانی لوگ کنری میں ایک منظم انداز اور تحریک کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اپنی شرارتوں اور روش سے باز نہ آتے۔ لوگوں کو گمراہ کرکے قادیانی بنا رہے تھے۔ استاد محترم حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ اپنے خطبات اور دروس میں ان کا خوب واضح اور مدلل انداز میں رد کرتے رہتے۔ لوگوں کو قادیانی مذہب کے عقائد، نظریات اور مسئلہ ختم نبوت سے آگاہ کرتے اور سمجھاتے رہے۔ اس کے ساتھ آپ نے مولانا محمد الیاس برنی رحمہ اللہ کی قادیانیوں کے خلاف لکھی گئی مشہور کتاب ''مقدمہ قادیانی'' لاہور سے کافی تعداد میں منگوا کر کنری کے پڑھے لکھے طبقہ کے لوگوں میں تقسیم کی اور لوگوں کو قادیانیوں کے دجل اور فتنہ سے باخبر کیا۔

مولانا زبیدی رحمہ اللہ صحیح معنی میں عالم دین، مبلغ، داعی اور مصلح تھے، ساری حیاتی دعوت دین اور تبلیغ دین کے کاموں میں صرف کردی۔ ۱۹۴۸ء میں کنری شہر کی جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک کتابچہ تقسیم کیا گیا جس میں غلام احمد قادیانی کی صداقت، اسکا رسول ہونا اور مسئلہ ختم نبوت کو چھیڑا گیا تھا۔ اس کتابچہ کا مولانا زبیدی صاحب نے بروقت اس کا علمی اور تحقیقی جواب لکھا۔ ۴۰ صفات پر مشتمل رسالہ ''معیار صداقت'' کے نام سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لکھا اور اس کو شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔ اس دوران قادیانیوں نے ایک نیا حربہ استعمال کیا، کنری شہر کے ایک مولوی صاحب جس کا نام عبدالحق چانڈیو تھا۔ اس کو ورغلا کر مختلف قسم کا لالچ اور سبز باغ دکھا کر اس کو قادیانی بنایا اور اسے اپنے مرکز قادیان بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور استاد محترم کی محنتوں اور کوششوں سے وہ شخص دوبارہ مشرف با اسلام ہوا۔ مسلمان ہونے کے بعد اس نے قادیانی شہر ربوہ کے خوب راز اور پول کھول کر لوگوں کو بیان کیے کہ کس طرح جماعت احمدیہ والے لوگوں کو سبز باغ دکھا کر اور ان کو پھنسا کر گمراہ کرتے ہیں۔ اپنی بناوٹی دنیاوی جنت (قادیان اور ربوہ) دکھاتے ہیں۔

کنری میں دعوت وتبلیغ کے کام کے ساتھ قادیانیوں کی شرارتوں اور سازشوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے۔ قادیانیوں کے خلاف کنری شہر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا سہرا بھی استاد محترم کے حصہ میں ہے۔ انھیں کانفرنسوں میں سے ایک کانفرنس جو کہ ۱۹۹۴ء میں ہوئی تھی راقم اپنے استاد اور مربی حضرت علامہ سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۹۶ء) کے ہمراہ شریک ہوا تھا۔ اس کانفرنس میں پنجاب سے مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ (وفات: ۲۰۰۵ء) اور پروفیسر علامہ ساجد میر (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان) تشریف لائے تھے۔

مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ اپنے وقت کے سچے داعی، عظیم مصلح اور کھرے مبلغ اسلام تھے۔ آپ نے ساری حیاتی دعوت دین اور تبلیغ دین میں صرف کر دی، آپ کی دعوت وتبلیغ میں ایک عزم، حوصلہ اور نیک جذبہ شامل تھا، اسی جذبہ واخلاص میں موصوف دعوت دین کا کام کرتے رہے۔

مولانا کے چند ہم کلاس احباب کا تذکرہ:

استاد محترم جناب مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ۱۹۴۰ء میں ضلع امرتسر کے مضافات کے علاقہ بھینی سدھواں کے مدرسہ محمدیہ مرکز العلوم میں علوم اسلامی اور درس نظامی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم اور بڑی کتب خصوصاً احادیث کی امہات الکتب پڑھنے کے لیے دہلی کے مدرسہ زبیدیہ تشریف لے گئے۔ اسی مدرسہ میں پڑھنے کی وجہ اور نسبت کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ ''زبیدی'' لقب رکھا اور تاحیات اسی لقب سے متصف اور مشہور رہے۔ مدرسہ زبیدیہ میں آپ نے جامع المعقول والمنقول علامہ الشیخ احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ سے حصول علم کیا اور ان سے حدیث میں سند حدیث حاصل کی۔ مدرسہ زبیدیہ میں پڑھنے کے دنوں میں آپ کے ہمراہ مولانا عبدالعزیز عرف عزیز زبیدی، مولانا فیض الرحمٰن ثوری اور مولانا حاجی محمد رفیق زبیدی رحمہ اللہ بھی ہم درس اور کلاسی تھے۔ مختصراً ان کا احوال درج ذیل ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۱) مولانا عبدالعزیز عرف عزیز زبیدی:

مولانا عزیز زبیدی ۱۹۲۵ء میں جنوبی پنجاب کے ضلع مظفر گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ سے حاصل کی، اس کے بعد جلال پور پیر والا میں استاد الاساتذہ حضرت مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۹۵ء) کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، ان سے شرف تلمذ حاصل کیا اور یہاں سے سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹۴۱ء میں آپ مزید عربی کی اعلیٰ تعلیم اور کتب حدیث پڑھنے کے لیے دہلی تشریف لے کر گئے۔ جہاں مدرسہ زبیدیہ میں داخلہ لے کر پڑھنے لگے۔ مدرسہ زبیدیہ میں آپ نے مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، مؤطا امام مالک اور تفسیر بیضاوی درساً پڑھیں۔ اور مولانا احمد اللہ سے سند حدیث حاصل کی۔ نیز اسی مدرسہ میں مولانا عبدالمجید محدث پنجابی رحمہ اللہ سے سنن اربعہ درساً پڑھیں اور فارغ التحصیل ہوئے۔ مولانا عزیز زبیدی نے مدرسہ زبیدیہ میں پڑھنے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ ''زبیدی'' نسبت رکھی اور اسی نسبت سے متصف تھے۔ اور آپ رحمہ اللہ نے اسی نام سے شہرت پائی۔

مولانا عزیز زبیدی نے دہلی سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد اورینٹل کالج لاہور میں داخلہ لیا جہاں سے آپ نے علوم السنہ الشرقیہ یعنی فاضل عربی و فاضل فارسی کے امتحانات دے کر ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا موصوف منڈی واربرٹن گورنمنٹ ہائی سکول میں عربی کے استاد مقرر ہو گئے۔ عمر بھر وہیں درس و تدریس کے ساتھ دین کی خدمت کرتے رہے۔ اور وہیں سے گورنمنٹ ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ مولانا عبدالعزیز عرف عزیز زبیدی رحمہ اللہ نے زندگی کا اکثر حصہ جماعت اسلامی میں رہ کر دعوت دین اور خدمت حدیث ادا کرتے رہے۔ اور اپنی زندگی کو اسی کام کے لیے وقف رکھا۔ اس کے باوجود عمل بالحدیث، اتباع سنت، منہج سلف پر قائم اور مستحکم رہے۔ آپ سلفی العقیدہ اور اہل حدیث تھے۔ حجت حدیث اور سند حدیث کے بارے میں مولانا مودودی رحمہ اللہ کے مخصوص نظریات اور خیالات سے ہمیشہ اختلاف رکھا۔ وقتاً فوقتاً ان کا اپنے مضامین میں اظہار کرتے رہتے تھے۔ مولانا عزیز زبیدی صاحب رحمہ اللہ عرصہ دراز بیمار رہے ۲۷ مئی ۲۰۰۳ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲) مولانا فیض الرحمٰن ثوری رحمہ اللہ:

مولانا فیض الرحمٰن ثوری ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ اردو فارسی کی ابتدائی تعلیم مدرسہ گمانی سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا موصوف مدرسہ دارالحدیث جلالپور پیروالہ (قیام: ۱۹۳۴ء) پڑھنے تشریف لے کر گئے، جہاں مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری سے درس نظامی کا مکمل نصاب پڑھا، مروجہ علوم وفنون کی کتب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درسنا پڑھیں اور اسی مدرسہ سے سند فراغت حاصل کی۔ مولانا سلطان محمود اور فیض الرحمٰن ثوری کی باہم قرابتداری تھی۔ مولانا ثوری کی اہلیہ محترمہ مولانا سلطان محمود کی ہمشیرہ تھی۔

مدرسہ دارالحدیث جلال پوری میں پڑھنے کے دوران مولانا عزیز زبیدی اور مولانا فیض الرحمٰن ثوری دونوں ہم درس اور کلاسی تھے۔ جلال پور سے فراغت کے بعد دونوں حضرات مزید حصول علم کی خاطر دہلی تشریف لے کر گئے اور مدرسہ زبیدیہ محلہ نواب گنج داخلہ لے کر پڑھنے لگے۔ اس مدرسہ میں مولانا احمد اللہ پرتاپ گڑھی جیسی ذی وقار علمی شخصیت شیخ الحدیث کے منصب عالیہ پر فائز تھی جن سے عزیز زبیدی اور ثوری صاحبان رحمہما اللہ نے بھرپور استفادہ کیا۔ مدرسہ زبیدیہ میں یہ دونوں حضرات مولانا یوسف زبیدی کے ہم درس اور کلاسی تھے۔ ان سب کے استاذ بھی ایک ہی مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی تھے اور سال تعلیم بھی ایک ہی ہے۔ مولانا یوسف صاحب ۴۱-۱۹۴۰ء میں مدرسہ زبیدیہ میں پڑھنے کے لیے تشریف لائے تھے جب کہ مولانا عزیز زبیدی اور مولانا ثوری رحمہ اللہ بھی اسی سال مدرسہ زبیدیہ میں پڑھنے کے لیے گئے اور مولانا احمد اللہ رحمہ اللہ سے حصول علم کیا۔ اس طرح یہ دونوں حضرات آپ کے تعلیمی ساتھی رہے۔ اکٹھے ایک ہی مدرسہ میں اور ایک ہی استاذ سے حدیث کی اعلیٰ کتب پڑھیں۔ مولانا فیض الرحمٰن ثوری ایک سال دہلی رہے۔ اس کے بعد وطن واپس آ کر جامعہ عباسیہ بہاولپور سے "علامہ" کی اعزازی ڈگری لی اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے عربی فاضل کے امتحانات دے کر فاضل عربی کی ڈگری پاس کی۔ حصول علم کے بعد مولانا ثوری صاحب ریاستی مدارس یعنی سرکاری سکولوں میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

مولانا فیض الرحمٰن ثوری رحمہ اللہ دوران تعلیم حدیث، متعلقات حدیث اور فنون حدیث پر مشتمل کتابوں کے مطالعہ کے بے حد شائق تھے اور ان کا یہ شوق جنون کی حد تک تھا۔ حدیث اور رجال حدیث پر ان کا گہرا اور وسیع مطالعہ تھا۔ جو کہ ان کا خصوصی موضوع تھا۔ کتب حدیث کے کئی راویان حدیث کے حالات اور ان کے متعلق بنیادی معلومات انھیں ازبر تھیں۔ سکول کی تدریس کے اوقات کے علاوہ ان کا زیادہ وقت عمومی طرح کتابوں کے مطالعہ اور ورق گردانی میں صرف ہوتا تھا۔ سالانہ تعطیلات کے دنوں میں اکثر اوقات ملک کی اہم لائبریریوں میں جا کر دن رات مطالعہ میں گزارتے۔ کئی مکتبات اور لائبریریوں کی مکمل معلومات اور ان میں موجود مخطوطات پر مکمل معلومات رکھتے تھے۔ مولانا ثوری کے اس شوق و ذوق اور مطالعہ کتب کی وجہ سے لائبریریوں والے ان کی قدر کرتے اور اپنی لائبریری ان کے لیے ہمہ وقت کھول دیتے تھے۔

مولانا فیض الرحمٰن ثوری رحمہ اللہ نے تدریس کے علاوہ علمی، تحقیقی اور تحریری خدمات بھی سرانجام دیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے متعدد اہم علمی کتابیں تحریر کی ہیں۔ علامہ ابن الترکمانی حنفی (وفات: ۷۵۰ھ) نے حدیث کی مشہور کتاب "السنن الکبریٰ للبیھقی" پر اپنے مذہب حنفی کے دفاع پر اس پر تعلیقات وتوضیحات "الجوهر النقي على السنن الكبرى للبيهقي" لکھیں۔ اور اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لیے احادیث کی تاویل کے ساتھ امام بیہقی پر بھی نقد کی ہے۔ اس کے رد میں حضرت مولانا فیض الرحمٰن ثوری رحمہ اللہ نے "الرد التقي على الجوهر النقي" کے نام سے اپنے علمی و تحقیقی انداز میں اس کا خوب رد لکھا ہے۔ آپ کا یہ کام بہت بڑا علمی اور تحقیقی نوعیت کا ہے۔ جو کہ خدمت حدیث کے حوالہ سے بڑا ہی اہم کام ہے۔ الجوہر النقی جیسی مفصل کتاب کا مکمل محققانہ اور مدلل جواب ہے۔ مولانا فیض الرحمٰن ثوری نے یہ کام حضرت العلام الشیخ سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۹۵ء) اور علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی تحریک اور ایماء پر شروع کیا تھا۔ یہ دونوں راشدی برادران مولانا ثوری کے علم الرجال، رواۃ حدیث، سند اور متن حدیث کی باریکیوں میں مہارت تامہ رکھنے کی وجہ سے ان کی انتہائی عزت واحترام کرتے تھے۔

مولانا صاحب رحمہ اللہ جن دنوں میں مکتبہ الراشدیہ آزاد پیر جھنڈہ سعید آباد میں بیٹھ کر الجوہر النقی کا رد لکھ رہے تھے ان دنوں راقم آثم کو مولانا کی زیارت اور خدمت کرنے کا شرف حاصل رہا۔ اور ان سے علمی استفادہ کرنے کا موقع بھی نصیب رہا۔ بلکہ شاہ بدیع الدین رحمہ اللہ کی لائبریری سے مولانا کے علمی کام میں مطلوب کتابیں نکال کر پیش کرتا رہا۔ مولانا فیض الرحمٰن ثوری رحمہ اللہ نے ۴ دسمبر ۱۹۹۶ء کو اپنے آبائی گاؤں میں وفات پائی۔ (فانا لله وانا اليه راجعون)

(۳) مولانا حاجی محمد رفیق زبیدی رحمہ اللہ:

مولانا محمد رفیق آرائیں فیملی سے تعلق تھا۔ شہر کوٹ کپورہ محلہ میاں محمد اسماعیل میں تقریباً ۱۹-۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۳ء میں مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۸۳ء) کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ کچھ عرصہ ان سے حصول علم کیا۔ اس کے بعد مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے حاجی محمد رفیق کو اپنے استاد حضرت مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ (وفات ۱۹۶۲ء) کے ہاں پڑھنے کے لیے بھیجا اور ان کو اپنا خاص رقعہ لکھ کر دیا۔ جہاں ایک سال رہے۔ اس کے بعد محمد رفیق آرائیں مزید عربی کی اعلیٰ تعلیم اور احادیث کی کتب پڑھنے کے لیے مدرسہ زبیدیہ دہلی تشریف لے کر گئے۔ اور مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ محمد رفیق نے مولانا احمد اللہ سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، مؤطا مالک اور تفسیر بیضاوی درساً پڑھیں اور ان سے سند حدیث حاصل کی۔ مولانا محمد رفیق نے مدرسہ زبیدیہ میں تکمیل علم کر کے سند فراغت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حاصل کی۔ مولانا رفیق کو مدرسہ زبیدیہ کی نسبت کی وجہ سے رفیق زبیدی کہا جاتا تھا۔ اور اسی لقب سے ملقب اور مشہور تھے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد کچھ عرصہ آپ فوج میں ملازم رہے۔ وہ زمانہ دوسری عالمگیر جنگ کا تھا۔ ۱۹۴۵ء میں دوسری عالم گیر جنگ ختم ہوئی۔ تو رفیق زبیدی صاحب گھر واپس آگئے۔ اس کے بعد کچھ عرصہ محکمہ انہار میں سرکاری ملازمت کرتے رہے۔ اگست ۱۹۴۷ء کو قیام پاکستان کے موقع پر اپنے آبائی شہر کوٹ کپورہ سے ہجرت کرکے اپنے خاندان اہل وعیال کے ساتھ پاکستان تشریف لائے اور ضلع لائل پور موجودہ فیصل آباد کے شہر جڑانوالہ میں آکر سکونت اختیار کی۔ مولانا حاجی محمد رفیق زبیدی ۲ نومبر ۱۹۹۶ء کو وفات پائی۔

استاد محترم جناب مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی، مولانا عزیز زبیدی، مولانا فیض الرحمٰن ثوری اور مولانا حاجی محمد رفیق زبیدی رحمہ اللہ سب ایک ہی سال اکٹھے مدرسہ زبیدیہ میں پڑھتے رہے۔ مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شریک رہے۔ اور ان سے سند حدیث حاصل کی۔ اس لحاظ سے یہ چاروں بزرگ شخصیات ہم کلاسی اور ہم درس ہیں۔ ان سب کا مدرسہ زبیدیہ دہلی میں پڑھنے کا سال بھی ۴۱-۱۹۴۰ء ایک ہی ہے۔ ان میں سے تین حضرات اپنے نام کے ساتھ مدرسہ زبیدیہ کی نسبت کی وجہ سے اپنی نسبت اور لقب ''زبیدی'' لکھا کرتے تھے۔

مطب:

استاد محترم جناب زبیدی صاحب ۴۲-۱۹۴۱ء میں کنری تشریف لائے۔ آپ نے کنری شہر میں ریلوے اسٹیشن کے نزدیک اپنا مطب کھولا تھا۔ جو کہ ''کوثر دواخانہ'' کے نام سے تھا۔ جہاں آپ صبح شام بیٹھا کرتے اور لوگوں کا علاج معالجہ کیا کرتے۔ مولانا صاحب نے دینی علوم کے ساتھ طب کا علم بھی حاصل کیا تھا۔ آپ جب دہلی میں مدرسہ زبیدیہ میں پڑھتے تھے ان دنوں آپ نے دہلی میں بھی علم طب کا کورس کیا اور طب میں سند حاصل کی۔ مولانا موصوف اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب عملی زندگی میں قدم رکھا تو دعوت و تبلیغ کے ساتھ آپ نے حکمت اور یونانی علاج کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ آپ بہتر حکیم اور معالج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے لوگوں کو شفا دی تھی۔ لوگوں کو شفاء اور فائدہ ملتا رہا۔ لوگ دور دراز سے آپ کے مطب پر آکر علاج کرواتے رہے۔

کنری کے بعد جب آپ میر پور خاص تشریف لے کر گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ شاہی بازار میں مدینہ مسجد کے قریب آپ نے اپنا مطب کھولا تھا۔ لوگوں کا علاج معالج کرتے رہے۔ اس مطب پر مریض

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے علاوہ شہر کے کئی معززین آکر مولانا سے دینی معلومات وغیرہ اور رہنمائی حاصل کرتے رہے۔ میر پور خاص میں آپ کا تعلق جماعت اسلامی سے رہا۔ جماعت کی نمائندگی آپ کے ذمے تھی۔ شہر میں مذہبی و سیاسی جلسے جلوسوں میں اپنی حاضری پیش کرتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ مطب بھی چلاتے رہے۔ لوگوں کی دینی رہنمائی کے ساتھ علاج معالجہ بھی کرتے رہے۔ آپ ماہر حکیم، نبض شناس اور بہترین معالج تھے۔

مولانا محمد یوسف صاحب جب جماعت اسلامی کے ساتھ منسلک اور ان کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ اس دور کا واقعہ ہے کہ جماعت اسلامی صوبہ سندھ کی طرف آپ کو جنوبی پنجاب کے دورے پر بھیجا گیا۔ ان دنوں ملک میں انتخابات ہو رہے تھے۔ آپ پہلے رحیم یار خان گئے، دس دن وہاں رہے، اور خوب کام کیا۔ اس کے بعد آپ کو ملتان بھیج دیا گیا۔ آپ ملتان میں ہی تھے کہ مولانا مودودی رحمہ اللہ جماعت کی طرف سے ملتان کے دورے پر تشریف لائے، واپسی میں آپ ان کے ساتھ لاہور تک سفر کیا۔ مولانا مودودی نے آپ سے دوران سفر فرمایا کہ آپ اچھے، ماہر حکیم اور مستند طبیب ہیں۔ لہٰذا اپنا دوائیوں والا بکس (بیگ) ساتھ لے کر ہر ضلع میں جایا کریں جہاں دعوت و تبلیغ اور جماعت کے کام کے ساتھ وہاں کے لوگوں کا علاج ومعالجہ بھی کرتے رہا کرو۔ چنانچہ اس کے بعد مولانا زبیدی صاحب اکثر اپنے سفر میں دوائیوں کا بیگ ساتھ رکھتے اور لوگوں کا علاج وغیرہ بھی کرتے رہتے۔

اس طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ مولانا جان محمد بھٹو (سابق امیر جماعت اسلامی صوبہ سندھ) رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۸۳ء) کے ہمراہ تھرپارکر کے دورہ پر تشریف لے کر گئے۔ جہاں مٹھی، ڈیپلو، اسلام کوٹ اور عمرکوٹ کا طویل دورہ کیا، جو کہ ایک ہفتہ رہا۔ اس دورے پر مختلف دینی پروگرام، جلسوں سے خطاب اور تقریریں وغیرہ کیں۔ جب ڈیپلو میں تھے تو وہاں کے کچھ مقامی لوگ آکر مولانا جان محمد بھٹو صاحب سے ملے اور کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ احباب میں کوئی حکیم وغیرہ بھی ہے۔ مولانا بھٹو صاحب نے اثبات میں جواب دیا اور میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ حکیم ہیں۔ وہ لوگ مولانا زبیدی صاحب کو اپنے گاؤں جو کہ ڈیپلو کے حدود سے قریب تھا لے کر گئے۔ ان کا گاؤں اونچے ٹیلے پر تھا۔ وہاں ایک نوجوان تھا اس کی بہت حالت خراب تھی اسے مرگی کے شدید دورے پڑتے تھے۔ آپ نے اس مریض کو دیکھا اس کے متعلق معلومات وغیرہ لی اور دوائی وغیرہ لکھ کر دی۔ دوائی کھانے کی ترکیب وغیرہ سمجھا دی۔ ان لوگوں نے وہ دوائی مریض کو کھلائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس مریض کو فائدہ ہوا اور اس کی بیماری دور ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد وہی مریض میر پور خاص آیا اور مولانا صاحب سے ملا۔ اپنی بیماری اور ڈیپلو والا واقعہ یاد دلایا۔ اور کہا کہ اس کے بعد آج تک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے کبھی مرگی کا دورہ نہیں پڑا اور الحمد للہ میں صحت یاب ہوں۔

استاد محترم مولانا زبیدی مرحوم طب یونانی کے بہترین حکیم اور طبیب تھے ہی لیکن اس کے ساتھ آپ ہومیو پیتھک علاج کے بھی بہترین ڈاکٹر اور معالج تھے۔ دونوں طریقہ علاج سے لوگوں کا علاج کرتے۔ اس سے لوگوں کو بہت ہی فائدہ ہوتا لوگ آپ کے علاج سے شفایاب ہوتے رہے۔ مولانا صاحب نے کچھ عرصہ میر پور خاص کے ہیرا آباد چوک پر بھی اپنا مطب کھولا تھا۔ آخر عمر میں آپ لال چند باغ میں واقع جامع مسجد اہل حدیث میں اپنا مطب قائم کیا۔ جس میں صبح کے وقت آکر بیٹھتے اور شام کو مغرب نماز کے بعد بیٹھتے۔ راقم آثم کا جب بھی جامع مسجد جانا ہوا۔ استاد محترم کو اگر اپنے مطب میں بیٹھے ہوتے تو ان سے سلام عرض کرتا اور کچھ دیر ان کی صحبت میں بیٹھنے کو اپنی سعادت سمجھتا۔

ع خواب بن کر رہ گئی ہیں کیسی کیسی محفلیں
خیال بن کر رہ گئے ہیں کیسے کیسے آشنا لوگ

مولانا زبیدی رحمہ اللہ کی شخصیت:

استاذ محترم جناب محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی پوری زندگی دعوتی، تبلیغی اور اصلاحی اُمور کے ساتھ تعلیمی خدمات میں گزری، تعلیم و تعلم کے دور میں اپنے وقت کے عالی قدر، ذی وقار، اصحاب علم و فضل، ماہرین علوم عقلیہ و نقلیہ، اساطین و جبال علم جیسے ماہر اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ اور تعلم کی منزلیں طے کیں۔ عملی میدان میں آتے ہی دعوت و تبلیغ اور اصلاح دعوت میں لگ گئے۔ اور ایسا کردار ادا کیا کہ جس سے لوگوں کے عقائد، اعمال، اخلاق و کردار، صورت و سیرت میں انقلاب آیا۔ اور ان میں تبدیلی آئی۔ بس ایک ہی سوچ اور فکر ہمیشہ غالب رہی کہ لوگوں تک صحیح دین کی دعوت، اور قرآن و حدیث کا اصل پیغام پہنچے اور اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا دین سربلند اور غالب رہے۔ آپ کی ولادت سے راہی عدم ہونے تک اگر مکمل زندگی کا اختصاراً تذکرہ کیا جائے تو بھی ایک اچھی خاصی کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ جس میں استاذ محترم کی جوانی، بڑھاپا، سفر و حضر، پھر ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اور ان کی تعلیم و تعلم کے مراحل کو احاطہ تحریر میں لکھا جائے تو فقیر پر تقصیر راقم اپنی بے بسی اور کم علمی کے باوجود جو کچھ استاذ محترم مولانا زبیدی صاحب کی زندگی کے متعلق جو کچھ معلوم تھا یا احباب سے معلوم ہوا اس کو بنیاد بنا کر آپ کی زندگی کے کچھ اہم اُمور اور معاملات کے علاوہ چیدہ چیدہ مشہور باتوں اور واقعات کو اپنے قلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وزبان سے اس مضمون میں ذکر کردیا ہے۔

ع ہم نے یوں ہی کھولا تھا یادوں کی کتاب مقدس کو
کچھ کاغذات ملے خستہ سے کچھ پھول ملے مرجھائے ہوئے

مولانا زبیدی مرحوم کی زندگی ذاتی لحاظ سے بااخلاق، بلند کردار، شریف نفس، خوش گفتار و خوش کردار واطوار تھے۔ راقم نے ان کو اپنے دور طالب علمی سے لے کر ان کی وفات حسرت آیات تک بار بار دیکھا، ان کی صحبت و تربیت میں رہا، ان سے ملاقاتیں رہیں اور ان سے شرف تلمذ رہا اور علمی استفادہ حاصل کیا۔ دور طالب علمی سے ہی استاذ محترم سے عقیدت، محبت اور استاذ و شاگردی کا تعلق رہا۔ راقم نے ہمیشہ آپ کو مہر و مروت، منکسر مزاج، شگفتہ مزاج اور صاحب علم و فضل پایا۔ آپ اپنے احباب اور جماعتی ساتھیوں کو عزت و احترام دینے کا فن خوب جانتے تھے۔

مولانا محترم رسوخ فی العلم اور تفقہ فی الدین میں بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ کی پوری زندگی ایک مؤمن وموحد، اللہ تعالیٰ پر کامل ویقین رکھتے تھے اور رسول مکرم ﷺ کے سچے متبع اور اُمتی تھے۔ زندگی بھر احکام وفرائض، واجبات اور سنت ونوافل کی پابندی کرتے رہے۔ عقائد میں پکے موحد، سلفی العقیدہ، متبع منہج سلف صالحین اور مسلکاً اہل حدیث تھے۔ اس عقیدہ اور عمل پر زندگی بھر عمل پیرا اور کاربند رہے۔

آج بھی جب ہم کلاسیوں اور احباب کی مجلس ومحفل میں بیٹھتا ہوں تو استاذ محترم مولانا زبیدی مرحوم کا ذکر اور تذکرہ ہوتا ہے تو ذہن میں ان کا عکس اور تصور آجاتا ہے۔

ع گرچہ ترک تعلق کو اِک زمانہ ہوا ہے
کبھی کبھی مگر ان کی یاد میں آنسو نکل ہی آتے ہیں

استاذ محترم سراپا اخلاص اور تمام اوصاف حمیدہ کے پیکر تھے۔ اپنے تمام احباب، تعلق دار اور جماعتی ساتھیوں سے خیر خواہی انتہا درجہ کی تھی کسی سے نفرت، عناد، ضد اور کینہ ہرگز نہیں رکھتے تھے۔ اگر مولانا کی ذات اور شخصیت پر حضرت مرارہ بن ربیعہ تابعی رحمہ اللہ کا درج ذیل شعر چسپاں کیا جائے تو صادق آتا ہے۔

سَلِيمٌ دواعي الصّدر لا باسطا اذًى
وَلا مَانِعًا خيرًا وَلا قائِلا هَجْرًا

یعنی: روحانی اور قلبی بیماریوں سے ان کا سینہ اور دل صاف وسلامت تھا۔ کوئی برائی وخرابی پھیلانے والے ہرگز نہیں تھے۔ کسی خیر و بھلائی کے پھیلانے عام کرنے اور اس کی بات بتانے میں بخل نہیں کرتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ پاک باز، پاک زبان، شریں زبان کبھی کوئی ناشائستہ بات منہ سے نہیں نکالتے تھے۔ اب ان کی باتیں اور یادیں محض تصور بن کر رہ گئی ہیں۔

؎ محبتیں مصور یاد آئیں گی
کوئی عجب مرقعہ نہ دکھانا ہم کو

اسی طرح کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

ہائے افسوس آج صورت آشنا ملتا نہیں

شاگردی اور تلمذ:

۲۰ اپریل ۱۹۸۳ء کو راقم دینی تعلیم پڑھنے کے لیے جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص میں داخل ہوا۔ جامعہ اپنے ابتدائی ایام میں تھا۔ اور اپنے تعلیمی مراحل کا آغاز کر چکا تھا۔ راقم جامعہ کے ابتدائی طلبہ میں شمار ہوتا ہے۔ اپنی ابتدائی تعلیم پہلی کلاس سے لے کر آخری کلاس یعنی صحیح بخاری تک تمام تعلیمی مراحل اسی جامعہ سے حاصل کیے۔ جامعہ سے فروری ۱۹۹۲ء کو سند فراغت حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوا۔ اس دوران اپنے دیگر ہم کلاسیوں مثلاً الشیخ افتخار احمد الازہری، مولانا محمد جمیل صدیقی، مولانا محمد زمان جونیجو، مولانا محمد طاہر گل وغیرہم کے ہمراہ مختلف اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے ان سے مروجہ نصاب کی کتب درسًا پڑھیں۔ ان اساتذہ کرام میں استاذ محترم جناب مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔ مولانا موصوف سے عربی کی ابتدائی کتابیں مثلاً عربی کا آسان قاعدہ، فارسی کا آسان قاعدہ، عربی کا معلم حصہ اول، الطریقۃ الجدیدہ پڑھیں۔ آپ نے مستقل جامعہ میں تدریس نہیں کی بلکہ جب کبھی جامعہ میں تدریس کے لیے کوئی استاذ نہیں مل پاتا تو آپ پڑھانے کے لیے جامعہ تشریف لاتے اور طلبہ کو اپنے علم سے مستفید فرماتے۔ حضرت استاذ کے پڑھانے کا انداز تمام آسان اور سہل تھا طلبہ کے معیار اور ان کے ذہن کے مطابق پڑھاتے اور سبق ذہن نشین کراتے۔ ساتھ ساتھ طلبہ کو اپنا پڑھا ہوا سبق لکھنے اور اس کے نوٹس بنانے کا کہتے تاکہ طلبہ سبق اچھی طرح سمجھ سکیں اور اس کو ذہن نشین کر سکیں۔ اس کے علاوہ مولانا موصوف جب تک زندہ رہے آپ جامعہ کے سہ ماہی اور شش ماہی امتحان خود لیتے اور ان کے پرچے خود بناتے۔ بعد میں امتحان کے موقع پر خود آ کر طلبہ کی نگرانی کرتے۔ استاذ محترم پرچہ بناتے وقت کتاب کے پڑھے ہوئے حصے سے سوالات بناتے کبھی اس کتاب سے خارج بھی سوال تحریر کرتے تاکہ طلبہ کی خارجی معلومات کا بھی اندازہ ہو سکے۔ آپ طلبہ سے حد سے زیادہ شفقت اور پیار فرماتے تھے۔ اس کے ساتھ اہل علم سے بھی محبت کرنے والے اور ان سے ہمیشہ احترام سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیش آتے۔ استاد محترم مولانا زبیدی نہایت ذکی، فہیم اور کریم النفس تھے۔ مدرسہ زبیدیہ کے فضلاء میں سے تھے۔ شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے خاص شاگرد احمد اللہ پرتاب گڑھی سے انھیں اجازت حدیث حاصل تھی۔ آپ کی سند ایک واسطے سے شیخ الکل سے جا کر ملتی ہے۔ آپ کی سند کو سند عالی کا رتبہ حاصل تھا۔ اس لحاظ سے اہل علم وفضل کے ہاں آپ کی سند کو بہت بڑا رتبہ اور اہمیت حاصل تھی۔ اس لحاظ سے کئی اہل علم، علماء کرام اور طلبہ حدیث نے استاذ محترم سے حدیث کی سند اور اجازت روایت حاصل کی اور اس کے حصول کو اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سعادت اور برکت سمجھتے۔ سندھ اور پنجاب کے علاوہ بیرون ملک کے کئی عالی قدر علماء کرام، شیوخ الحدیث اور آخری کلاسوں کے منتھی طلبہ آپ سے اجازۃ الروایۃ حاصل کر چکے ہیں۔ ان میں راقم آثم بھی شامل ہے۔ جامعہ بحر العلوم السلفیہ سے حصول علم اور سند فراغت حاصل کر کے بعد میں اپنے ہم کلاس ساتھیوں اور احباب کے ہمراہ حضرت الاستاذ سے سند حدیث اور اجازۃ بالروایۃ کے لیے گزارش کی تو آپ نے فرمایا: میری اصل سند وہ گم ہو گئی ہے۔ فی الوقت میرے پاس سند کی کوئی کاپی وغیرہ نہیں ہے عنقریب، دوبارہ سند بنا کر اور اسے چھپوا کر پھر آپ تمام طلبہ کو عنایت کروں گا۔ اس عرصہ کے دوران کئی سال گزر گئے۔ نہ ہمیں یاد رہا اور نہ استاذ محترم کو یاد رہا۔ اچانک ایک دن میرے ذہن میں خیال آیا کہ کیوں نہ خود سند بنا کر اور اس کی عبارت لکھ کر استاذ محترم کو دکھلاؤں۔ اس طرح کئی سندوں کو دیکھ کر اس کے مطابق اس کی عبارت لکھ کر استاذ محترم کے روبرو پیش کی۔ استاذ محترم نے الشیخ احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ سے پڑھا، الشیخ احمد اللہ نے شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے پڑھا تھا۔ میاں صاحب سے شیخ الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (وفات: ۱۱۷۶ھ) تک سلسلہ سند اور اس سے آگے اوپر تک برصغیر پاک و ہند میں اہل حدیث کے ہاں مشہور و معروف ہے۔ استاذ محترم سند اور اس کی عبارت کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ پھر آپ اس سند کو کراچی لے کر گئے اور اسے بہتر اور اچھے انداز میں کمپوز کروا کر اعلیٰ کاغذ پر چھپوا کر لائے۔ علماء کرام اور طلبہ حدیث کے طلب کرنے پر آپ انھیں اپنی سند عالی عنایت فرماتے رہے۔

مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ طلبہ کے مسائل اور ان کی شکایت کے حل کرنے اور اس کے ازالے میں بڑے تحمل اور حوصلے سے حل کرتے۔ طلبہ کو بڑے پیار سے سمجھاتے اور ان کو نصیحت کرتے تھے۔ جامعہ بحر العلوم السلفیہ کی سالانہ تعطیلات یا تقسیم انعامات کے موقع پر منعقد پروگرام میں خود تشریف لاتے۔ اس موقع پر جامعہ کے اساتذہ کرام اور طلبہ عظام اور انتظامیہ کو وعظ و نصیحت فرماتے۔ جس میں اکثر تقویٰ، خشیت اور تزکیہ نفس جیسے اہم موضوعات پر گفتگو فرماتے۔ طلبہ کو علم سیکھنے، حاصل کرنے کے ساتھ عمل اور پاکیزگی و طہارت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنے کی تلقین کرتے، دوران تقریر اور وعظ آپ سلف صالحین کی اعلیٰ و پاکیزہ زندگی کے واقعات بیان کرتے۔آپ کی گفتگو اتنی آسان اور سلیس زبان میں ہوتی کہ مجھ جیسے مبتدی طالب علم بھی بآسانی سمجھ لیتے۔ ان تقریریات اور مجلسوں میں آپ کی گفتگو کا محور زیادہ تر تعلیم و تربیت ہوتا۔استاد محترم تعلیم کے ساتھ تربیت کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ سالہا سال تک مرکزی جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ میر پور خاص کے اعزازی خطیب رہے۔ اکثر جمعہ کا خطبہ آپ ارشاد فرماتے رہے، جن لوگوں کو آپ کے جمعہ کے خطبات اور دروس سننے اور آپ کی اقتداء میں نماز جمعہ کے علاوہ پنجگانہ نمازیں ادا کرنے کی سعادت حاصل رہی، وہ خوب جانتے ہیں کہ کتنی دل سوزی کے ساتھ آپ لوگوں کی نہ صرف اصلاح و تربیت کرتے تھے بلکہ آپ انھیں حالات حاضرہ ملکی سیاست اور بین الاقوامی حالات سے بھی باخبر رکھتے تھے۔آپ اپنے سامعین کو ایک فکر اور پیغام دیتے تھے۔ ان کی سوچ اور مزاج کے مطابق گفتگو کرتے تھے۔ جس کے ذریعہ لوگوں کی سوچ کے زاویے بدل ڈالتے تھے۔مولانا زبیدی مرحوم کئی خوبیوں کے پیکر، اوصاف حمیدہ کا مرقع، عزم و ہمت کی تابندہ مثال، دینی و قومی غیرت کا آئینہ، علمی و دعوتی اور سماجی و سیاسی حلقوں کی فعال شخصیت تھے۔

ع بسیار خوباں دیدم لیکن تو چیزے دیگری

تصنیفات:

مولانا محمد یوسف زبیدی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنی عملی زندگی دعوت دین اور تبلیغ اسلام کے کاموں کے لیے وقف کر دی تھی۔ تعلیم مکمل کر کے سندھ آکر رہائش اختیار کر لی اور پھر یہیں کے ہو کر رہے۔مولانا موصوف جہاں دعوت و تبلیغ کے ذریعہ دین قیم کی خدمت کرتے رہے، وہیں آپ نے تحریر کے میدان میں بھی خدمات سرانجام دیں ہیں۔ اس میدان میں آپ نے کوئی بڑا علمی و تحریری کام نہیں کیا تاہم چند چھوٹی کتابیں اور رسالے تحریر فرمائے ہیں۔جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ''معیار صداقت'' یہ ۴۰ صفحات کا ایک چھوٹا رسالہ ہے۔ ۱۹۴۸ء میں جب مولانا موصوف کنری میں قیام پذیر تھے اس دور میں لکھا تھا یہ رسالہ قادیانی مذہب اور مرزا قادیانی کے عقائد و نظریات کے متعلق ہے۔ جسے آپ نے شائع کروایا اور مفت تقسیم کیا۔

(۲) مولوی محمد صالح سموں (امام و خطیب جامع مسجد نزد ریلوے اسٹیشن چوک میر پور خاص) نے ۲۰ رکعات تراویح کے متعلق ایک پمفلٹ لکھا تھا۔ جس میں بیس رکعت تراویح کو مسنون قرار دیا، اس پمفلٹ کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب استاذ محترم نے بھی پمفلٹ کی صورت میں لکھا جس میں آپ نے آٹھ رکعات تراویح کے مسنون ہونے کو ثابت کیا۔قرآن وحدیث کے دلائل کے علاوہ احناف کی مستند کتب اوران کے بڑے بڑے ائمہ کرام وعلماء عظام کے اقوال اور آراء سے آٹھ رکعات تراویح کے مسئلہ کو بحوالہ ثابت کیا۔ مولانا صاحب نے یہ پمفلٹ اس وقت لکھا تھا جب آپ اسی جامع مسجد میں درس کے علاوہ کبھی خطبہ جمعہ بھی دیتے تھے۔ اس پمفلٹ کے لکھنے کے بعد آپ کو مسجد میں درس اور خطبہ دینے سے روک دیا گیا۔

(۳) رسالہ ''سنت ابراہیم کا عظیم کارنامہ'' یہ ایک چھوٹا سا ۲۰ صفحات پر مشتمل رسالہ ہے۔جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے عظیم کارنامے قربانی کے مسئلہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر کیا گیا۔ رسالہ ہذا اپنے موضوع پر مختصر ہے لیکن جامع ہے۔اسے جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔

(۴) فضائل رمضان کے موضوع پر بھی ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا تھا اسے بھی جامعہ کی طرف سے شائع کیا گیا۔

(۵) نماز محمدی، فضائل، احکام ومسائل۔ غیر مطبوعہ وغیرہم۔

ان رسائل کے علاوہ بھی آپ نے کچھ رسائل اور مضامین تحریر کیے تھے۔جن کے متعلق صحیح معلومات راقم کو نہیں۔

شادی اور اولاد:

استاذ محترم مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی شادی کنری شہر میں ہوئی۔آپ کنری میں قیام پذیر تھے۔ اس وقت آپ بالکل بے سروسامانی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔مولانا کے سسرالی خاندان کا تعلق قوم جٹ خاندان کی شاخ رگل سے ہے جب کہ مولانا موصوف کا تعلق راجپوت برادری سے تھا۔ جٹ خاندان مشرقی پنجاب کے ضلع امرتسر کے قصبہ جلال آباد کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے نقل مکانی کر کے سندھ آئے اور کنری میں آکر آباد ہوئے۔ جہاں سینکڑوں مربع جات زرعی زمین کے مالک بنے۔ان کا بھوجیانی علماء کرام سے مذہبی، دینی اور مسلکی تعلق رہا ہے۔ ان کے عقیدت کیش اور معتقد رہے ہیں۔ قیام پاکستان سے کافی عرصہ قبل انگریز دورِ حکومت میں جب سندھ کے بے آباد علاقوں اوراس کی زمینوں کو آباد کرنے کے لیے دریاء سندھ کے نہری نظام کو قائم کیا۔۱۹۲۵ء میں اس دریاء سندھ کے آخری بیراج سکھر بیراج کو بنایا اوراس بیراج سے پھر مختلف نہریں نکال کر یہاں کی بنجر وغیر آباد زمینوں کو آباد کرنے کا منصوبہ بنایا۔۱۹۳۱ء میں پہلی بار اسی بیراج سے نبی سر نہر کے ذریعے کنری اوراس کے اطراف واکناف میں نہری پانی آیا۔۱۹۳۱ء میں ہی انگریز سرکار نے سندھ کی زمینوں کو آباد کرنے کے لیے پنجاب اور دیگر علاقوں سے لوگ منگوا کر ان کو یہاں آباد کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اوران میں زمینیں تقسیم کیں۔لوگ مختلف علاقوں سے نقل مکانی کر کے یہاں آکر آباد ہوئے ان کو زمینیں الاٹ ہوئیں۔انھوں نے کھیتی باڑی کی اور یہاں کی زمین آباد کرنے لگے۔

مولانا زبیدی رحمہ اللہ کے سسرال والے تین بھائی تھے جناب نظام الدین، جناب الٰہ دین اور جناب حاجی محمد۔ یہ لوگ بھی ۱۹۳۱ء میں کنری آکر آباد ہوئے۔ یہ تینوں بھائی انتہائی نیک دیندار تھے اور یہاں آنے کے بعد یہاں کے نمبردار اور آسودہ حال تھے۔مسلکاً اہل حدیث تھے۔اس کے باوجود ہر مکتبہ فکر کے لوگوں سے مخلصانہ تعلقات بھی رکھتے تھے۔ان کا امرتسر کے علاقہ بھوجیان کے علماء سے عقیدت مندانہ تعلق رہا ہے۔جس کی وجہ سے علماء بھوجیاں کو بھی دعوت دے کر کنری بلاتے رہے ان سے کنری اور گردنواح میں دعوتی وتبلیغی پروگرام کرواتے رہے۔مولانا یوسف زبیدی نئے نئے فارغ التحصیل ہو کر عالم دین بن کر کنری آئے تھے۔ مولانا صاحب کبھی کبھار جمعہ پڑھانے یا دینی پروگرام کے سلسلے میں ان کے گاؤں جایا کرتے تھے۔کیوں کہ جٹ برادری مسلکاً اہل حدیث تھے اور مولانا بھی اہل حدیث تھے۔اس طرح ان کا آپس میں دینی ومسلکی تعلق کے اعتبار سے قربت ہوتی گئی۔ یہ لوگ مولانا کی قابلیت، دیانت، شرافت اوران کی نیکی سے نہایت متاثر تھے۔ آپ کی علمیت اور دینداری کو پیش نگاہ رکھا۔اور آپ کو اپنے خاندان سے جوڑنے کے لیے رشتہ دینے پر آمادہ ہوئے۔ چنانچہ ان بھائیوں میں سے الٰہ دین جو کہ فوت ہو چکے تھے اپنے فوت شدہ بھائی کی بیٹی مولانا صاحب کے عقد میں دی اور آپ کی اس سے شادی کرادی۔شادی کے کچھ عرصہ بعد وہ خاتون زچگی کی حالت میں فوت ہوگئی۔اس کے ایک یا دو سال بعد الٰہ دین مرحوم کی زوجہ محترمہ جو کہ بیوہ تھی اس نے اپنی دوسری بیٹی مسماۃ حنیفہ بی بی کا رشتہ بھی مولانا صاحب کو دیا۔اور آپ نے اس خاتون سے شادی کی۔اس طرح مولانا زبیدی مرحوم کے دو عقد ہوئے تھے۔پہلی بیوی سے آپ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی، وہ زچگی ہی کی حالت میں فوت ہوگئی تھی۔دوسری بیوی سے آپ کو اولاد ہوئی۔ایک بیٹا اور دو بیٹیاں، جن کے نام ترتیب سے حسب ذیل ہیں:

(۱) ڈاکٹر سلمیٰ یاسمین، ان کی اولاد دو بیٹے وقاص، حسن۔

(۲) طاہر مسعود۔ان کی اولاد دو بیٹے، ہارون طاہر، اسد طاہر اور دو بیٹیاں ہیں۔

(۳) ڈاکٹر سمیہ تزئین: ان کی اولاد میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی زوجہ محترمہ حنیفہ بی بی ۲۱ اپریل ۲۰۱۸ء کو کنری میں فوت ہوئی اور اپنے آبائی گاؤں میں مدفون ہے۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیماری اور وفات:

مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ایک سادہ دل، درویش صفت، بردبار اور خوش طبع و خوش خو انسان تھے۔ نورانی چہرہ، روشن پیشانی، سفید براقی سنت مطابق داڑھی، قدرے دراز قد مگر بدن میں دُبلے پتلے، گندم گوں رنگ، ہمیشہ سفید شلوار و قمیص میں ملبوس، لہجہ دھیمہ، آہستہ اور باوقار چال، یہ تھے مولانا کی عبقری شخصیت کے خدوخال۔ مولانا صاحب عمر بھر انتہائی حساس و نفیس طبع کے مالک رہے۔ آخر عمر میں بڑھتی ہوئی عمر کی وجہ سے اکثر بیمار رہتے تھے جس کی وجہ سے قوت وقوٰی مضمحل ہو چکی تھی۔ آپ انتہائی کمزور لاغر ہو گئے تھے۔ اور آپ بالکل خانہ نشین ہو گئے تھے۔ اس بیماری کے عرصہ میں آپ اپنے بیٹے طاہر مسعود کے ہاں کراچی میں رہائش پذیر رہے۔

؎ یاروں سے چھپ کے آپ کہاں جائیں گے جمیل
ہم بھی سمجھ گئے ہیں ارادے جہاں کے ہیں

بالآخر بڑھاپے اور اس بیماری کی وجہ سے اس پیکر تسلیم و رضا، گنجینہ علم و عمل دردِدل کی عارضہ میں ۲۴ اگست ۲۰۰۹ء بمطابق ۱۴۳۰ ہجری بروز پیررات ساڑھے دس بجے نیشنل ہاسپٹل کراچی میں اپنے حقیقی مالک کی طرف سے بلاوا آنے پر اپنے آخرت کے سفر کی طرف روانہ ہو گئے۔

؎ غم رحلت میں ہیں اہل علم و فضل

زبیدی صاحب رحمہ اللہ کا دو دفعہ نماز جنازہ پڑھا گیا پہلا جامع مسجد لال چندہ آباد جس کی امامت مولانا عبدالمتین حفظہ اللہ نے کی جس میں لوگوں کا جم غفیر تھا۔ جبکہ دوسرا جنازہ ان کے آبائی گاؤں میں مولانا مفتی محمد یوسف قصوری حفظہ اللہ نے جنازہ پڑھایا۔ اس کے بعد آپ کو کنری میں اپنی زرعی زمین میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ استاذ محترم کی مغفرت فرمائے۔ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔ انھیں عذاب قبر سے محفوظ و مامون رکھے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ آمین

؎ لحد میں جا سوئے یاالٰہی انیس و غمخوار کیسے کیسے
کہ جب بھی یاد آگئے تو پہروں نیندیں اُلٹ گئیں

اللھم اغفرله وارحمه وعافه وادخله الجنة.

راقم آثم اپنے استاذ پر اس مضمون کو جن کتابوں اور رشحات قلم سے استفادہ کر کے زینت بخشی ہے وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درج ذیل ہیں:

۱: کاروان سلف: محمد اسحاق بھٹی، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد۔۱۹۹۹ء

۲: وادی مہران کی دعوتی وعلمی شخصیات (جماعت اسلامی)، مولانا امیر الدین مہر، سندھ اسلامک پبلی کیشنز حیدر آباد۲۰۱۲ء

۳: مدارس اہل حدیث دہلی ایک تاریخی دستاویز۔ خالد حنیف صدیقی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔ ۲۰۱۶ء۔

۴: مولانا فیض الرحمٰن ثوری۔ حافظ محمد اسلم شاہدروی، مرکز ابن قیم جامع مسجد تاج شاہدرہ لاہور۲۰۱۶ء۔

۵: تذکرہ علمائے بھوجیاں۔ مولانا عبدالعظیم انصاری۔ محمدیہ دارالاشاعت کوٹ اعظم قصور۔۱۹۸۴ء۔

۶: مولانا عبدالغفار حسن، حیات وخدمات۔ مرتب: صہیب وسہیل حسن، مکتبہ اسلامیہ،۲۰۱۰ء۔

۷: میرے اسلاف، پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ۔ مکتبہ اسلامیہ، ۲۰۱۸ء۔

۸: مولانا سلطان محمود حیات وآثار۔ مولانا محمد رفیق اثری۔ اثری ادارہ نشر وتالیف جلالپور پیر والا :۲۰۱۶ء۔

۹: تذکرہ مشاہیر سندھ۔ پروفیسر مولا بخش محمدی۔ بحر العلوم ٹرسٹ، میر پور خاص سندھ ۲۰۱۶ء۔

۱۰: مجلّہ بحر العلوم۔ شیخ العرب والعجم بدیع الدین شاہ نمبر۔ جامعہ بحر العلوم میر پور خاص ۲۰۰۷ء۔

۱۱: مجلّہ بحر العلوم۔ جامعہ بحر العلوم نمبر......۲۰۰۹ء۔

۱۲: مولانا جان محمد بھٹو۔ شخصیت وکردار۔ حافظ محمد موسیٰ بھٹو۔ سندھ نیشنل اکیڈمی حیدر آباد۔۱۹۸۳ء۔

۱۳: ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۴-۱۰/اپریل ۲۰۰۸ء۔

۱۴: محفل دانش منداں۔ محمد اسحاق بھٹی۔ محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور۔ ۲۰۱۶ء۔

۱۵: ذاتی خط مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کا اپنے والد ماجد کو لکھا ہوا۔ تاریخ ۱۰ فروری ۱۹۴۰ء۔

ابوسفیان محمد خان محمدی

المکتبہ المحمدیہ الاسلامیہ

ملکانی شریف ضلع بدین سندھ

تاریخ ۶ دسمبر ۲۰۲۰ء، بروز اتوار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صوبہ سندھ کا ایک گمنام محدث

(افتخار احمد الازہری)

ضلع قصور صوبہ پنجاب کا ایک بڑا ضلع ہے جس کی موجودہ افرادی قوت کئی لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ متعلقہ گاؤں راؤ خانوالہ یہ قصبہ رائے ونڈ اور قصور کے درمیان ہے مولانا صاحب کی پیدائش ۱۹۱۴ء کو اس گاؤں میں ہوئی آپ کے والد کا نام مہتاب الدین تھا اور وہ کاشتکاری پیشہ سے وابستہ تھے۔ اپنی زمینیں تھیں اور اچھی خاصی زمینداری تھی۔

زبیدی صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی اور پنجاب کے مدارس میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور (جس کی تفصیل نہ مل سکی) پھر قیام پاکستان سے قبل دہلی کے مدرسہ زبیدیہ (جس کی بنیاد الحاج احمد دین انبالہ والے محلہ نواب گنج میں اپنے دست مبارک سے رکھی) میں مشہور زمانہ شیخ احمد اللہ پرتاب گڑھی سے صحیح بخاری پڑھی اور دستار فضیلت حاصل کی اور ۱۹۳۹ء میں واپس پاکستان آگئے اس کے بعد چند سال ضلع قصور کے قرب و جوار میں دعوت و تبلیغ پیشہ انبیاء علیہم السلام پر عمل کیا اور پھر اسی مقصد کی اشاعت کے لیے اپنے آبائی گاؤں راؤ خانوالہ سے سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے ہجرت کر کے ۱۹۴۰ء کو وادی سندھ میں توحید کی روشنی کو پھیلانے کے لیے پہلا پڑاؤ میر پور خاص میں کیا۔ ضلع میر پور خاص سندھ کے قدیم اضلاع میں سے ہے۔ ۱۹۹۰ء میں اس کو اس ضلع کا درجہ دیا گیا اس سے پہلے ضلع تھرپارکر میں یہ علاقہ شمار ہوتا تھا۔

(یہ بھی شنید ہے کہ زبیدی صاحب سندھ میں کسی مدرسہ میں بحیثیت مدرس آئے تھے پھر سندھ کے ہی ہو کر رہ گئے اور ان کی وفات بھی ۲۰۱۰ء میں سندھ میں ہی ہوئی۔)

میر پور خاص آتے ہی زبیدی صاحب کو میر پور خاص کے واحد اہل حدیث ساتھی مولانا رفیع الدین صاحب کے ساتھ مل کر ''بزم توحید'' کے نام سے دین کا کام شروع کیا اور پھر ابتداء ہی میں تین ارکان حاجی عبداللہ صاحب، حاجی نذیر صاحب اور حاجی خیر الدین صاحب یہ تینوں سگے بھائی تھے زبیدی صاحب کے ابتدائی کارواں میں شامل ہو گئے اور زبیدی صاحب ان کی قیادت کرتے ہوئے گلی محلوں، قصبوں میں دعوت دین کا کام سرانجام دیتے رہے اس دوران میر پور خاص میں قادیانیوں کا فتنہ بھی عروج پکڑ رہا تھا تو زبیدی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے ان کی تردید میں ایک پمفلٹ تحریر کر کے مفت تقسیم کیا اس کے بعد مولانا صاحب کی میرپور خاص میں ایک عالم کی حیثیت سے شخصیت تسلیم کی گئی اور کام جاری رکھا اور چند سالوں کے بعد زبیدی صاحب نے ایک مطب کنری شہر میں کھولا۔ زبیدی صاحب ایک منجھے ہوئے حکیم تھے بہت جلد مشہور ہو گئے۔ زبیدی صاحب کے مطب کے قریب ایک بریلوی مسجد تھی اس میں نمازیں وغیرہ پڑھتے تھے مولانا صاحب کی نماز کی پابندی اور دوام دیکھ کر انتظامیہ نے ان کو امام بنا دیا اور مولانا صاحب نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا پھر چند ساتھیوں نے اختلاف کیا کہ یہ تو اہل حدیث ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور یہ تو غیر مقلد ہے لہٰذا ان کو امامت سے ہٹایا جائے لیکن زبیدی صاحب انتہائی نفیس اور بردبار آدمی تھے ہر بات دلیل سے کرتے تھے یہ بات لوگوں کو اچھی لگتی تھی لیکن چند فتنہ پرور لوگوں نے مولانا صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا جو کہ مولانا صاحب نے قبول کر لیا زبیدی صاحب نے علماء اہل حدیث سے رابطہ کر کے تاریخ مقرر کر لی اور کنری میں مشہو ہو گیا کہ اہل حدیث اور بریلویوں کا فلاں تاریخ کو مناظرہ ہے زبیدی صاحب نے پنجاب سے علماء اہلحدیث کو بلایا اور مقرر تاریخ کو مناظرہ طے پایا اور الحمد للہ جماعت اہل حدیث کو فتح نصیب ہوئی اور یہ مناظرہ جماعت کے لیے بہت سود مند ثابت ہوا اور جماعت کے تعارف کا ایک اہم سبب بنا اور زبیدی صاحب کا کنری شہر میں ایک نام ہو گیا۔

کنری شہر کے گاؤں (گوٹھ الہ دین) کی معروف شخصیت اللہ دین جو اچھے خاصے زمیندار تھے انھوں نے مولانا صاحب کی علمیت اور شخصیت سے بہت متاثر ہوئے یہاں تک انھوں نے اپنی بڑی بیٹی زبیدی صاحب کے نکاح میں دے دی جب کہ مولانا صاحب کی برادری راجپوت تھی اور الہ دین صاحب گل برادری سے تھے زبیدی صاحب کا تعلق پنجاب سے تھا جب کہ لڑکی والوں کا تعلق سندھ سے تھا لیکن زبیدی صاحب کا اعلیٰ اخلاق اور کردار کی بناء پر یہ شادی طے پا گئی اور زبیدی صاحب گل برادری کے داماد بن گئے۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ زبیدی صاحب کی بیوی کا ایک سال بعد انتقال ہو گیا۔ جس پر مولانا زبیدی صاحب بہت غمگین اور کبیدہ ہو گئے اور پریشان رہنے لگے لیکن زبیدی صاحب قدر اللہ وما شاء پر ایمان تھا زبیدی صاحب کے سسر زبیدی صاحب کے حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق اور مثالی شوہر سے بہت متاثر ہوئے پھر ان کے سسر نے اپنی چھوٹی بیٹی سے زبیدی صاحب کا نکاح کروا دیا یہاں مجھے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بہت یاد آ رہے ہیں نبی ﷺ نے ان کے اعلیٰ اخلاق کی بنا پر بڑی بیٹی کے انتقال کے بعد چھوٹی بیٹی سے نکاح کروا دیا تھا اور یہاں مولانا زبیدی صاحب کے سسر اللہ دین نے صرف دینداری اور ایمان داری کی بناء پر ایک اجنبی آدمی سے اپنی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوسری بیٹی کا نکاح کروا دیا جس سے زبیدی صاحب کے سسر کا دینی جذبہ اور مولانا صاحب کا اعلیٰ اخلاق اور کردار کا اندازہ ہوتا ہے۔

اولاد واحفاد:

زبیدی صاحب نے دو شادیاں کیں پہلی بیوی کا انتقال ۱۹۴۷ء میں ہو گیا تھا جب کہ دوسری زوجہ سے ایک بیٹا راؤ طاہر مسعود صاحب اور دو بیٹیاں تھیں اور دونوں بیٹیاں ڈاکٹر ہیں بڑی بیٹی کی شادی میر پور خاص کے سابق SP داود جونیجو صاحب سے ہوئی جبکہ چھوٹی بیٹی کا نکاح ان کی راؤ برادری میں ہوا اور بیٹے کی شادی تھہیم قبیلے میں ہوئی اور الحمد للہ زبیدی صاحب کے تمام بچے صاحب اولاد ہیں۔

میر پور خاص میں واپسی:

زبیدی صاحب رحمہ اللہ نے کنری میں شادی کے بعد چند سال قیام کیا اور وہاں اپنے چاچا سسر نظام الدین کے ساتھ محمدی مسجد اہل حدیث کی بنیاد رکھی یہ جماعت اہل حدیث کی کنری شہر کی پہلی مسجد تھی جو قیام پاکستان کے وقت تعمیر ہوئی جس کے بارے میں زبیدی صاحب صوبہ سندھ کے امیر سید بدیع الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ کو اس مسجد کی تعمیر نو کی درخواست کر رہے ہیں جس میں انھوں نے تحریر کیا:

"شیخ العرب والعجم علامہ پیر ابو محمد سید بدیع الدین صاحب الراشدی المکی سندھی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج گرامی جماعت اہل حدیث کنری چند احباب پر مشتمل ہے کنری شہر میں جماعت کی ایک ہی مسجد قیام پاکستان کے وقت سے موجود ہے کنری شہر محل وقوع کے لحاظ سے ایک اہم مقام ہے یہاں بریلویت کے علاوہ قادیانیت کا فتنہ موجود ہے قادیانیوں کے مرکز "ربوہ" کے بعد کنری وہ جگہ ہے جہاں سے وہ مالی غذا حاصل کرتے ہیں...... www.kitabosunnat.com

زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے اس خط سے معلوم چلا کہ کنری کی مسجد قیام پاکستان کے وقت موجود تھی (مکمل خط زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے خطوط میں ملاحظہ فرمائیں) جس کا انتظام وانصرام حاجی نظام الدین کے ہاتھ میں تھا۔ زبیدی صاحب ۱۹۵۲ء میں دوبارہ میر پور خاص آگئے لیکن زمینوں کی وجہ سے ان کا کنری آنا جانا ہمیشہ رہا اور آخری تک وہ زمینوں کو سنبھالتے رہے مولانا صاحب کا صرف ایک بیٹا تھا وہ بھی تعلیم کے سلسلہ میں اکثر کراچی رہتے تھے اور دو بیٹیاں تھیں وہ بھی دونوں نواب شاہ میڈیکل کالج سے MBBS کی ڈگری حاصل کر چکی ہیں زبیدی صاحب نے اس دوران میر پور خاص میں مختلف جگہوں پر مطب کھولا اور لوگوں کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاج کرتے تھے۔ حاذق حکیم تو تھے چند سالوں میں زبیدی صاحب کا شمار نامور حکماء میں شمار ہو گیا ساتھ ساتھ وہ تبلیغ کا کام بھی جاری رکھتے ہر آنے والوں کو دوائی کے ساتھ ساتھ دینی ڈوز بھی دیتے جس کی وجہ سے ان کا ہیرا آباد والا مطب کا مشہور ہوا اور کئی ساتھیوں کا اضافہ ہوا خطبہ جمعۃ المبارک وہ محمدی مسجد نائی پاڑہ میں پڑھاتے تھے حکمت کے ساتھ ساتھ زبیدی صاحب ہومیو پیتھک کا کورس کیا اور سند بھی حاصل کی اور پنڈی سے بھی ان کو سرٹیفکیٹ ملا۔ ۱۹۵۲ء سے لے کر ۱۹۷۰ تک میر پور خاص میں کئی ایک یادگار کانفرنس ہوئی جو دو روزہ، سہ روزہ، یک روزہ ہوتی تھی جن میں صوبہ سندھ اور صوبہ پنجاب کے علمائے کرام اور خطیب حضرات تشریف لے کر آتے اس سے معلوم چلتا ہے زبیدی صاحب کی ان علماء کرام کی نگاہ میں بہت قدر تھی جو میر پور اور کنری جیسے پسماندہ علاقوں میں تشریف لائے تھے یہاں کے علوم کو قرآن وسنت سے آگاہ کرتے اور لوگوں کے دلوں میں توحید کی آبیاری کرتے۔ میر پور خاص میں موجودہ ھلال مارکیٹ ۱۹۶۰ء یا اس سے پہلے یہاں ایک پارک ہوتا تھا یہاں جماعت کے سالانہ سہ روزہ کانفرنس مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی زیر صدارت ہوا کرتی تھی جس میں ملک بھر سے جید علماء کرام اور خطباء حضرات تشریف لاتے جن میں:

سید بدیع الدین شاہ الراشدی، مولانا عبدالخالق رحمانی، یحییٰ میر محمدی صاحب، خالد گھرجاکھی، محمد حسین شیخوپوری، مولانا عبداللہ شیخوپوری، عبداللہ ناصر رحمانی، عبداللہ رتو ڈیرو والے، سیّد محب اللہ شاہ الراشدی، مولانا محمد اسحاق روپڑی صاحب آف کراچی، مولانا عبدالرحمٰن سلفی صاحب، امیر غرباء اہل حدیث پاکستان، ابوالبیان عبدالمنان صاحب۔

زبیدی صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت کی چند نمایاں پہلو

(۱) بحیثیت مصنف ومؤلف:

مولانا محمد یوسف زبیدی صاحب معتدل مزاج کے حامل تھے، ان میں تعصب، تشدد تفرق والی کوئی چیز نہیں تھی ہر بات میں اصلاح کا پہلو کشید کرنے کے قائل تھے۔ مدمقابل کو ہمیشہ دلائل اور براھین سے مطمئن کرتے تھے، چاہے وہ کس میدان میں ہو ان کی تمام تصانیف کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ ایک زیرک مصنف، اور مؤلف تھے انھوں نے اپنی زندگی میں چار کتب تحریر فرمائیں جن میں پہلا رسالہ (۱) ”معیار صداقت“۔

۱۹۴۸ء کو فتنہ قادیانیت اور آیت خاتم النبیین سے متعلق قادیانی شبہات کا مسکت جواب تحریر فرمایا یہ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رسالہ (۴۰) صفحات پر مشتمل۔ رسالہ زبیدی صاحب نے چھپوا کر مفت تقسیم کروایا تھا۔

دوسرا رسالہ: ''سنت ابراہیم علیہ السلام کا عظیم کارنامہ'' یہ بھی کتابچہ ہے جس کو جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص نے ۱۹۸۳ء طبع کروا کر مفت تقسیم کیا۔

تیسرا رسالہ ''تحفۃ الابرار من شہر رمضان'' یہ بھی مختصر سا رسالہ ہے جس کو جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص سے ۱۹۸۶ء میں شائع کیا گیا تھا۔

چوتھا رسالہ ''نماز محمدی'' یہ ایک بہترین اور مختصر لیکن انتہائی جامع ہے یہ رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوا۔ اس رسالہ کی تحقیق وتخریج مولانا صبغت اللہ محمدی کی تحقیق سے پہلی دفعہ اس رسالہ میں طبع ہو رہی ہے۔

(۲) زبیدی صاحب رحمہ اللہ بحیثیت ''مفتی'':

زبیدی صاحب رحمہ اللہ جب ۱۹۴۰ء کو میرپور خاص تشریف لائے تو آہستہ آہستہ لوگوں کو معلوم چلتا گیا کہ مولانا صاحب ہندوستان سے پڑھ کر آئے ہیں اور مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ کے شاگرد ہے تو لوگ دور دور سے اپنے اپنے مسائل زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے سامنے رکھتے اور آپ ان کو قرآن و حدیث سے تشفی بخش جواب دیتے آپ کے پاس میرپور خاص، کنری، گ پنہ، کوٹ غلام محمد، چک ۳۳۳ چک نمبر: ۹۴، آدیوال، عمرکوٹ اور اردگرد کے گاؤں دیہات سے آئے دن کوئی نہ کوئی سائلین آتے اور جواب تحریر کروا کر جاتے۔ چند فتوی ہم نے رسالہ کے آخر میں ذکر دیئے ہیں۔

(۳) زبیدی صاحب بحیثیت منصف (جج):

وزارت مذہبی اُمور سالانہ مقابلہ کتب سیرت ۱۴۰۵/۱۹۸۴ میں زبیدی صاحب رحمہ اللہ کو بحیثیت منصف چنا گیا اور آپ کی طرف سندھی زبان میں تحریر کردہ سیرت پر دو عدد کتب۔

(۱) محبوب خدا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مصنف خالد ظفر ابڑ

(۲) نبی جہانن جو سردار صلی اللہ علیہ وسلم۔ ڈاکٹر عبدالہادی۔

ارسال کی گئی اور زبیدی صاحب انتہائی ایمانداری، دیانتداری باریک بینی سے یہ عمل انجام دیا اور ڈائریکٹر سیرت جناب پروفیسر امتیاز سعید کی طرف روانہ کیا۔ اسی طرح میرپور خاص اور اس کے اردگرد کوئی بھی مقابلہ ہوتا تو اس میں زبیدی صاحب رحمہ اللہ منصف ضرور ہوتے تھے۔

زبیدی صاحب بحیثیت مدرس:

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ نے ۱۹۳۹ء میں سند فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے آبائی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گاؤں خانوالہ آئے تو دو سال بعد صوبہ سندھ سے مولانا صاحب کو ایک خط آیا اور جس میں زبیدی صاحب کو بحیثیت مدرس سندھ آنے کی دعوت دی گئی۔ (کوشش بسیار مجھے مدرسہ کا نام معلوم نہیں چل سکا) تو مولانا صاحب سندھ میں پڑھانے آئے تھے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

"مدرسہ تعلیم الاسلام" یہ مدرسہ جس زمین پر تعمیر کیا گیا یہ قیصر راجڑ صاحب کی تھی زبیدی صاحب کی تحریض پروسان صاحب نے بطور عطیہ مدرسہ کے نام پر زمین تحریر کرکے دی اور پھر صاحب محمد صالح وسان صاحب کے تعاون سے یہ مدرسہ تعلیم ہو گیا جس میں شعبہ تحفیظ القرآن الکریم اور شعبہ درس نظامی ترویج کیا گیا یہ مدرسہ اس زمانہ میں معیاری تعلیم کی وجہ سے بہت مشہور ہوا اور جس میں ضلع تھرپارکر اور عمرکوٹ کے حیدرآباد، ٹنڈوالہیار، سانگھڑ اور کوٹری کے طلبہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔

ادیب پروفیسر مولا بخش محمدی صاحب مشہور ادیب اور کاوش اخبار کے کالم نگار ارباب نیک محمد، قاری غلام اللہ جوکھیو صاحب، جبکہ مشہور اساتذہ قاری سعید احمد رحمہ اللہ، قاری عبدالرشید صاحب وغیرہ۔ مولانا یوسف زبیدی صاحب کے ساتھ اساتذہ تھے زبیدی صاحب نے شعبہ درس نظامی سنبھالا ہوا تھا اور چند سال یہاں باقاعدگی کے ساتھ تدریس کی اور بہت محنت کی یہاں کے سند یافتہ طلبہ آج بھی کا ان ذکر خیر کرتے رہتے اس کے علاوہ زبیدی صاحب نے جامعہ بحر العلوم السّلفیہ سٹیلائٹ ٹاؤن کے مدیر تعلیم تھے مستقل تو یہاں اسناد میں وہیں مگر چند ماہ یا جب استاد کی ضرورت ہو تو پڑھانے آئے۔ راقم نے بھی ان کے پاس کئی اسباق پڑھے الحمد للہ زبیدی صاحب ایک اچھے مدرس تھے وہ قرآن یا حدیث شریف کی عبارت میں معنی مفہوم کے ساتھ ساتھ صیغے اور پھر ہفت اقسام شش اقسام وغیرہ تمام ہر طلبہ کو نشان دہی کرواتے اور اپنے تجربات اور واقعات سبق کے اختتام میں ضرور سناتے تاکہ طلبہ بور اور اکتا نہ جائے اور پھر چند پند و نصائح سے سبق کا اختتام کرتے۔

زبیدی صاحب بحیثیت ممتحن:

زبیدی صاحب بہترین استاد کے ساتھ ساتھ تجربہ کار ممتحن تھے۔ جامعہ بحر العلوم السّلفیہ میرپور خاص کے سالانہ، ششماہی امتحانات لیتے تھے سوالات تو پیچیدہ کرتے تھے لیکن نمبر دینے میں بخیلی کے قائل نہ تھے طلبہ کی ہمیشہ حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ اور دوران سوالات کے طلبہ کو پند و نصائح سے مستفید فرماتے۔ ۱۹۸۳ سے لے کر ۲۰۰۰ء تک ہر سال تحریری امتحان لیتے جب کہ ۱۹۸۳ء سے لے کر ۱۹۸۷ء تک تمام امتحانات شفوی ہوا کرتے تھے اس کے علاوہ اور بھی مدارس کے امتحانات لیتے تھے اور جامعہ کے تاثرات رجسٹر میں زبیدی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب کے تمام قیمتی آراء مرقوم ہے۔

زبیدی صاحب بحیثیت مبلغ، داعی، اور خطیب:

زبیدی صاحب نہ شعلہ بیان مقرر تھے اور نہ عوامی خطیب تھے بلکہ صرف وہ ایک سنجیدہ مبلغ اور داعی تھے انتہائی دھیمے انداز میں بیان کرتے اور صرف آیت قرآنیہ اور احادیث مبارکہ پر فوکس کرتے بے جا واقعات اور شاذو نادر روایت سے گریز کرتے۔ مسجد میں کوئی بھی عالم دین آتا تو اس کو مجبور کرتے تھے کہ آپ درس دیں انکار پر پھر خود دیتے تھے۔

زبیدی صاحب کا انتقال پر ملال:

زبیدی صاحب دفات کے چند ماہ قبل اپنی بڑی بیٹی کے پاس کراچی چلے گئے تھے جولائی مہینہ میں زبیدی صاحب کی طبیعت ناساز ہونے لگی تو ان کو لیاقت نیشنل ہسپتال میں داخل کرادیا گیا اور مختصر علالت کے بعد زبیدی صاحب رحمہ اللہ ۱۰، اگست کو رات کو انتقال ہوا۔ صبح سویرے زبیدی صاحب کی نعش کو میر پور خاص منتقل کیا گیا۔ جہاں زبیدی صاحب کے غسل اور کفن کا انتظام کیا گیا۔ زبیدی صاحب کو محترم عبدالستار اکبر صاحب نے غسل دیا۔ وہ جماعت کے غاسل میت ہیں اور نماز جنازہ فجر نماز کے بعد مولانا عبدالمتین صاحب نے بڑے رقت آمیز لہجہ میں پڑھایا اور زبیدی صاحب کی نعش ان کے گاؤں چوہدری نظام الدین مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قافلہ کے ہمراہ لے جایا گیا جہاں دوسرا نماز جنازہ مرکزی جمعیت اہل حدیث سندھ کے امیر فضیلۃ الشیخ مولانا محمد یوسف قصوری صاحب حفظہ اللہ نے پڑھایا اور زبیدی صاحب کو آہوں وسسکیوں، دعاؤں کے ساتھ سپرد خاک کردیا گیا۔

اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ وصلی اللہ علی النبی ﷺ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ زبیدیہ (محلّہ نواب گنج) کا تعارف

(خالد حنیف صدیقی)

سن تاسیس: ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء

مؤسس: الحاج احمد دین (ابنالہ والے)

مقام تاسیس: مسجد زبیدیہ (محلّہ نواب گنج) آزاد مارکیٹ

اس مسجد کو قوم پنجابیاں دہلی کے ایک نیک دل، خدا ترس، فیاض اور غریب پرور شخصیت بنام الحاج احمد دین ابنالہ والے نے بنوائی، اور اپنی نوجوان صالحہ بیٹی زبیدہ خاتون مرحومہ کے نام پر مسجد کا نام "مسجد زبیدیہ" رکھا۔ پھر اس میں دینی تعلیم و تدریس کے لیے ایک مدرسہ بھی کھولا جس کا نام "مدرسہ زبیدیہ" رکھا۔ آج بھی وہ اسی مسجد میں چل رہا ہے اور آج کل بھی یہ مدرسہ "مدرسہ زبیدیہ" ہی کے نام سے محلّہ نواب گنج میں معروف و مشہور ہے۔ آج بھی مسجد میں امام کے گھر کے اوپر دورِ تعمیر کا سنگ مرمر کا کتبہ لگا ہوا ہے، جس پر مندرجہ ذیل تحریر مرقوم ہے:

مسجد بیادِ فناء زبیدہ خاتون

دختر پاک جان حاجی احمد دین

مومنین مرحومہ کے حق میں دعائے نیک کریں ۱۳۴۰ھ

ابتداء میں اس مدرسہ میں پرائمری مکتب اور قرآن مجید ناظرہ و دینیات کی تعلیم دی جاتی تھی، جس میں قریبی علاقہ جات اور محلّہ کے بچے قرآن مجید ناظرہ، دینیات وغیرہ پڑھتے تھے۔ بعد میں عربی درجات کا اضافہ کیا گیا اور مدرسہ اقامتی ہو گیا۔ جس میں متحدہ ہندوستان کے تمام صوبہ جات کے طلباء کشاں کشاں آتے اور مقیم ہو کر عربی علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

عربی درجات کے اساتذہ میں شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی (م ۱۹۴۳ء) کا اسم گرامی قابل ذکر ہے۔ آپ نے میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی، قاضی محمد مچھلی شہری، تلطف حسین عظیم آبادی، عبدالقیوم بھوپالی، مولانا شمس الحق ڈیانوی، مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری، مولانا بشیر احمد سہسوانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہم سے سند اجازہ لے کر مدرسہ دارالحدیث والقرآن مسجد حاجی علی جان (کٹرہ ہردیال، چاندنی چوک) میں ۲۰ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں، پھر دارالحدیث رحمانیہ کے اجراء عمل میں آنے کے بعد یہاں تشریف لے آئے اور ۱۶ سال تک دارالحدیث رحمانیہ میں شیخ الحدیث کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں یہاں کے ذمہ داران کے ناروا سلوک سے نالاں ہو کر مستعفی ہو گئے اور مدرسہ زبیدیہ کے مسندِ حدیث پر جلوہ آراء ہوئے۔ آپ کے یہاں تشریف لانے سے مدرسہ کا تعلیمی معیار عروج پر پہنچ گیا اور مدرسہ زبیدیہ کے تعلیمی وتدریسی معیار کو چار چاند لگ گئے۔

دیگر اساتذہ و معلمین :

(۱) شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھ (م ۱۹۴۳ء) کے بعد اس مدرسہ میں مختلف ادوار میں اور دیگر اساتذہ کرام نے بھی تدریسی خدمات انجام دی ہیں۔ (۲) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب اٹاوی (م ۱۹۳۶ء) ضلع اٹاوا (یوپی) آپ کے برادرِ صغیر مولانا عبدالرشید صاحب اٹاوی۔ آپ دونوں بڑے ذی علم اور باصلاحیت مدرس تھے۔ عبدالرشید صاحب نے مدرسہ رشیدیہ اجمیری گیٹ میں پڑھایا، جب مدرسہ رشیدیہ ''جامع اعظم'' میں ضم ہو کر مسجد ریاض العلوم میں چلا گیا تو آپ بھی جامع اعظم میں آ گئے۔ آپ نے ''جامع اعظم'' میں ۱۹۴۷ء سے قبل تدریسی فریضہ انجام دیا۔ مولانا عبدالسلام صاحب بستوی نے آپ سے اسی مدرسہ زبیدیہ میں جملہ علوم وفنون کی تکمیل کی۔ (۳) حضرت مولانا محمد یونس صاحب پرتاب گڑھی (م ۱۹۶۷ء) شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی کے بھانجے۔ دارالحدیث رحمانیہ سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ آپ نے یہاں پڑھایا۔ پھر دارالحدیث کے استاذ ہو گئے۔ ایک سال بعد مدرسہ میاں صاحب میں تشریف لے گئے اور ۱۹۴۷ء تک وہاں رہے۔ تقسیم ملک کے دَوران کراچی چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ (۴) مولانا عبدالحنان علوی (مدیر اہل حدیث گزٹ) آپ بہار کے نوادہ ضلع کے تھے۔ جماعت کے سرگرم رکن تھے۔ مدرسہ کلاں صدر بازار میں کافی عرصہ تک خطیب رہے۔ آپ بیک وقت بلند آہنگ خطیب، ماہر مدرس اور منجھے ہوئے اخبار نویس تھے۔ ''اہل حدیث گزٹ'' کے ایڈیٹر تھے۔ آپ کا کراچی میں جولائی ۱۹۸۷ء میں انتقال ہوا۔ مدرسہ میں اِن جیسے جلیل القدر علماء کرام نے مسند تدریس کو رونق بخشی اور رتشنگانِ مئے کتاب وسنت کو خوب خوب سیراب کیا اور طلباء نے جی بھر کر پیا۔

متعلمین :

یہاں کے طلباء میں حضرت مولانا عبدالسلام بستوی کا نام قابل ذکر ہے جنھوں نے مولانا عبید اللہ اٹاوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث سے اکتساب علم کیا۔ ۱۹۴۸ء سے تا حیات ۱۹۷۴ء آپ مدرسہ ریاض العلوم مچھلی والا کے شیخ الحدیث رہے۔ مرتب کتب ہذا (خالد حنیف صدیقی) کے والد گرامی حضرت مولانا محمد حنیف ہاتف صدیقی اور والد کبیر حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دور صدیقی (بیت نار، ضلع سدھارتھ نگر، یو پی) نے بھی حضرت مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی سے اکتساب علم حدیث کیا۔ پھر بنارس جا کر مدرسہ سعیدیہ سے سند فراغت حاصل کی۔ ضلع سدھارتھ نگر کے علاقہ بسکو ہر بازار میں ۳۰ سال تک تدریسی اور دعوتی خدمت انجام دی، امامت اور خطابت کے فرائض انجام دیے۔ بسکو ہر بازار اور اس کے مضافات کے درجنوں گاؤں کو کفر و شرک اور بدعات سے پاک کیا۔ اول الذکر نے ۱۹۹۰ء میں اور ثانی الذکر نے ۱۹۹۸ء میں انتقال کیا۔ حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب (م ۲۰۰۸ء) دودھونیاں، ضلع سدھارتھ نگر) نے بھی مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ سے ہی سند فراغت واجازہ حاصل کی ہے، جو بعد میں مفسر قرآن کے نام سے پورے ملک میں معروف و مشہور ہوئے۔ ملک کے صوبہ جات کا کوئی ضلع ایسا نہیں جہاں کے اجلاس میں آپ نے شرکت نہ کی ہو۔ ۲۹/مئی ۲۰۰۸ء آبائی وطن اور دار آخرت کو سدھارے۔

دیگر تلامذہ میں مولانا شمس الحق سلفی (م ۱۹۸۶ء) بنکوا، ضلع مدھوبنی، بہار، مشہور عالم دین۔ جامعہ سلفیہ بنارس اور جامعہ اسلامیہ فیض عام میں کافی عرصہ تک تدریس سے وابستہ رہے۔ ابھی حال ہی میں فتاوی شمس الحق مرتب ہو کر مارکیٹ میں آئی ہے جو آپ کے فتاوی کا مجموعہ ہے۔ مولانا عبدالغفور صاحب ٹکریا، ضلع سدھارتھ نگر، یو پی، مولانا شکر اللہ صاحب گونڈوی (م ۱۹۶۵ء) سرھن، بلرامپور، یو پی، آپ نے یہاں سے فراغت کرنے کے بعد اپنے ہاں ''مدرسہ زینت العلوم'' قائم کیا۔ مدرسہ قاسم العلوم کو اپور ضلع بلرام پور، آپ ہی کی کوششوں سے قائم ہوا۔ (تراجم علمائے حدیث نوشہروی، تراجم علمائے اہل حدیث خالد حنیف اور دیگر مراجع سے مجھے انھی چند اساتذہ وتلامذہ کے اسماء گرامی سے آگہی ہو سکی ہے) ان کے علاوہ دیگر کتنے ہی طلباء ہوں گے جنھوں نے ۱۹۴۷ء تک کے ۲۵ سالہ مدت میں تعلیم حاصل کی ہوگی۔ افسوس کہ کہیں ریکارڈ موجود نہیں ہے۔

۱۹۴۷ء میں اور دیگر دہلی کے مدارس کی طرح یہ بھی ویران ہو گیا، لیکن حالات کے سدھرنے کے ساتھ ہی ایک سال کے بعد ۱۹۴۸ء میں حافظ عبدالحفیظ صاحب (متھرا، یو پی) نے مدرسہ میں درجہ حفظ قائم کر کے طلباء کو قرآن پاک ناظرہ اور حفظ قرآن کی تعلیم دینی شروع کی۔ حافظ صاحب قبلہ اکیلے ہی یہ خدمت انجام دیتے تھے۔ بڑے ہی متقی، پرہیز گار اور خود دار تھے۔ مسجد کلاں (صدر بازار) کے امام بھی تھے۔ سردی گرمی،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برسات کبھی بھی ناغہ نہ کیا۔ (الا ماشاء اللہ)

آپ صبح سات بجے مدرسہ میں پہنچ جاتے اور گئے رات تک تدریسی سلسلہ جاری رکھتے۔ حافظ ذکی باڑی صاحب محلہ کشن گنج نے اسی مدرسہ سے ۱۹۴۸ء میں حفظ کی تکمیل کی ہے۔ ۲۵ سال تک خدمت انجام دینے پر جب کمزوری آگئی تو اپنے رہائشی علاقہ کشن گنج کی "مسجد مدرسہ والی" میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ آخر میں اپنے گھر ہی کو مدرسہ بنالیا اور وہیں پر لیٹے، بیٹھے تعلیم دینے لگے۔ محلہ کشن گنج ہی میں ۶ نومبر ۱۹۹۰ء میں انتقال کیا اور شیدی پورا کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

حافظ صاحب کے کبرسنی اور کمزوری کے سبب ۱۹۸۰ء میں مدرسہ چھوڑتے ہی اس کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ حفظ کا کورس ختم ہوگیا۔ طلباء سب اِدھر اُدھر چلے گئے۔ مسجد میں کبھی کوئی امام رہا، کبھی نہیں رہا۔ کوئی امام آیا تو صبح و شام والی مکتبی تعلیم ہوئی۔ امام نہیں رہا تو وہ بھی بند رہی۔ اس مسجد کو وہ دن بھی دیکھنے پڑے ہیں جب اس مسجد میں کوئی امام ہی نہیں رہا اور لوگ اپنے طور پر نماز پڑھتے تھے۔

ذمہ داران مسجد کی عدم توجہی کے سبب مسجد کو یہ برے دن دیکھنے پڑے اور یہ حالات مسلسل کئی برسوں تک رہے۔ اور مقتدی امام کے لیے ترستے رہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے مشاہیر ہم عصر

(افتخار احمد الازہری)

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ان کا علمی زمانہ تو ۱۹۴۰ء سے ۲۰۰۹ء تک محیط ہے۔ اس ستر سال کے عرصہ میں جو بھی برصغیر میں علماء، فقہاء و محدثین تھے وہ ان کے ہم عصر تھے لیکن ہم یہاں صرف اُن چند مشاہیر کا تذکرہ خیر کریں گے جن کا زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے پاس آنا جانا اور خطوط کے ذریعہ رابطہ اور تعلق تھا ہم اپنے مضمون کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے۔

(۱) قیام پاکستان سے قبل کے ہم عصر۔

(۲) قیام پاکستان کے بعد کے ہم عصر۔

قیام پاکستان سے قبل ہم عصر مشاہیر:

شیخ عبدالحق ہاشمی فاروقی بہاولپوری رحمہ اللہ اپنے دور کے بہت بڑے عالم جلیل القدر محدث، نہایت ذہین کثیر المطالعہ، سریع الفہم اور پر تاثیر خطیب تھے، ان کی پیدائش ۱۳۰۲ھ بہاولپور ریاست میں ہوئی۔ بڑے بڑے علماء محدثین سے علم حاصل کیا اور ان کی بھی بہت بڑے نامور شاگرد ہوئے جنھوں نے برصغیر میں دینی کام کو پھیلایا۔ ہاشمی صاحب نے وعظ و خطابت، درس و تدریس کے علاوہ کم و بیش ساٹھ کتب تحریر فرمائیں۔ ہاشمی صاحب کا انتقال پر ملال ۱۳۹۷، المطابق ۱۹۷۲ء مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ بیت اللہ اور مسجد نبوی میں نماز جنازہ پڑھایا گیا اور جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا۔

زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے تعلقات ہاشمی صاحب سے قیام پاکستان سے قبل تھے جس طرح وہ ایک خط میں عبدالحق ہاشمی صاحب کے بیٹے محترم عبدالوکیل ہاشمی صاحب کو تحریر فرماتے ہے کہ:

صاحب الفضیلۃ والسعادۃ:

ضلع تھرپارکر کا علاقہ آپ کے گرامی قدر والد فضیلۃ الشیخ استاذ الاساتذہ المحدث الکبیر العلامہ ابو محمد عبدالحق بہاولپوری المکی نوّر اللہ مرقدہ واعلی درجاتہ کی علمی جولانیوں کا مرکز رہا ہے۔ قیام پاکستان سے قبل بندہ کے ہاں ہر سال باقاعدگی سے تشریف لایا کرتے تھے ان کی پیاری باتیں اور مواعظ حسنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے ابھی تک یاد ہیں۔

اس وقت میں کنری ضلع تھرپارکر سندھ میں قادیانیوں اور بریلویوں کے ساتھ عظیم الشان مناظرہ بھی ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے مسلک حقہ کو فتح و کامرانی سے ہمکنار فرمایا۔ آپ کے والد گرامی کی معیت میں مشہور مناظر اہل حدیث ملک عبدالعزیز ملتانی رحمہ اللہ اور مولانا عبداللہ المعمار (مصنف محمدیہ پاکٹ بک) حضرت شیخ الاسلام فخر اہل اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی خاص ہدایت کے مطابق اس علاقہ کا دورہ فرماتے۔ یہ خط زبیدی صاحب رحمہ اللہ نے ۱۹۸۹ میں تحریر کیا تھا۔ اور زبیدی صاحب کے خطوط میں مکمل خط نقل کر دیا گیا ہے۔

(۲) مناظر اسلام ملک عبدالعزیز ملتانی رحمہ اللہ (۱۸۹۴ء-۱۹۶۹ء وفات)

اپنے وقت کے معروف مناظر اسلام، محقق عالم دین نڈر و بے باک مناظر، علم و ادب کے شناور، توحید و سنت کے علمبردار مناظرہ و مذاکرہ کے شہسوار اور بے لوث خادم اسلام اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے خاص شاگرد تھے۔ مولانا عبدالعزیز ملتانی صاحب کی ولادت ۱۸۹۴ء ملتان کے ملک نبی بخش آرائیں کے گھر ہوئی۔ مولانا نے ابتدائی تعلیم شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب کے شاگرد خاص عبدالحق محدث ملتانی کے پاس حاصل کی اور مناظرہ کا فن مولانا شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سے حاصل کیا۔ ان کی خصوصی توجہ سے علم مناظرہ میں خوب ملکہ حاصل کیا اس کے بعد مدرسہ دارالحدیث عام خاص باغ ملتان میں شیخ الحدیث کے منصب سے کام سرانجام دیا اور اپنی زندگی میں کئی مناظرے کیے اور فتح ان کی مقدر بنی مولانا صاحب کا انتقال ۱۹۶۹ء میں ملتان میں ہوا اور ان کو ۹ جولائی ۱۹۶۹ء کو ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

کنری شہر قادیانیوں کے ''ربوہ'' کے بعد سب سے بڑی اسٹیٹ ہے جہاں سے قادیانیوں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے یہاں قادیانیوں کی تعداد لاکھوں میں ہوگی یہاں بڑے منظم طریقوں سے مسلمانوں کو ورغلایا جاتا تھا۔ ان کی دعوت کو روکنے کے لیے یہاں کے مسلمان ساتھیوں نے مل کر ایک مناظرہ کروانے کا سوچا تاکہ لوگ سنیں اور حق اور باطل سے روشناس ہوسکیں۔ یہاں کی تمام جماعتوں نے اتفاق رائے سے نمائندگی اہلحدیثوں کو دی کہ آپ لوگ اپنے اہل حدیث مناظر کو بلوا لو تو قیام پاکستان سے پہلے مولانا یوسف زبیدی صاحب رحمہ اللہ نے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کو خط لکھا تو انھوں نے شیخ عبدالحق بہاولپوری رحمہ اللہ کے ہمراہ مناظر اسلام عبدالعزیز ملتانی رحمہ اللہ اور مولانا عبداللہ معمار کو روانہ کیا الحمد للہ یہ قافلہ کنری پہنچا اور مناظرہ ہوا الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے اہلحدیثوں کو فتح نصیب فرمائی۔ الحمدللہ۔ مناظرہ کی مکمل روداد الگ ذکر کی جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبداللہ معمار رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۹۵۰ء):

فتنہ قادیانیت پر کنری شہر میں مناظرہ ہوا تھا اس میں مولانا عبدالعزیز ملتانی رحمہ اللہ کے ہمراہ یہ مردِ مومن قاطع شرک وبدعت فتنہ قادیانیت کا سد باب کرنے والا یہ ''معمار'' مولانا عبداللہ امرتسری رحمہ اللہ المعروف مولانا عبداللہ معمار رحمہ اللہ بھی تھے۔ معمار رحمہ اللہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے خاص شاگرد تھے اس لیے انھوں کو قادیانیت کے موضوع پر مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا صحیح جانشین کہا جا سکتا تھا، وہی انداز استدلال، وہی انداز گفتگو، وہی انداز قوت وہی لطافت ظرافت گویا کہ شاگرد نے استاد کی خوبیوں کا صحیح تتبع کیا اور فتنہ قادیانیت کا قلع قمع کیا ان کی مشہور زمانہ کتاب ''محمدیہ پاکٹ بک'' عام وخواص میں بڑی پذیرائی ملی۔ ایک یہ کتاب سیکڑوں کتابوں پر بھاری ہے معمار صاحب رحمہ اللہ کو فتنہ قادیانیت کے سد باب کرنے کے لیے اتنا جوش تھا جہاں بھی یہ فتنہ سر اُٹھاتا معمار صاحب اس کے قلع قمع کرنے وہاں پہنچ جاتے اور سندھ کے اس پسماندہ علاقہ ''کنری'' میں آنے کا مقصد بھی صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت اور ختم نبوت ﷺ کو ثابت کرنے کے لیے ہزاروں میل کا سفر کیا، اللہ تعالیٰ ان کی جہود کو قبول فرمائیں معمار صاحب اور عبدالعزیز ملتانی صاحب نے قادیانیوں کو اپنا مسکت جواب دیا کہ ان کی طوطی بند ہوگئی اور حق کی فتح ہوتی۔

ان علماء کو بلانا اور ان کی خدمت کرنا زبیدی صاحب رحمہ اللہ کی گہری علمی دوستی کا بین ثبوت تھا۔

مولانا عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ:

کھنڈیلوی خاندان کے چشم وچراغ، بہت بڑے عالم دین، وسیع المطالعہ رکھنے والے عظیم انسان علماء و محدثین کے قدردان قاری عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ جن کی پیدائش ہندریاست کھنڈیلہ ضلع راجستھان میں ہوئی۔ شیخ احمد اللہ پرتاب گڑھی سے جامعہ رحمانیہ دہلی سے سند فراغت حاصل کی۔ مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ سے ہندوستان سے تعلق ہے زبیدی صاحب جامعہ زبیدیہ میں پڑھتے تھے اور قاری صاحب رحمانیہ دہلی یہ بات زبیدی صاحب نے مجھے خود بتائی تھی اور قیام پاکستان کے بعد جب زبیدی صاحب بھی میرپور خاص آگئے اور قاری صاحب کراچی تو دونوں علماء کرام کے تعلقات مزید گہرے ہوگئے خط وکتابت اور پھر کانفرنسوں میں آنا جانا اور زبیدی صاحب کے یہاں ٹھہرنا اور زبیدی صاحب کے دولت خانہ میں قیام کرنا یہ ان کی آپس میں گہرے تعلقات کا بین ثبوت تھا اور پھر جامعہ بحر العلوم السلفیہ کے قیام کے بعد ہر سال درس بخاری دینے کے لیے میرپور خاص آتے تھے اور وہ میرپور خاص کی جماعت کے ساتھ خصوصی تعاون فرماتے تھے۔ مولانا کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عظیم شخصیت پر مجلّہ بحر العلوم کا ہی ایک خاص نمبر جامع المعقول والمنقول نمبر بھی شائع کیا گیا ہے۔

مولانا عبدالغفار حسن صاحب رحمہ اللہ:

مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ جس وقت جامعہ زبیدیہ میں زیر تعلیم تھے وہیں دہلی کے دوسرا بڑا دینی ادارہ دارالحدیث رحمانیہ ہی میں شیخ عبدالغفار حسن صاحب رحمہ اللہ زیر تعلیم تھے بسا اوقات ان کی ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں قیام پاکستان کے بعد دونوں حضرات پاکستان تشریف لے آئے اور دونوں شیوخ نے مولانا مودودی رحمہ اللہ کا لٹریچر پڑھا اور بہت متاثر ہوئے دونوں نے جماعت اسلامی جوائن کر لی اور دونوں شیوخ جماعت اسلامی کے مجلس شوریٰ کے رکن بن گئے اور مودودی صاحب کے ساتھ کام شروع کیا اور یہ سلسلہ کافی عرصہ رہا لیکن آخر میں شیخ عبدالغفار حسن صاحب رحمہ اللہ نے جماعت اسلامی سے استعفیٰ دے دیا اور ان کے جماعت اسلامی کے بارے میں کوئی اچھے ریمارکس نہیں تھے جب کہ مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ آخر تک جماعت اسلامی سے وابستہ رہے، ہندوستان اور پھر جماعت اسلامی کی دوستی کی وجہ سے ان کا ایک دوسرے سے ملنا اور خط وکتابت جاری وساری رہتا تھا۔ آپ کو معلوم ہے مولانا عبدالغفار حسن صاحب جماعت اہل حدیث کے اہم رکن تھے آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی میں بھی تدریس کا کام سرانجام دیا ہے اور ان کی حیات مستعار کا زیادہ تر حصہ درس وتدریس میں گزرا۔ مولانا عبدالغفار حسن صاحب کی پیدائش ۱۹۱۳ء کو عمر پور ہندوستان میں ہوئی اور ۲۲ مارچ ۲۰۰۷ء پاکستان میں انھوں نے سفر آخرت اختیار فرمایا۔

قیام پاکستان کے بعد کے معاصرین:

قیام پاکستان کے بعد بے شمار علماء کرام سے جن سے زبیدی صاحب رحمہ اللہ کا تعلق تھا لیکن ہم صرف چند معاصرین کا تذکرہ بالخیر کریں گے جن کا زبیدی صاحب رحمہ اللہ سے گہرا تعلق تھا۔

سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ:

قیام پاکستان کے بعد صوبہ سندھ میں چند نامور خطباء ہوتے تھے جو جماعت کے ہر جلسہ اور کانفرنس میں حاضری بھرتے تھے۔ ان میں ایک شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ بھی میرپور خاص میں کوئی کانفرنس یا جلسہ ہوتا شاہ صاحب رحمہ اللہ کو ضرور مدعو کیا جاتا۔ اور وہ بھی ضرور آتے اور زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے قیام گاہ میں آرام فرماتے اور جب بھی کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا زبیدی صاحب بھی شاہ صاحب کی طرف رجوع کرتے اور ان کی رائے ضرور لیتے تھے۔ البتہ زبیدی صاحب رحمہ اللہ کی جماعت اسلامی کے ساتھ وابستگی شاہ صاحب کو گوارہ نہ تھی اس لیے درمیان میں دونوں شیوخ میں اختلاف رہتا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن محبت اپنی جگہ قائم تھی اور یہ سلسلہ تا حیات رہا، شاہ صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ۱۹۹۶ء کو ہو گیا تھا۔

مولانا عبداللہ صاحب رتو ڈیرو والے:

مولانا عبداللہ صاحب جن کا تعلق کھوکھر برادری سے تھا ان کی کنیت تھی ابوالمسیح اور لاڑکانہ کے علاقے رتو ڈیرو کے رہائشی تھے وہ جماعت کے ایک عظیم مدرس مبلغ اور مناظر کے ساتھ ساتھ صاحب تقوی بھی تھے یعنی کہ عالم باعمل تھے اور مولانا عبداللہ رتو ڈیری صاحب شاہ صاحب کے ہم رکاب تھے اکثر کانفرسوں میں ساتھ ہوتے زبیدی صاحب بھی ان کے ساتھ ہی جلسوں میں ہوتے تھے۔ خصوصاً حیدرآباد کی کانفرنس میں تو ضروری ساتھ ہوتے تھے۔ عبداللہ رتو ڈیروی صاحب میر پور خاص بھی کانفرنس میں شریک ہوتے اور حقانیت اہل حدیث پر گفتگو فرماتے ان کا انتقال ۱۹۸۲ کو رتو ڈیرو لاڑکانہ میں ہوا اور ان کو وہیں آسودہ خاک کیا گیا۔

ابوالحسنات علی محمد سعیدی رحمہ اللہ:

بانی جامعہ سعیدیہ خانیوال ان کا سب سے بڑا کام ''فتاوی علماء حدیث'' ہے جو انھوں نے چودہ حصوں میں ترتیب دیا وہ ایک عالی کردار کے عالم دین تھے اور حلیم الطبع کے مالک تھے وہ گفتگو انتہائی نرم اور دھیمے انداز میں کرتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد انھوں نے میر پور خاص آنا جانا لگا رہتا اور یہاں درس قرآن دیا کرتے تھے اور کئی کئی دن وہ مولانا زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے ہاں قیام فرماتے یہاں تک کہ جماعتی احباب بتاتے تھے کہ سعیدی صاحب رمضان اور غیر رمضان میں صرف آٹھ رکعات پڑھنے کے قائل تھے۔ جس طرح یہاں کچھ احباب تراویح پڑھ کر وتر چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ رات کو قیام کرنا ہے سعیدی صاحب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث سے استدلال فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان اور غیر رمضان جب آٹھ رکعات سے زائد نہیں پڑھی تو تراویح کے بعد زیادہ رکعات کیوں پڑھی جائیں؟ ان کا یہ فتاوی میر پور خاص میں بہت مشہور ہوا بہر حال زبیدی رحمہ اللہ کے ہاں ان کا بہت آنا جانا تھا اور مکتوبات کا بھی سلسلہ جاری وساری رہتا تھا۔

(۴) مولانا محمد خالد گرجاکھی رحمہ اللہ:

مدیر احیاء السنۃ گرجاکھی ضلع گوجرانوالہ گرجاکھی صاحب کا میر پور خاص مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ کے ہاں آنا جانا رہتا تھا اور تبلیغی سلسلہ میں بھی وہ سالانہ ضرور آتے تھے اور جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص کی تعمیر کے بعد ۱۹۸۵ کو جامعہ کا وزٹ اور تاثراتی رجسٹرڈ میں اپنے خیالات قلم بند کیے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر مولانا محمد ظفر اللہ چودھری رحمہ اللہ:

مدیر جامعہ ابی بکر کراچی کی ولادت انبالہ ہندوستان میں ہوئی پاکستان میں تعلیم حاصل کی اور محمد بن سعود ریاض یونیورسٹی سے ایم، اے کیا اور اس کے بعد اپنے جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دی اور اللہ تعالیٰ نے ان میں ایک خصوصی بات رکھی تھی کہ وہ جامعات کی بہت مدد کرتے تھے تو میر پور خاص کی جماعت کے ساتھ تو ان کا خصوصی تعاون تھا کوئی بھی عرب شیخ پاکستان آتا تو اس کو جامعہ بحر العلوم السلفیہ ضرور لاتے اور ان کو جامعہ کا تعارف کرواتے۔ مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ان دنوں جامعہ بحر العلوم السلفیہ کے مدیر تعلیم ہوتے تھے اس لیے ان کا زبیدی صاحب رحمہ اللہ سے بڑے گہرے مراسم ہو گئے تھے۔ اور ان کے درمیان خط وکتابت کا بھی سلسلہ آخر تک جاری وساری رہا چودھری صاحب رحمہ اللہ کا کار ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا وہ اس حادثہ فاجعہ میں جام شہادت نوش فرما گئے۔

(۶) مولانا عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ:

قیام پاکستان کے بعد روپڑی صاحب کا میر پور خاص میں زبیدی رحمہ اللہ کے ہاں آنا جانا رہتا تھا، میر پور خاص میں جو بھی بڑی چھوٹی کانفرنس ہوتی اور روپڑی صاحب کی موجودگی ضرور ہوتی تھی ان کا محمدی مسجد نائی پاڑہ اور شہر میں گوردوارہ چوک پر خطاب ہوتا تھا اللہ تعالیٰ روپڑی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے جو دور دراز کا سفر طے کر کے اس پسماندہ علاقہ میں آتے اور توحید سے لوگوں کو آشنا کرتے۔

(۷) شیخ عبدالوکیل ہاشمی صاحب حفظہ اللہ:

شیخ عبدالحق ہاشمی صاحب کے فرزند ارجمند مدرس مسجد الحرام مکۃ المکرمۃ سے تو زبیدی صاحب رحمہ اللہ کا خصوصی تعلق تھا جب بھی سعودیہ حج یا عمرہ کے لیے جاتے تو وہ ہاشمی صاحب کے مہمان ہوتے اور بھی بڑے بڑے شیوخ سے ملاقاتیں کرواتے اور ایک دفعہ انھوں نے امام کعبہ شیخ عبداللہ السبیل سے ملاقات کروائی زبیدی صاحب رحمہ اللہ اس ملاقات کی روداد اکثر سنایا کرتے تھے، زبیدی صاحب اور ہاشمی صاحب کا آپس میں خط وکتابت کا بھی سلسلہ تھا ہم ان شاء اللہ ان کے تمام خطوط کو نقل کریں گے تاکہ ان علماء کی آپس میں محبت کا اندازہ ہو سکے۔

ان کے علاوہ مولانا محمد سلیمان انصاری الاعتصام والے، محمد یوسف کلکتوی رحمہ اللہ عبدالعظیم انصاری صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بھی زبیدی رحمہ اللہ کے گہرے مراسم تھے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی اجازۃ بالروایۃ کا تعارف

(افتخار احمد الازہری)

اصول حدیث کی کتب میں استاد سے علم اخذ کرنے کے آٹھ طرق ذکر کیے گئے ہیں ان میں سے ایک طریقہ "اجازۃ بالروایۃ" بھی ہے۔جس کی علماء کرام نے یوں تعریف کی ہے۔

"إذن الشیخ لتلمیذہ بأن یروی عنہ مسموعاتہ"

اس سے مراد یہ ہے کہ استاذ کسی شاگرد کو اس بات کی اجازت دے کہ وہ اس مسموعات (شنیدہ روایات) کو روایت کر سکتا ہے۔ چند محدثین اور علماء کرام نے مذکورہ طریقہ کو صحیح نہیں سمجھا لیکن جمہور محدثین نے اس شرط پر کہ ایک محدث کسی معین شخص یا کئی ایک معین اشخاص کو ایک خاص کتاب یا متعدد کتب روایت کرنے کی اجازت دے دے، مثلاً محدث یوں کہے میں نے تجھے یا فلاں آدمی کو یا تم سب کو صحیح بخاری، صحیح مسلم روایت کرنے کی اجازت دے دی، جائز سمجھا ہے۔

صدیوں سے یہ عالی سند کے حصول کے لیے محدثین دور دراز کا رخت سفر باندھتے رہے ہیں کیوں کہ سند جس قدر عالی ہوگی اسی قدر خطا اور علت کے شائبہ سے پاک ہوگی۔

امام ابوعبداللہ الحاکم (۴۰۴ھ) فرماتے ہیں:

طلب الإسناد العالی سنة صحیة "

اسناد عالی تلاش کرنا (سلف) کی سنت ہے۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سند کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الإسناد من الدین لو لا الاسناد لقال من شاء ماشاء"

اگر علماء کرام سند کا اہتمام نہ کرتے تو پھر جو جس کی مرضی ہوتی وہ کہتا۔" سند کی وجہ سے کذابین اور وضاعین کا راستہ محدثین نے مسدود کر دیا، بلکہ امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لم یکن فی أمة من الأمم منذ خلق اللہ آدم أمناء یحفظون آثار الرسل إلا فی ہذہ الأمة"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر جتنی بھی امتیں آئی ہیں، ان میں سے اگر کسی نے آثار الانبیاء کی حفاظت فرمائی ہے تو صرف وہ اُمت محمدیہ ہے۔

ہمارے استاد محترم مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ بھی ان علماء عظام میں سے ہیں جنھوں نے سند عالی کے حصول کے لیے دہلی کا سفر کیا اور وہاں سید نذیر حسین الدہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید شیخ المحدث احمد اللہ الدہلوی پرتاب گڑھی رحمہ اللہ سے ۱۹۳۴ء کو مدرسہ زبیدیہ میں سند حدیث شریف حاصل کی۔

مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ۲۳ واسطے بنتے ہیں تمام واسطوں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) احمد اللہ پرتاب گڑھی دہلوی (۱۹۴۳):

ان کے والد محترم کا نام مولانا امیر اللہ تھا مولانا احمد اللہ صاحب کو پرتاب گڑھی کی نسبت سے اس لیے پکارا جاتا تھا کہ ان کا خاندانی تعلق ضلع پرتاب گڑھ یوپی سے تھا جب کہ دہلوی نسبت کا اطلاق ان پر عمر بھر ''دہلی'' کے مرکز مسند درس حدیث پر فائز رہنے کی وجہ سے پڑا۔ احمد اللہ صاحب رحمہ اللہ نے چار مشہور اساتذہ حدیث کی سند اجازہ حاصل کی۔

(۱) مولانا سید نذیر حسین الدہلوی رحمہ اللہ

(۲) علامہ حسین بن محسن الانصاری رحمہ اللہ

(۳) مولانا شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ

(۴) شیخ محمد بن عبداللطیف بن ابراہیم بن حسن نجدی محدث رحمہ اللہ۔

پیدائش ۱۸۷۴ء ضلع پرتاب گڑھ میں ہوئی۔ جب کہ مولانا احمد اللہ صاحب کا انتقال ۱۹ مارچ ۱۹۴۳ء کو دہلی میں ہوا۔

(۲) شیخ الکل محدث علامہ نذیر حسین دہلوی صاحب رحمہ اللہ:

پیدائش: موصوف ۱۸۰۳ء کو بہار میں پیدا ہوئے۔ شیخ محمد اسحاق الدہلوی رحمہ اللہ سے ۳۸ سال کی عمر میں اجازۃ حدیث حاصل کی اور پھر دہلی میں مسجد اورنگ آباد میں مستقل حلقہ درس حدیث قائم کیا جہاں سے سیکڑوں طلبہ نے استفادہ کیا اسی وجہ سے آپ رحمہ اللہ کو شیخ الکل کا لقب ملا۔

آپ رحمہ اللہ ۱۹۰۲ء، ۱۳۲۰ھ کو دہلی میں وفات پاگئے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۳) شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ:

نام: محمد اسحاق بن محمد افضل بن احمد بن محمد بن اسماعیل فاروقی دہلوی۔

پیدائش: نومبر ۱۳-۱۷۸۱ء، ۸ ذوالحجہ ۱۱۹۶ھ۔ دہلی میں پیدا ہوئے۔ شاہ صاحب کے بے شمار تلامذہ میں سے سید نذیر حسین الدہلوی رحمہ اللہ بھی ہیں۔

شاہ اسحاق دہلوی رحمہ اللہ نے درس حدیث میں اجازت سید عبدالعزیز دہلوی سے حاصل کی، بلکہ شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین سے بھی علم حدیث حاصل کیا۔

(۴) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی:

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ ۲۲ رمضان المبارک، ۱۱۵۹ھ، ۲۵ ستمبر ۱۷۴۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے اور شاہ ولی اللہ دہلوی اپنے والد محترم سے حدیث میں اجازۃ الروایۃ حاصل کی، انھوں نے ساٹھ سال درس حدیث دیا۔

ان کا انتقال ۷۹ سال کی عمر میں، ۱۷ جولائی ۱۸۲۳ء کو ہوا۔

(۵) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی:

ولادت: ۲۱ فروری ۱۷۰۳ء ضلع مظفر نگر یو۔ پی

وفات: ۱۷۶۳ء دہلی میں انتقال فرما گئے۔

عظیم محدث، برصغیر میں جن کے واسطے سے سلسلہ حدیث جاری وساری ہے۔

(۶) محمد بن ابراہیم ابوالطاہر المدنی ۱۱۴۵ھ۔

(۷) ابراہیم بن حسن الکردی ۱۰۴۵ھ

(۸) احمد بن محمد القشاشی ۱۰۱۷ھ

(۹) احمد بن عبدالقدوس الشناوی ۱۰۲۸ھ۔

(۱۰) محمد بن احمد الرملی ۱۰۰۴ھ۔

(۱۱) احمد زکریا الانصاری ۹۲۵ھ۔

(۱۲) احمد بن علی بن حجر العسقلانی ۸۵۲ھ۔

(۱۳) ابراہیم بن احمد التنوخی ۸۰۰

(۱۴) حمد بن ابی طالب الحجار ۷۳۰۔

(۱۵) حسین بن مبارک الزبیدی ۶۳۱ھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۶) عبدالاول بن النجدی ۵۵۳ھ

(۱۷) عبدالرحمن بن مظفر الداودی ۴۶۷ھ۔

(۱۸) عبداللہ بن احمد السرخسی ۳۸۱ھ۔

(۱۹) محمد بن یوسف الفربری ۳۲۰ھ

(۲۰) محمد بن اسماعیل البخاری (۲۵۶ھ۔

(۲۱) محمد بن عبداللہ الانصاری ۲۱۵ھ

(۲۲) حمید الطویل ابن حمید ۱۴۳ھ

(۲۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۹۳ھ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبیدی صاحب رحمہ اللہ سے اجازۃ الروایۃ لینے والے علماء کرام

(راقم: راشد حسن صوفی، مدرس جامعہ بحر العلوم السلفیہ)

دین اسلام میں سند کو ایک خصوصی اہمیت حاصل ہے خاص طور پر حدیث میں سند ایک بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے اسی لیے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے سند کو دین قرار دیتے ہوئے فرمایا: "الإسناد من الدین" اسناد دین سے ہیں اور پھر فرمایا: "لو لا الإسناد لقال من شاء ما شاء" (مقدمہ صحیح مسلم) یعنی اگر اسناد نہ ہوتیں تو دین میں جس کا جو دل چاہتا کہ دیتا اور اسے دین کا حصہ بنا دیتا۔

سند ایک نسبت بھی ہے ایک شرف مقام مرتبہ بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے ایک علمی نسبی رشتہ قائم کرنے کا سبب بھی ہے اور اس رشتے کو مضبوط کرنے کے لیے محدثین نے عالی سند کی تلاش کے لیے دور دراز کے علاقوں کے سفر کیے تاکہ ان کے درمیان اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کم سے کم واسطے ہوں اور نسبت رسول ﷺ عالی سے عالی ہو، ثلاثیات بخاری اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

محدثین اور اہل حدیث جماعت کا یہ شروع سے طرہ امتیاز رہا ہے اور یہ سلسلہ گاہے بگاہے زمانہ در زمانہ چلتا رہا ہے اور ہر دور میں محدثین عالی سند کی تلاش میں اہل علم سے علم حاصل کرنے کے لیے اسفار کرتے رہے ہیں اور پھر جب یہ اسلام کی کرنیں اور علم حدیث برصغیر پاک و ہند میں پہنچا تو یہاں بھی اس عظیم نسبت کے متلاشی پیدا ہوئے اور ایسے اہل علم کی تلاش میں اسفار کرنے لگے کہ جن کی سند عالی درجہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے ملتی ہو۔ برصغیر میں سند حدیث کا محور شخصیت حضرت العلام سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ ہیں انہی سے علم حدیث برصغیر میں پھیلا اور سب سے عالی سند انہی کی ہے۔ پھر مرور زمانہ کے ساتھ مختلف اہل علم سید صاحب سے علم حاصل کرتے رہے اور یہ سند کا سلسلہ چلتا رہا، موجودہ اکیسویں صدی میں آکر جو عالی اسناد خصوصاً پاکستان اور برصغیر میں تھیں ان میں ایک سند میرے ممدوح حضرت العلام مولانا ابو طاہر محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی سند بھی ہے۔ مولانا صاحب ایک عظیم متقی صاحب علم انسان تھے، زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیوں کہ مجلہ ہذا میں مولانا صاحب کے متعلق تفصیل سے قارئین پڑھ چکے ہیں اور مولانا صاحب کی مثالی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حیات طیبہ کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ میں صرف مولانا صاحب سے اجازۃ الروایۃ لینے والے علماء کرام کا مختصر تعارف پیش کرنا چاہوں گا۔

ویسے تو مولانا صاحب عظیم مبلغ عالم با عمل اور مشفق استاذ اور محسن و مربی تھے اور بہت سارے لوگوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ اختیار کیا اور آپ سے کسب فیض کیا اور بہت سارے اہل علم حضرات نے آپ سے اجازۃ الروایۃ لی کیوں کہ آپ موجودہ دور میں عالی سند کے حامل تھے اور آپ کے اور سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے، ان تمام علماء کرام کے نام تو نہیں مل سکے جنھوں نے آپ سے سند لی لیکن جن اہل علم کے متعلق معلومات مل سکیں ان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

شیخ یوسف زبیدی رحمہ اللہ سے اجازۃ الروایۃ حاصل کرنے والے چند اہل علم۔

(۱) مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوری رحمہ اللہ

مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوری رحمہ اللہ موضع عنایت پور تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور میں 1950ء کو صوفی نور محمد کے گھر پیدا ہوئے۔آپ ایک علمی شخصیت تھے۔موصوف گرامی مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع بہاول پور کے ایک طویل عرصہ امیر رہے۔حضرت سلفی صاحب رحمہ اللہ کا شمار راسخ الفکر علمائے حدیث میں ہوتا ہے۔ دیوبندی مسلک سے اہل حدیث ہوئے۔آپ کے اساتذہ حدیث میں شیخ الحدیث مولانا عبدالرزاق فاروقی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی رحمہ اللہ، مفکر اسلام پروفیسر حافظ عبداللہ بہاول پوری رحمہ اللہ، محدث العصر علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ شامل ہیں۔اپنے سفر سندھ کے دوران انہوں نے شیخ الحدیث مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ سے اجازہ حدیث حاصل کیا۔آپ کی تصنیفی خدمات بے مثال ہیں۔ چھوٹی بڑی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف وتالیفات کی تعداد 100 ہے۔۔چند ایک کے نام یہ ہیں: کیا انگوٹھے چومنا بدعت ہے، رفع الیدین، حقیقت عدم رفع الیدین، دعا بعد نماز جنازہ۔۔ایک غلطی کا ازالہ، فوز الکلام فی بحث قرات خلف الامام، مذاکرات العلمیہ بالحنفیہ، احناف کا سنت رسول سے مذاق، کنز الحقایق، مکالمہ تراویح، نئی روشنی، رفع الیدین منسوخ نہیں ہے، گستاخی رسول سے بچیے، حنفیہ کے وتر کے بارہ میں سوالات، تعزیت کے شرعی آداب، منکرین حدیث کون، مسائل کی تحقیق، حدیث ”من کان له امام“ کا تعلق، برہان الکلام فی بحث قراۃ خلف الامام، صراط مستقیم اکیڈمی کا کتمان حق وغیرہ وغیرہ حضرت مولانا مرحوم ماہنامہ علمی میگزین مجلہ ”تفہیم الاسلام“ احمد پور شرقیہ کے سرپرست تھے۔اس میگزین میں ان کے متعدد مفید تحقیقی مضامین شایع ہوئے۔ زندگی کے آخری سالوں میں ”تفسیر بیان القرآن“ کے نام سے قرآن مجید کی

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مختصر تفسیر بھی لکھ رہے تھے۔ جس کا کچھ حصہ ماہنامہ مجلہ ''تفہیم الاسلام'' میں شائع ہوتا رہا۔ شیخ محترم کچھ دن علیل رہ کر 23 دسمبر 2007ء کو نماز تہجد کی تیاری کے دوران وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے تلامذہ میں مولانا حمید اللہ خان عزیز (ایڈیٹر: مجلہ تفہیم الاسلام) مولانا محمد شعیب سلفی (بیٹا)، مولانا محمد اشفاق سلفی (سابق صدر اہل حدیث یوتھ فورس ضلع بہاول پور) کے اسماء گرامی اہم ہیں۔

(۲) مولانا محمد یاسین شاد رحمہ اللہ

مولانا محمد یاسین شاد بلدہ ملتان کے نامور عالم دین تھے۔ آپ کا تعلق جماعت غربا اہل حدیث پاکستان سے تھا۔ آپ کی علم وادب سے گہری وابستگی تھی، ممدوح گرامی کا ایک معروف تعارف ان کی قائم کردہ عظیم لائبریری موسوم بہ ''عبدالرحمان اسلامک لائبریری'' تھی۔ جہاں ہزاروں کتب ورسائل کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ حضرت مولانا رحمہ اللہ تاریخ ورجال اہل حدیث سے بہت زیادہ شغف رکھتے تھے اور زیادہ تر اسی موضوع پر مضامین ومقالات تحریر فرماتے تھے۔ آپ کے مضامین قومی اخبارات کے علاوہ جماعتی رسائل وجرائد ہفت روزہ ''اہل حدیث''، الاعتصام، پندرہ روزہ ''صحیفہ اہل حدیث'' ماہنامہ مجلہ ''تفہیم الاسلام'' میں شائع ہوتے رہے۔ یہ سب مضامین خاکسار حمید اللہ خان عزیز (ایڈیٹر: مجلہ ''تفہیم الاسلام'') نے جمع کر لئے ہیں، جلد یا بدیر ''مجلس خدام اہل حدیث پاکستان'' کی طرف سے کتابی صورت میں شائع ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔ مولانا شاد صاحب مرحوم مجلہ تفہیم الاسلام کی مجلس ادارت کے تاحیات رکن رہے۔ آپ یکم اکتوبر 1960ء کو موضع کوٹ کبیر تحصیل میلسی ضلع وہاڑی میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم دارالحدیث محمودیہ کوٹ کبیر، دارالحدیث محمدیہ ملتان، جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں حاصل کی آپ کے مشہور اساتذہ کرام میں شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالسلام فتح پوری، شیخ الحدیث مولانا سید عبدالشکور اثری، شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی، مولانا محمد علی کوٹ کبیری، حافظ محمد لکھوی بن مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے اسماء گرامی آتے ہیں۔ آپ نے کئی علماء سے اجازہ حدیث بھی حاصل کی تھی۔ جن میں ایک شیخ مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔ ان کی بیان کردہ اپنی روایت کے مطابق 1995ء کے اردگرد وہ جماعت غرباء اہل حدیث کراچی کے وفد کے ہمراہ سندھ کے دورے پر تشریف لے گئے تھے۔۔۔ اور شیخ یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دے کر اجازہ حدیث کا اعزاز حاصل کیا۔ شاد صاحب دینی تعلیم کے بعد سرکاری سکول میں معلم کی حیثیت سے پڑھاتے رہے۔ 1996ء میں بوجہ عارضہ قلب ریٹائرمنٹ لے لی۔ اور بقیہ زندگی دعوت وتبلیغ کے لئے وقف کر دی۔ آپ نے فروری 2019ء میں وفات پائی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۳) ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید رحمہ اللہ عالم اسلام کا بہت بڑا علمی سرمایہ تھے۔ بلاشبہ آپ ترجمان مسلک اہل حدیث اور عظیم فقیہ، متکلم اسلام، پیکر علم وعمل تھے۔ آپ یکم فروری 1935ء کو احمد پور شرقیہ کے ایک نواحی چک میں پیدا ہوئے۔ حصول تعلیم کا آغاز شیخ الحدیث مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ کے مدرسہ فیض الاسلام خانیوال سے کیا۔ (جو ان کے سسر بھی تھے) انہوں نے محض گیارہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پھر ملک کے مختلف دینی اداروں میں کامیابیوں اور کامرانیوں کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ بالآخر 1969ء میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخلہ لیا اور 1972ء میں جامعہ سلفیہ سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ گئے اور وہاں سے فراغت کے بعد پاکستان واپس آ کر مختلف دینی جامعات اور اداروں کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ کئی سال درس وتدریس سے منسلک رہے۔ آپ نے شیخ الحدیث مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ کے قائم کردہ علمی درسگاہ جامعہ سعیدیہ خانیوال کا اہتمام سنبھالا اور اسے بام عروج تک پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ سالہا سال تک مکتب الدعوۃ السعودیہ اسلام آباد کے چیئرمین کے عہدہ پر فائز رہے۔ اور پاکستان میں مبعوثین کے مشرف (نگران) بھی رہے۔ اسی طرح حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ فیڈرل شریعت کورٹ اسلام آباد کے فقہی مشیر بھی رہے۔ تبلیغ دین کی غرض سے انہوں نے دنیا کے تمام بڑے بڑے ممالک مثلاً: امریکہ، برطانیہ، انڈونیشیا وغیرہ کے دورے کیے۔ ڈاکٹر صاحب ہمہ جہت شخصیت تھے۔ آپ کی علمی، قرآنی، حدیثی وفقہی خدمات اسلامی تاریخ میں گراں قدر اثاثے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ کی ان خدمات کو بیان کرنے کے لئے صفحات کے صفحات درکار ہیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کا پی ایچ ڈی کا مقالہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کی تفاسیر "فتح البیان" اور "تفسیر مظہری" کا تقابلی مطالعہ پر مشتمل ہے، جو عربی زبان میں ہے اور ایک ہزار صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے شریعہ کالج مدینہ منورہ سے ڈگری کے حصول کے لئے ایک مقالہ "الاستصلاح فی الشریعۃ الاسلامیہ" لکھا۔ اسی طرح انہوں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے رسالہ "عجالہ نافعہ" کو فارسی سے عربی میں منتقل کیا اور اس پر حواشی لکھے۔ اسی طرح انہوں نے مولانا محمد داود غزنوی رحمہ اللہ کے حالات پر بھی ایک کتابچہ لکھا۔ ان کی علمی تصانیف میں بطور مثال چند ایک کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ ورنہ ان کی تمام کتب محاضرات اور رسائل وجرائد میں شائع ہونے والے سینکڑوں مضامین کی تفصیل بذات خود ایک کتاب کی متقاضی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے اساتذہ کرام میں ملکی وغیر ملکی حضرات شامل ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا علی محمد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سعیدی، شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، شیخ الحدیث مولانا حافظ عبداللہ بڈھیمالوی، شیخ الحدیث مولانا ثناء اللہ ہوشیارپوری، شیخ الحدیث مولانا بنیامین طور، شیخ الحدیث مولانا یوسف زبیدی، شیخ عبدالمحسن العباد، شیخ عطیہ سالم، شیخ ابوبکر جابر الجزائری، ڈاکٹر حمود الوائلی رحمہم اللہ جیسے مشائخ سے کسب فیض حاصل کیا ہے۔

انہوں نے عرب وعجم کی کئی علمی شخصیات سے اجازۃ الروایۃ حاصل کی۔ 2007ء میں انہوں نے مجلہ تفہیم الاسلام کو اپنے ایک خصوصی انٹرویو میں بتایا کہ انہوں نے سندھ کے جن اہل علم کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازہ حدیث حاصل کی ان میں محدث سندھ مولانا شیخ محمد حیات لاشاری اور شیخ الحدیث مولانا یوسف زبیدی رحمہما اللہ شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا قافلہ علم وعمل ابھی آگے بڑھ رہا تھا کہ 17 مارچ 2012ء کو دوشقی القلب، سفاک اور خونخوار قاتلوں نے انہیں گلہ گھونٹ کر شہید (ان شاء اللہ) کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۴) فضیلۃ الشیخ حضرت العلام مولانا محمد یونس بٹ صاحب رحمہ اللہ:

استاد محترم مولانا محمد یونس بٹ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ونور اللہ مرقدہ عوام الناس اور خصوصاً علماء کرام اور طلباء دین میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ اپنی زندگی کے آخری ایام تک خدمت قرآن وسنت میں مصروف عمل رہے۔ عظیم دینی درسگاہ اسلاف کی امانتوں کی امین جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں استاذ الحدیث، نائب شیخ الحدیث کے درجے پر فائز رہے اور اس کے ساتھ ساتھ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی ہی عظیم الشان جامع مسجد میں مستقل خطابت کے بھی فرائض سرانجام دیتے رہے اور اس کے ساتھ ساتھ جامعہ کے مالی معاملات اور وفاق المدارس السلفیہ کے بھی ذمہ دار رہے اور ایک پرمسعود زندگی گزار کر اس فانی دنیا سے رخصت ہو گئے اور اپنے پیچھے تبلیغی اور تدریسی ایک عظیم صدقہ جاریہ چھوڑ گئے اور ہزاروں طلباء قرآن وسنت تا قیامت آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ آپ رحمہ اللہ جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص بھی بہت بار تشریف لائے اور تحدیث نعمت کے طور پر بتاتا چلوں کہ بٹ صاحب رحمہ اللہ راقم الحروف پر بھی بہت مشفق اور مہربان تھے اور ہمیشہ اپنی محبت اور شفقت اور محبت کے پھول نچھاور کیے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۲۰۲۰ء میں شیخ محترم اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔

(۵) فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا چوہدری محمد یٰسین ظفر صاحب حفظہ اللہ:

شیخنا المکرم حضرت مولانا چوہدری محمد یٰسین ظفر صاحب کی شخصیت بھی تعارف محتاج نہیں جماعتی اور علمی حلقوں میں آپ اپنی پہچان آپ رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے، آپ ہمہ وقت اچھے مدرس ومربی اور بہترین ناظم الامور کی صلاحیتوں سے مالا مال ہیں۔ جماعتی مسائل ہوں یا تعلیمی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حکومتی معاملات ہوں یا انتظامی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں خصوصی درک عطا فرمایا ہے، آپ عرصہ دراز سے عظیم دینی درسگاہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں پرنسپل جامعہ کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور آپ کی نگرانی میں جامعہ کی ترقی کو چار چاند لگ گئے ہیں اور اندرون اور بیرون ممالک میں جامعہ اپنی ایک الگ پہچان رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وفاق المدارس السّلفیہ فیصل آباد کے موجودہ صدر بھی آپ ہی ہیں اور آپ نہایت خوش اسلوبی سے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں اور دین حنیف کی خدمت اور طلباء وعلماء کی خدمت میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول ومنظور فرمائے۔ آمین

(۶) فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی حفظہ اللہ:

استاذ گرامی قدر فاروق الرحمٰن یزدانی حفظہ اللہ جو حنفی مسلک سے متبع قرآن وسنت بنے تھے ایک علمی قدآور شخصیت ہیں بیک وقت بہترین مدرس ومبلغ ومقرر اور قلم وقرطاس کی دولت سے مال مال شخصیت ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے۔ راقم کو بھی شیخ محترم سے بہت بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے ۲۰۰۲ء سے آپ عظیم دینی درسگاہ جامعہ سلفیہ میں بطور مدرس خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور ۲۰۰۷ء سے جامعہ سلفیہ کے ترجمان مجلہ ''ترجمان الحدیث'' کے نائب مدیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں اور آپ کے قلم سے بکھرے ہوئے موتیوں سے قارئین ہمیشہ مستفید ہوتے رہے ہیں۔ تصنیفی میدان میں بھی آپ نے کچھ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اور مختلف عناوین پر آپ کے مضامین تو مجلہ جات کی زینت بنتے ہی رہتے ہیں۔ اور آپ تاحال جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ہی اپنی خدمات سرانجام رہے رہے ہیں۔

(۷) فضیلۃ الشیخ افتخار احمد تاج الدین الازہری:

استاذ گرامی قدر افتخار احمد صاحب ایک نامور شخصیت ہیں علمی ورفاہی اور خدمۃ الناس حلقوں میں آپ کا ایک نام ہے ابتدائی درس نظامی جامعہ بحر العلوم السّلفیہ سے مکمل کر کے جامعہ سلفیہ سے دورہ تخصص کیا اور پھر تین سال جامعہ بحر العلوم السّلفیہ میرپور خاص میں تدریس کے فرائض سرانجام دیے اور ۱۹۹۶ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے عالم اسلام کی سب سے بڑی اور عظیم معروف یونیورسٹی جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے اور وہاں سے اصول حدیث میں ایم فل کیا اور عنوان ''الوقوف علی ما فی صحیح مسلم من الموقوف'' پر ایک مقالہ تحریر کیا اور ۲۰۰۲ء میں جامعہ ازہر مصر سے سند فراغت حاصل کر کے اپنے آبائی شہر میرپور خاص تشریف لے آئے اور اپنی مادر علمی جامعہ بحر العلوم السّلفیہ میرپور خاص میں ہی بطور شیخ الحدیث خدمت سرانجام دینے لگے اور الحمد للہ کامیابی کے ساتھ تاحال جامعہ میں ہی اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ راشدی خاندان کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خدمات علمیہ کو منصۂ شہود پر لانے کا عظیم کام بھی کر رہے ہیں اور اندرون سندھ مساجد اور مدارس کی تعمیر فلاح و بہبود کے لیے بھی آپ کی کاوشیں قابل قدر ہیں۔

(۸) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحئی عابد صاحب رحمہ اللہ تعالی:

استاذ گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحئی عابد صاحب رحمہ اللہ میرے ابتدائی اساتذہ میں سے ہیں راقم کو شیخ صاحب سے مشکوۃ المصابیح کا دوسرا حصہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ہمہ وقت بہترین استاد مربی مشفق انسان تھے، علم مناظرہ اور تقریر کے دھنی تھے اور انتہائی باعمل انسان تھے ملتان سے حفظ مکمل کر کے جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے درس نظامی مکمل کیا اور پھر جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں بطور مدرس خدمت سر انجام دیتے رہے۔ بعد ازاں جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ نے آپ کو جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص میں بطور شیخ الحدیث تعینات کر دیا اور آپ نے بڑی دلجمعی کے ساتھ ۱۹۹۴ تا ۲۰۰۲ء جامعہ میں بطور شیخ الحدیث خدمت سر انجام دی۔ اس کے بعد جامعہ محمدیہ عام خاص باغ ملتان میں بطور شیخ الحدیث خدمت سر انجام دی اور ۲۰۱۹ء تک وہاں خدمت سر انجام دیتے رہے۔ اور وہیں ہارٹ اٹیک سے انتقال فرما کر اپنے ہزاروں چاہنے والوں اور طلباء کو مغموم چھوڑ گئے اللہ تعالیٰ آپ کی حسنات جمیلہ کو قبول فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین) تدریس کے ساتھ ساتھ دعوت و تبلیغ کے کام میں آپ نے بہت خدمت سر انجام دی اور جہاں بھی گئے دعوتی میدان میں ان مٹ نقوش چھوڑے، آپ کی دعوتی و تبلیغی خدمت کو لوگ آج بھی یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ (آمین)

(۹) فضیلۃ الشیخ مولانا محمد خان ملکانی حفظہ اللہ:

انتہائی سادہ اور درویش طبیعت کے مالک علم اور اہل علم سے محبت کرنے والے قلم و کتاب کے مشتاق انتہائی نفیس انسان، ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں ملکانی ضلع بدین سے حاصل کر کے جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص سے فراغت حاصل کر کے جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے دورہ تخصص کیا۔ کتابوں سے اتنا شغف تھا کہ دوران تعلیم جامعہ بحر العلوم السلفیہ کی لائبریری کے انچارج بھی رہے کچھ عرصہ شیخ العرب والعجم حضرت العلام بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے کاتب بھی رہے، جامعہ بحر العلوم السلفیہ میں کچھ عرصہ تدریس کرنے کے بعد مدرسہ شمس العلوم بدین اور گوٹھ احمد آباد تھرپارکر میں بھی بطور مدرس کام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کتابوں سے محبت کا ایک وافر حصہ آپ کو عطا کیا اور اپنے علاقے میں ایک عظیم الشان لائبریری قائم کی جو کہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اور پھر وہیں اپنے علاقے میں تاحال دین حنیف کی خدمت میں مصروف عمل ہیں مختلف رسائل میں آپ کے مضامین زینت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرطاس بنتے رہتے ہیں اور آپ کئی ایک کتابوں پر بھی کام کر چکے ہیں۔ مولانا زبیدی صاحب کے خاص شاگردوں میں سے اور سب سے پہلے جامعہ بحر العلوم السلفیہ میں انہوں نے اجازۃ بالروایۃ سند حاصل کی بلکہ اس کی طباعت میں بھی ان کا بہت اہم رول ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین

(۱۰) فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا ارشاد احمد ولد محمد شریف رحمہ اللہ:

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب رحمہ اللہ کوٹ ادو اور اڈا بہار پنجاب کے رہنے والے تھے جامعہ لاہور الاسلامیہ جامعہ رحمانیہ سے فاضل علوم اسلامیہ اور پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے تعلیم مکمل کر کے واپس پاکستان تشریف لے آئے اور اپنے علاقے میں ایک مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے اور کوٹ ادو کے معروف مشہور دینی ادارہ معہد الشرعیہ والصناعہ میں تدریس کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و تقویٰ کے ساتھ ساتھ تقریرانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا اور اہل حدیث عوام کے ساتھ ساتھ علاقے کے دیگر مسالک کے لوگ بھی آپ کی تقریر و تبلیغ سے انتہائی متاثر تھے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے جنازہ میں اہل حدیث عوام کے ساتھ ساتھ دوسرے مسالک کے لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی اور آپ کی جدائی پر تمام لوگوں کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

آپ کی وفات ایک حادثہ کی وجہ سے ہوئی تھی۔ ہوا یوں تھا کہ آپ کسی کام سے موٹر سائیکل پر نادرا کے دفتر جا رہے تھے کہ ایکسیڈنٹ ہو گیا جس کی وجہ سے آپ کی ایک ٹانگ بھی کٹ گئی۔ بعد ازاں اسی حالت میں آپ نے ایک انتہائی شاندار خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔ بعد میں اسی کٹی ہوئی ٹانگ سے انفیکشن پورے جسم میں پھیل گیا جس سے آپ کی موت واقع ہو گئی۔ اللھم اغفرله وارحمه وادخله الجنة الفردوس.

(شیخ محترم کا تعارف مولانا ارشد علی صاحب کراچی والے سے حاصل ہوا۔)

(۱۱) فضیلۃ الشیخ مولانا ارشد علی صاحب حفظہ اللہ، کراچی:

مولانا محمد ارشد علی ولد علی محمد کراچی والے تعارف محتاج نہیں۔ آپ کا تعلق نوابشاہ کے قریب ایک علاقے چک نمبر ۴ سے ہے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے سے حاصل کر کے فیصل آباد کے ایک معروف ادارے جامعہ تعلیمات اسلامیہ حکیم عبدالرحیم اشرف لیبارٹریز والے میں دینی علوم کے لیے داخلہ لیا لیکن انتظامیہ سے اختلاف کی وجہ سے اس ادارے کو چھوڑ دیا اور پھر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ نے آپ کا داخلہ جامعہ لاہور الاسلامیہ جامعہ رحمانیہ میں کروادیا اور وہیں سے تکمیل تعلیم کے بعد سعودیہ یونیورسٹی جامعہ الملک السعود الریاض میں تعلیم حاصل کی اور وہاں سے تکمیل تعلیم کے بعد واپس کراچی پاکستان تشریف لے آئے اور ۱۹۹۱ء میں پی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایف بیس میں عربی ٹیچر کے طور پر بھرتی ہو کر خدمت سرانجام دینے لگے۔ اور تا حال وہیں کراچی میں مقیم ہیں۔ دعوتی و تبلیغی میدان میں آپ نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے والد پاکستان آرمی میں تھے اور انڈیا کے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگ میں انھوں نے بنفیس نفیس شرکت کی۔

(۱۲) فضیلۃ الشیخ مولانا محمد بلال جونیجو صاحب تھرپارکر:

آپ کا تعلق تھرپارکر کے علاقے ڈونجھ سے ہے ڈونجھ کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں ایک تاریخی مناظرہ مناظرہ ڈونجھ ہوا تھا جس کی خیر و برکات سے آج مسلک اہل حدیث تھرپارکر کا سب سے بڑا مسلک ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ سے حاصل کر کے پانچ سال جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد مدرسہ دار الحدیث المحمدیہ جلال پور پیر والہ میں چلے گئے اور وہاں مولانا سلطان محمود محدث جلال پور رحمہ اللہ مولانا محمد رفیق اثری حفظہ اللہ جیسے شیوخ سے کسب فیض کیا اور وہاں سے سند فراغت حاصل کی۔ کچھ عرصہ ستیانہ بنگلہ فیصل آباد میں بھی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اپنے علاقے تھرپارکر واپس تشریف لے آئے اور تھرپار کے علاقہ احمد آباد (پیلوڑو) میں کچھ عرصہ تدریس کی، پھر اسلام کوٹ، بدین، گاہ خرچ کے اداروں میں تدریس کے فرائض سرانجام دیے اور اب اپنی مادر علمی جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص میں بطور مدرس اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(۱۳) فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبداللہ سلیم صاحب حفظہ اللہ:

مولانا عبداللہ سلیم صاحب حفظہ اللہ ان کا تعلق بھی تھرپارکر (ڈونجھ، چھاچھری) سے ہے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ سے حاصل کرنے کے بعد لیاقت کالونی حیدر آباد میں تعلیم حاصل کی اور پھر جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص میں درس نظامی کے لیے تشریف لائے اور یہیں سے سند فراغت حاصل کی اور عرصہ تقریباً ۲۳ سال سے جامعہ بحر العلوم السلفیہ میں ہی بطور مدرس اور حالیہ نائب شیخ الحدیث کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر خاص کے علاوہ ستیانہ بنگلہ فیصل آباد اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں بھی آپ نے کچھ دورہ تخصص کیے ہیں۔ ویسے تو زبیدی صاحب رحمہ اللہ سے اجازۃ الروایۃ لینے والے اور بھی بہت سارے علماء ہیں لیکن جن کے بارے میں معلومات مل سکیں وہ میں نے یہاں ذکر کر دی ہیں۔

(۱۴) مولانا امیر الدین مہر صاحب رحمہ اللہ

نام: امیر الدین مہر صاحب بھی زبیدی صاحب کے شاگردوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اجازۃ الروایۃ کی سند حاصل کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولادت: ۱۹۳۶ء

ابتدائی تعلیم: قرآن مجید ناظرہ اور سندھی پرائمری گوٹھ پیارو کھوسو ضلع جیکب آباد ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۳ء

درسِ نظامی کی تعلیم: فارسی اس دور کے مروجہ نصاب کے مطابق ۴۹۔۱۹۴۸ء

درسِ نظامی عربی: ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۷ء مدرسہ انوار العلوم۔ پیارو کھوسو تحصیل ٹھل ضلع جیکب آباد

طب یونانی کی تعلیم: (جز وقتی) فارسی و عربی کتب سے ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۶ء

عصری علوم کی تعلیم: مولوی عربی، مولوی عالم اور مولوی فاضل ۱۹۶۱ء

مولوی اور مولوی عالم میں پہلی پوزیشن اور مولوی فاضل میں دوسری پوزیشن

میٹرک سے ایم اے تک ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۱ء تک جامعہ سندھ ایم۔ اے میں پہلی پوزیشن

اور جامعہ سندھ کی طرف سے گولڈ میڈل ملا۔

تدریس: مدرسہ، ہائی اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح تک ۱۹۵۵ء سے ۲۰۰۷ء

دعوت و تبلیغ: درسِ قرآن و حدیث، خطبہ جمعہ، تقریر ۱۹۵۲ء سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے ۱۹۷۷ء تک جاری ہے

اساتذہ کرام: میانجی علی محمد لاشاریؒ، مولانا میر محمد لاشاریؒ، مولانا علی محمد کاکیپوتہؒ، مفتی ولی حسن خان ٹونکیؒ، پروفیسر سید محمد سلیمؒ، مولانا سید وصی مظہر صاحب ندوی، پروفیسر محمد یٰسین (ایم اے انگریزی۔ بنارس یونیورسٹی)

ترجمہ و تالیف و تصنیف: ان کی تعداد چالیس کے قریب ہے۔

حلقہ ارادت: حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ سے طالب علمی کے زمانہ میں اپنے استاد میانجی علی محمدؒ کے ساتھ بیعت کی۔

وفات: دسمبر ۲۰۲۰ء میں آپ کی وفات ہوگئی اور مدرسہ جامعۃ الہدیٰ میر پور خاص میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

(۱۵) محترم جناب فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم صاحب حفظہ اللہ:

استاذ گرامی قدر حافظ مسعود عالم صاحب حفظہ اللہ جن کا تعلق شرقپور پنجاب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ علم و عمل اور تقویٰ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کے والد گرامی مولانا یحییٰ شرقپوری اپنے وقت کے بہترین عالم تھے۔ تکمیل تعلیم کے بعد آپ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی میں تدریس کرتے رہے اور پھر مستقل اپنا مسکن فیصل آباد کو بنالیا اور مشہور و معروف اسلامی درسگاہ جامعہ سلفیہ میں تدریس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے فرائض سرانجام دینے لگے اور اس کے ساتھ ساتھ مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد میں بھی تشنگان علم کی پیاس بجھانے لگے اور تاحال جامعہ سلفیہ اور مرکز التربیۃ الاسلامیہ میں تدریس فرمارہے ہیں۔ اس لے علاوہ مرکز الاصلاح بونگہ بلوچاں ضلع قصور کی سرپرستی بھی فرمارہے ہیں اور پیپلز کالونی فیصل آباد میں خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ زبیدی صاحب رحمہ اللہ سے سند اجازۃ الروایۃ بھی حاصل کی اور وقتاً فوقتاً جامعہ بحر العلوم السلفیہ بھی تشریف لاتے رہے ہیں۔ راقم کو بھی شیخ محترم کے شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے اور انتہائی مشفق اور مربی صفات کے حامل ہیں۔

(۱۶) فضیلۃ الشیخ عبد العزیز علوی صاحب حفظہ اللہ

محترم المقام شیخ الحدیث عبد العزیز علوی حفظہ اللہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ پاکستان کی معروف درسگاہ جامعہ سلفیہ میں بطور شیخ الحدیث خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ ہمہ وقت بہترین مدرس، مصلح اور مربی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وعمل اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے اور ہزاروں شاگرد آپ سے کسب فیض کر چکے ہیں اور دنیا کے طول وعرض میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ صحیح مسلم کی اردو کی مشہور و معروف اور ضخیم شرح تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم تصنیف فرمائی ہے جو کہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر قارئین کی نظروں کی زینت بن چکی ہے۔ آپ نے بھی زبیدی صاحب رحمہ اللہ سے اجازۃ الروایۃ حاصل کی اور آپ بھی جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص درس بخاری کے لیے تشریف لا چکے ہیں۔

(۱۷) مولانا محمد زمان ربانی ولد محمود جونیجو حفظہ اللہ:

مولانا محمد زمان ربانی جونیجو جن کا تعلق ڈونجھ تھرپارکر سے ہے اور جامعہ بحر العلوم السلفیہ کے اولین فاضلین میں سے ہیں۔ جامعہ سے فراغت کے بعد جامعہ سلفیہ سے ایک سالہ تخصیص کیا اور "دخول الاسلام فی السند" کے عنوان پر ایک بہترین مقالہ تحریر کیا جس کے مشرف دکتور اکرم المدنی رحمہ اللہ تھے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد جامعہ بحر العلوم السلفیہ میں ہی تدریس کی ابتدا کی۔ بعد میں فضیلۃ الشیخ علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے پاس بطور کاتب خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں اپنے آبائی علاقے تھرپارکر کے علاقے اسلام کوٹ میں عظیم الشان دینی ادارے "المرکز الاسلامی" میں بطور مدیر خدمات سرانجام دیتے رہے اور تاحال اپنے علاقہ میں ہی دین حنیف کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ آپ کو بھی مولانا زبیدی رحمہ اللہ سے سند اجازہ لینے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت وغم اے ہم نفسو! وہ خواب ہیں ہم

شخصیت

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ مرحوم

(مولانا امیر الدین مہر رحمہ اللہ)

سندھ میں ابتدائی دور میں جماعت اسلامی کا وسیع پیمانے پر کام کرنے والوں میں چوہدری غلام محمد اور مولانا جان محمد بھٹو کے نام سے معروف ہیں۔ ان کے ساتھ اور ان کی معیت و رہنمائی میں کام کرنے والوں میں ایک شخصیت مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی بھی ہے۔ مولانا زبیدی رحمہ اللہ ۱۹۴۱ء میں پنجاب سے سندھ آئے اور پھر واپس نہیں گئے۔ انہوں نے یہاں آتے ہی مدرسہ کی تعلیم و تدریس اور خطبہ جمعہ دینے اور دینی دعوت کا کام شروع کر دیا تھا۔ البتہ جماعت اسلامی اور مولانا مودودیؒ سے تعارف مولوی محمد طفیل اور مولوی محمد صدیق دیہہ گھنے والوں کے ذریعے ہوا۔ غالباً یہ ۱۹۴۲ء، ۱۹۴۳ء کی بات ہے۔

راقم الحروف کا مولانا سے تعارف اور تعلق ۱۹۵۸ء سے رہا ہے۔ پھر مولانا کے ساتھ دعوتی و تحریکی کام کرنے اور مطب میں معاون و ساتھی کے طور پر ساتھ رہنے کا تعلق تین سالوں پر محیط ہے۔ اس کے بعد گاہے بگاہے مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتا رہے تا آنکہ ان کے جنازے میں اسی لگاؤ و تڑپ کی وجہ سے شرکت بھی کی۔ اس طرح جماعت کے ساتھ ان کا یہ تعلق پچاس سال پر محیط ہے۔ آج سے کوئی دو سال پہلے مولانا سے گزارش کی تھی کہ مجھے اپنی ستانوے سالہ زندگی کے حالات و واقعات تحریر کر دیں۔ مولانا مرحوم نے یہ حالات کہیں مختصر اور کہیں مفصل تحریر کر کے دیے ہیں۔ ان حالات میں تاریخ بلکہ سن تک درج نہیں ہے۔ شاید یادداشت کی کمی کی وجہ سے رہ گئے ہیں۔ اب تاریخ اور سال بتانے والا بھی کوئی نہیں رہا۔ لہٰذا مولانا نے جس طرح لکھ کر دیے ہیں اسی طرح پیش ہیں۔ مولانا کے الفاظ، ترتیب و بیان میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔ البتہ جہاں کوئی بات مجھے یاد آئی وہ بریکٹ میں درج کر دی ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کسی صاحب کو سن یا کوئی بات یاد ہے تو احقر کو ضرور اطلاع کر دیں تاکہ تصحیح کی جا سکے۔ مولانا کی یہ خودنوشت سوانح جماعت اسلامی لوئر سندھ کی تاریخ بھی واضح کرتی ہے۔ لیجیے مولانا کے الفاظ میں ان کی خودنوشت روداد پیش ہے۔

محمد یوسف، مولوی مہتاب الدین کے گھر میں ۱۹۱۰ء کے لگ بھگ گاؤں خانوالہ میں تولد ہوئے۔ مہتاب الدین کا تعلق راجپوت برادری سے تھا۔ راؤ خانوالہ سابقہ ضلع لاہور اور حال ضلع قصور میں ہے۔ یہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قصبہ رائیونڈ اور قصور کے درمیان میں واقع ہے۔ آپ کے خاندان کا آبائی پیشہ کاشتکاری و زمینداری ہے۔ مولانا محمد یوسف کے پھوپھا حکیم سردار علی صاحب معروف عالم دین اور ریاست فرید کوٹ کے شاہی حکیم تھے۔ (اب مولانا محمد یوسف کے الفاظ میں ان کی خودنوشت پڑھیے)

الحمد للہ ابتدا ہی سے دین سے وابستگی تھی۔ میں نے اسکول میں سات کلاس تک تعلیم حاصل کی۔ دینی وابستگی کی بنیاد پر اپنے اسکول کی مسجد کا میں بچہ ہونے کے باوجود خطیب تھا۔ بچپنے سے غلبہ اسلام کا جذبہ موجود تھا۔ چنانچہ پرائمری کے آخری سال یعنی پانچویں جماعت میں اپنے ایک ساتھی ہندولڑکے کو جس کا نام سوہن دال تھا مسلمان بنایا لیکن جب اس کے والدین کو پتہ چلا تو وہ بچے کو اسکول چھڑا کر لے گئے۔ اسی طرح اس زمانے میں پنجابی زبان میں ایک معروف نظم (اشعار) میں اپنے اسکول میں سنایا کرتا تھا۔ ہندو اور سکھ لڑکے شوق سے سیکھ کر والہانہ انداز میں پڑھتے تھے۔ (اس کے بول آج بھی کچھ یاد ہیں) بھاگ جہاں دے ماڑے، وِتّی بانگ نہیوں جاگدے) یعنی جس کی قسمت ہی خراب ہو وہ اذان کی آواز سننے کے باوجود بھی بیدار نہیں ہونے اور نماز کے لیے نہیں جاتے۔

سات کلاس کے بعد درس نظامیہ عربی تعلیم شروع کی مختلف مدارس میں پڑھا لیکن شوق جہاد سے تلوار بازی، نیزہ بازی (گتکا) سیکھا۔ ہمارے علاقے میں سکھوں کا ایک بڑا قصبہ تھا وہاں مسلمانوں کی کئی مساجد تھیں لیکن کسی مسجد میں سکھ اذان نہیں کہنے دیتے تھے۔ ہم نے مجاہدین کا ایک جتھہ تیار کیا وہاں قانوناً اذان کا اجرا کرایا۔ پھر اسی سال ۱۹۳۷ء میں لاہور کی مسجد شہید گنج کا مشہور واقعہ پیش آیا اس میں ۱۵۰۰ مجاہدین کے ساتھ شریک ہوا۔ ان ہر دو واقعات میں سپہ سالاری میرے ذمہ رہی۔ اس زمانے میں تلوار رکھنے پر پابندی نہیں تھی میرے پاس دو تلواریں اور بلم دار لاٹھی ہوتی تھی۔ علامہ اقبالؒ کا انتقال ۱۹۳۸ء میں ہوا۔ میں اس زمانہ میں امرتسر کے مضافات میں پڑھتا تھا۔ وہاں کی زندگی بڑی انقلابی تھی۔ پھر دلّی چلا گیا وہاں شوق جہاد میں دریائے جمنا میں تیراکی کی۔ ایک ہی سانس کے طور پر دریا پار کرنا اور پھر تیر کر واپس آنا ہوتا تھا۔

میں نے عربی کی اعلیٰ تعلیم مدرسہ زبیدیہ دہلی میں حاصل کی اور ان علماء میں سے تھے جو مولانا نذیر حسین رحمہ اللہ محدث سے صرف ایک واسطے حدیث اخذ کی۔ اس لیے کئی احباب نے مولانا سے حدیث کی سند لی۔ ان سے راقم الحروف نے بھی سند لی ہے۔ شہر دہلی میں مختلف مقامات پر طلباء کو تقاریر کے لیے طلب کیا جاتا تھا۔ میرا نام ان طلباء میں شامل ہوتا تھا۔ پھر طلباء میں تنظیم الطلباء العربیہ قائم کی میں اس کا جنرل سیکرٹری تھا۔ طب کا کورس بھی عربی کورس کے طور پر وہاں دہلی میں کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس میں عربی کلیات نفیس، قانون حمیات، قانونچہ شرح اسباب وغیرہ۔ دہلی سے واپس آنے پر تعلیم کا کام اپنے گاؤں سے شروع کیا۔ اکثر بڑے زمینداروں کے بچوں کو قرآن پڑھانا شروع کیا۔ وہی بنیاد ہے کہ آج ہمارے ہاں اہل حدیث کی تین بڑی مساجد ہیں۔ اور ایک عربی مدرسہ بھی قائم ہے۔ جب میں دہلی سے واپس آیا تو میں نے اہل حدیث کی چھوٹی سی کچی مسجد میں جمعہ پڑھانا شروع کیا۔ ہمارے گاؤں کے ایک ہندو سیٹھ تھورام جو کہ زمینداروں کے گندم کا وزن کیا کرتا تھا اس کا ایک لڑکا ہرالال میرا خطبہ جمعہ باہر کھڑے ہو کر سنا کرتا تھا۔ وہ آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا۔ وہ اسلام سے متاثر ہوا اور میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا، جس کا نام میں نے اسماعیل ذبیح رکھا۔ آج اس کے تین لڑکے فوج میں ہیں۔ وہ ضلع فیصل آباد میں رہتا ہے۔ میں اس کو سندھ لے گیا تھا وہاں اس کو اللہ تعالیٰ نے مولوی اسماعیل بنایا۔

پھر اپریل ۱۹۴۱ء بروز منگل صرف ایک سال کے لیے ایک مدرسہ میں معلم کی حیثیت سے سندھ آیا تھا لیکن واپس لوٹنا نصیب نہیں ہوا۔ سندھ میں آنے کے بعد کے کوائف طویل ہیں۔ کنری شہر ہمارے سامنے پہلے بوستان (المعروف بستاں) شہر تھا۔ کنری شہر میں صرف ایک مسجد تھی جو اس وقت بریلوی مکتب فکر کے قبضہ میں تھی۔ کنری شہر زمینی قبضہ کے لحاظ سے قادیانیوں کی بستی ہے۔ انہوں نے مختلف لوگوں کو گمراہ کرنے کا طریقہ اپنایا تھا۔ میں نے مولانا الیاس بریلویؒ کی کتاب مقدمہ قادیانی ایک درجن کی تعداد میں منگوائی اور لوگوں کو پڑھانا اور وقف کرانا شروع کیا۔ ایک معروف بریلوی عالم تھا جو کہ سامارو کے قریب سرہندی مجددی پیر اسحاق جان پیر ابراہیم جان کے استاد تھے ان کو ساتھ ملا کر سالانہ کانفرنس کرنا شروع کی۔ اس دوران قادیانیوں نے نیا حربہ اختیار کیا کہ ایک چانڈیو بلوچ مولوی عبدالحق تھا اس کو ورغلا کر لڑکیاں پیش کرنا شروع کی اور اسے قادیانی بنا کر (قادیان) لے گئے۔ بہرحال لمبا قصہ ہے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اسے ہم نے دوبارہ مسلمان کیا اور اس نے قادیانیوں کے شہر قادیان کے خوب پول کھولے۔ کنری میں جو ایک مسجد تھی وہاں جمعہ میں پڑھاتا تھا۔ وہاں میاں محمد طفیل اور میاں محمد صدیق دیھ گھنو سے جمعہ پر ملاقات ہوئی۔ میرا خطبہ سن کر وہ مجھے کہنے لگے کیا آپ نے مولانا مودودیؒ کی کتابیں پڑھی ہیں۔ میں نے بتایا کہ میں تو مولانا مودودیؒ سے واقف بھی نہیں ہوں۔ پھر انہوں نے اپنے دیہاتوں میں دعوت دی۔ میں اکثر ان دیہاتوں میں تبلیغی دورے کرتا تھا۔ اسی طرح میری ملاقات چودھری غلام محمد صاحب کراچی والوں سے ہوگئی۔ غالباً یہ پچاس کی دہائی کی ابتدا کا واقعہ ہے۔

چنانچہ چودھری صاحب مرحوم نے مجھے میر پور خاص بلایا۔ کراچی سے جناب محمود اعظم فاروقی چودھری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب اور چوہدری غلام محمد صاحب تشریف لائے جامع مسجد میر پور خاص میں تفصیلی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے جماعتی تعارف اور طریقہ وغیرہ سے روشناس کرایا میں نے اپنے جملہ کوائف ان کو بیان کیے ان کی ہدایات کے مطابق کنری میں کام شروع کیا۔ کراچی میں ۹ لوٹیا بلڈنگ آرام باغ روڈ پر ان کا مکان تھا اور وہی دفتر جماعت اسلامی تھا۔ میں اکثر وہاں جایا کرتا تھا انہوں نے مرکز میں میرا نام بھیج دیا اور ۱۹۵۰ء میں جماعت اسلامی کا رکن بنا۔ میں نے سوچا جس تحریک کو میں نے اپنایا ہے ضلعی مرکز میں بیٹھ کر کام اچھا ہوگا۔ چنانچہ کام کا آغاز بھی ضلع سے کیا۔ مولوی محمود الحسن صاحب وہیں سے ملے۔ مولوی محمود الحسن جو شیخ تاجر برادری سے تھے انہوں نے جماعت کے ساتھ پوری زندگی میر پور خاص میں گزاری۔ آخر عمر میں واپس چنیوٹ چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔

بابو عبداللہ صاحب جو پہلے جودھپور ریلوے میں ٹکٹ چیکر تھے ان کو رسالہ دینیات اور خطبات پڑھائی۔ اُدھر لاہور سے مولانا احمد علی صاحب لاہوری نے اپنے رسالہ خدام الدین میں لکھا: یا اللہ مودودیؒ ہمارا تھا مگر اب یوں ہوا اور یوں ہوا اور لوگوں کو اپنے رسالہ میں ہدایت کی مودودیؒ کی کتابیں نہ پڑھو۔ کیونکہ جو مودودی صاحب کی کتابیں پڑھتا ہے وہ ہمارے ساتھ نہیں رہتا۔ ہمارے ساتھ چند لوگوں کے متفق بننے کے بعد میر پور خاص جماعت وجود میں آ گئی۔ حافظ غلام رسول صاحب گودھروی کو پہلے متفق پھر رکن بنایا۔ عبدالرحیم خان صاحب مرحوم کئی سال امیر شہر رہے۔ قاضی سعید الدین مسعود بھی امیر شہر رہے۔ میرا تبلیغی دورے پر کنڈیاری جانا ہوا۔ وہاں شہر کنڈیاری میں حکیم مولوی عبداللہ صاحب رہتے تھے۔ پہلے میں ان سے ملنے جاتا تھا وہیں حاجی محمد صالح صاحب سے ملاقات ہوئی وہ متفق جماعت بنے۔ اسی زمانے میں قیصر خان راجڑ کے بھائی محمد حسن راجڑ سائیکل پر کالج جایا کرتے تھے۔ میرا مدینہ مسجد کے قریب مطب تھا، اکثر دواخانہ آتے جاتے ان سے ملاقات ہوتی میں نے ان کو اپنا شاگرد بنایا، قرآن مجید پڑھایا۔ اسی دوران میں نے ان سے تذکرہ کیا کہ ایک دینی مدرسہ وغیرہ بنانا چاہتا ہوں۔ اس زمانے میں زمین کا ریٹ ۵۰۰ روپے فی ایکڑ تھا۔ میں نے کہا کہ میں ۱۰۰۰ روپے فی ایکڑ تک دوں گا اپنے نزدیک کہیں زمین لے دو۔ اس نے جا کر قیصر خان اپنے بڑے بھائی سے ذکر کیا۔ اسی دن اس نے اپنی گاڑی بھیج کر مجھے گوٹھ بلایا اور زمین دینے کی پیشکش کی۔ دونوں بھائیوں کی تکرار تھی۔ محمد حسن کہتا تھا میرے استاد ہیں زمین میں دوں گا۔ قیصر خان کا اصرار تھا کہ میں بڑا ہوں زمین میں دوں گا۔ بہر حال مجھے سوا سات ایکڑ کے قریب زمین مل گئی یہ قیصر خان کے بیٹے کی تھی۔ بعد میں ۷۰ کی دہائی کی ابتداء میں لکھ کر دی۔ اسی زمانے میں حاجی محمد صالح صاحب زمین کا پتہ چلا کہ میں نے حاصل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر لی ہے تو انہوں نے تین لاکھ روپے مجھے دی کہ مدرسہ تعمیر کرو۔

ہم نے تعلیم الاسلام کے نام پر ایک ادارہ رجسٹر کرایا اور گوردوارہ بلڈنگ میں ایک اسلامی پرائمری پبلک اسکول کے نام پرائمری اسکول کھولا اور دوسرا وہ مدرسہ۔ میں نے کراچی سے چوہدری غلام محمد صاحب کی وساطت سے ان شاء اللہ خان صاحب کو جو جماعت کے رکن اور انجینئر تھے ان کو لاکر نقشہ تیار کروایا اور ایک ہائی اسکول اور ایک مدرسہ تعمیر کرایا جہاں جماعت کے کئی ایک ضلعی وصوبائی اجتماعات بھی ہوئے۔ میں ادارہ تعلیم الاسلام کا سیکرٹری اور حاجی محمد صالح صاحب صدر تھے۔ شہر کے کافی رفقاء خاص طور پر ڈاکٹر معصوم علی صاحب، چوہدری کرم علی صاحب، نصیر علی صاحب، چوہدری غلام محمد صاحب کراچی، میں محمد شوکت صاحب حیدر آباد، ایک وکیل صاحب عباسی کے نام تھے (کراچی کے) اور مولانا جان محمد بھٹو صاحب یہ سب حضرات معاونین میں شامل تھے۔ یہ لوگ میٹنگ میں بھی گاہے بگاہے آتے تھے۔ اس مدرسہ میں ہم نے محترم یوسف آفندی صاحب کو مدرسہ میں رکھا جو پہلے امیر ضلع تھے وہاں سے مدرسے میں لے آئے۔

میر پور خاص منتقل ہونے پر ۱۹۶۸ء میں پہلا امیر مجھے منتخب کیا گیا۔ مختلف ادوار میں حافظ غلام رسول گودھروی سعید الدین مسعود یا حب، عبد الرحیم خان صاحب وغیرہ وغیرہ بنتے رہے۔ تفصیلات کا ذکر طویل ہو جائے گا۔ مقامی جماعت کے بعد ضلعی جماعت وجود میں آئی تو پنجابی آبادی گوٹھوں کے علاوہ مقامی آبادی کے گوٹھوں میں حلقہ پائے متفقین تیس سے زائد تھے اور جھڈو، نوکوٹ، کنری، ڈیپلو، عمر کوٹ، میر پور خاص شہر اور مدرسۃ الاسلام یہ جماعتیں تھیں۔ ۲۵ سال تک ضلع میر پور خاص تھر پارکر نام تھا، مجھے امیر ضلع منتخب کیا گیا کافی دوروں میں مولانا جان محمد بھٹو صاحب ہمسفر ہوتے تھے، ان کے سفر کی بڑی عمدہ روداد ہے۔

میرے ۲۵ سالہ دور کے لکھنے کے لیے ایک کتاب چاہیے اس میں بڑے انقلابی واقعات بھی سامنے آئے۔ میری مارشل لاء (ایوب کے دور میں) وہاں طلبی ہوئی لیکن بہت کامیابی اللہ تعالیٰ نے عطا کی واقعہ کافی طویل ہے۔ بہت سی مہمات میں حصہ لیا۔ ۱۹۵۵ء میں جو ضلع دادو میں سیلاب آیا وہاں ریلیف کیمپ کا میں انچارج تھا۔ انہیں دنوں میرا بیٹا طاہر پیدا ہوا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں تھر ریگستانی مجاہدین کی آمد پر جماعت نے بہت کام کیا تھا۔ وہاں تمام مہاجرین کو میرے ساتھ کی وجہ سے زمین الاٹ ہوئی۔ یہاں بہت سے واقعات ہیں۔ حیدر آباد کے کریم اللہ صاحب انڈے والے رکن جماعت تھے، ان کے پاس فوج کی خوراک کا ٹھیکہ تھا۔ کھوکھرا پار میں میں نے ان کے مشورے سے فوج کے بڑے کمانڈر سے زیر زمین ملاقات کی، اوپر جنگل تھا نیچے مکان۔ ان کی ریلیف کے کاموں کے سلسلہ میں بہت سی گفتگو ہوئی اور ان سے فوجی ٹرک لے کر مختلف

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقامات پر مہاجرین کو راشن تقسیم کیا۔ پھر ہمارے کئی حلقہ ہائے متفقین تھر میں قائم ہوئے۔ چھاچھرو، ڈیپلو، ویرا واہ، نورو گوٹھ۔ تھر کے دورہ میں دو رفیق میرے ساتھ رہے ایک حاجی اسماعیل گودھروی دوسرے میر واہ گورچانی کے تھے جس کا نام علی بخش رند تھا۔ جتنا عرصہ (امیر ضلع کے فرائض) ادا کیے سندھ کی شوریٰ کا رکن رہا۔ ایک دفعہ مرکزی شوریٰ کا رکن بھی منتخب ہوا۔ سید مودودیؒ میر پور خاص تشریف لائے اور میرے گھر میں خواتین کے اجتماع کو خطاب فرمایا۔ حکومت نے ہمیں جلسہ عام کرنے کی اجازت دے کر جلسہ سے ایک دن پہلے جلسہ منسوخ کر دیا۔ میں نے فوراً ایک پمفلٹ بنام 'جلسہ ہوگا اور ضرور ہوگا' کے نام سے ۵ ہزار تعداد میں شائع کر کے میر پور خاص سے ۵ میل دور قاضی سعید الدین مسعود کے زرعی فارم پر جلسہ عام رکھا جس میں خصوصی طور پر میر علی احمد خان ٹالپر جو کہ پاکستان کے سابق وزیر دفاع بھی رہے، شامل ہوئے۔ میر پور خاص کی جماعت نے شوکت اسلام سے ایک دن منایا تھا اس کے بڑے اچھے اثرات ہوئے۔ میر گوٹھ کے میر غلام محمد صاحب ہمارے دفتر آئے شوکت اسلام ڈے سے بہت متاثر تھے۔ اخبارات میں کسی نے ایک خبر شائع کی کہ میر پور خاص جماعت اسلام میں ۵۰۰ افراد شامل ہوگئے صوبائی شوریٰ نے مجھے متفرق مقامات پر دعوتی کام کے لیے کچھ ذمہ داری ڈالی۔ چنانچہ ایک ہفتہ دادو شہر میں گزارا اور وہاں ہائی اسکولز اور کالج میں اساتذہ سے ملاقاتیں کیں، دادو شہر میں ایک صاحب حکیم دین محمد تھے، ان کی کتابوں کی دوکان تھی، خصوصی ساتھی ملے اور ایک نوجوان پنجابی برادری کے تھے جماعت کے حلقہ متفقین میں شامل ہوئے۔ دادو کا دورہ بڑا کامیاب رہا۔

پھر شہداد پور کی جماعت کمزور تھی وہاں کا دورہ کا ایک ہفتہ وہاں رہا۔ شہر میں ملاقاتوں کے دوران ایک نوجوان وکیل مرزا عبدالقدیر بیگ صاحب ایڈوکیٹ سے ملاقات ہوئی ان کی میر پور خاص کے مرزا نصیر بیگ، جن کا میڈیکل اسٹور بھی تھا، بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق تھا، ان سے رشتہ داری معلوم ہوئی ان کے پاس درس قرآن کا پروگرام بنا۔ میں نے سورۃ توبہ سے رکوع ۱۲: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ ٱنفِرُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ٱثَّاقَلْتُمْ إِلَى ٱلْأَرْضِ.....الخ﴾ مکمل رکوع کا درس دیا وہ اتنا متاثر ہوئے کہ دوسرے روز انہوں نے وکلاء کو چائے کی دعوت دی اور مجھے اس دعوت میں بلایا۔ مجھے خاص طور پر توجہ دلائی کہ جو درس آپ نے میرے ہاں دیا تھا وہی درس آج بھی دیں۔ اس دعوتی درس میں وکلاء بھی متاثر ہوئے میں اور عبدالقدیر بیگ صاحب جماعت کے حلقہ متفقین میں شامل ہوئے بعد میں انہوں نے تحریک میں کافی سرگرمی سے کام کیا۔ وہ میرے شہداد پور کے دورے سے بہت متاثر ہوا۔

شہداد پور کی جماعت کچھ کمزور تھی وہاں مولوی اسماعیل صاحب تھے جو نئے بننے والے ضلع کے امیر ضلع

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منتخب ہوئے۔ خاموش طبع تھے وہاں پر محمد الٰہی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے جماعت میں داخلہ کا اپنا واقعہ سنایا، جو طوالت کی وجہ سے حذف کر رہا ہوں، لیکن واقع عجیب ہے۔ انتخاب کے سلسلہ میں سندھ کی شوریٰ نے پیغام دیا تو پنجاب رحیم یار خان میں اپنے دو رفقاء کے ساتھ انتخاب میں کام کرنے کے لیے گیا۔ وہاں ہمارے دو نمائندے کامیاب ہوئے۔ میں نے ۱۰ دن شہر رحیم یار خان میں کام کیا۔ پھر دیہات میں ہماری ڈیوٹی لگی اور گیلانی صاحب گوہر گیلانی کے بڑے بھائی رحیم یار خان کے انچارج بن کر ہمارے بعد آئے، منظم کام ہوا۔ پھر مجھے ملتان بھیجا گیا۔ وہاں مولانا سید مودودیؒ صاحب تشریف لائے میں ان کے ساتھ لاہور چلا گیا۔ سید اسعد گیلانی صاحب اور راقم مولانا محترم کے ساتھ تھے جب ہم پتوکی پہنچے تو مولانا نے فرمایا یہاں دیکھتے ہوئے چلیں۔ یہاں مولانا داؤد غزنوی انتخاب میں کھڑے تھے، جماعت نے ان کی مدد کی تھی وہ کامیاب ہوئے۔ پھر مجھے گوجرانوالہ بھیجا گیا۔ وہاں پر مولانا اسماعیل سلفی جماعت کی حمایت پر کھڑے ہوئے تھے۔ میں وہاں کام کرنے کے بعد واپس سندھ آ گیا۔ مولانا محترم نے مجھے ملتان لاہور کے سفر کے دوران فرمایا کہ اپنا ہومیو پیتھک کا بکس لے کر ضلع میں چلے جایا کرو اور جماعت کا کام بھی ہوتا رہے چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ مولانا جان محمد بھٹو کے ساتھ تھر، ڈیپلو کا ایک ہفتہ کا دورہ تھا جہاں جلسہ کے بعد کچھ لوگ آئے، کہا کہ سنا ہے تم میں کوئی حکیم بھی ہے۔ مولانا بھٹو صاحب نے فرمایا ہاں ہے۔ وہ مجھے ایک بھٹ پر لے گئے وہاں ایک مرگی کے شدید دورہ کا ایک مریض تھا۔ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے ایک دوائی تجویز کی اور ان کو دی اس کا دورہ اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا۔ پھر وہ مریض میرے پاس چھ ماہ کے بعد میر پور خاص آیا اور مجھے ڈیپلو کا واقعہ یاد دلا کر پوچھا آپ چھ ماہ قبل ڈیپلو آئے تھے اور کسی مریض کو دیکھا تھا۔ میں نے کہا یاد ہے اس نے کہا میں وہی آدمی ہوں۔ وہ دن اور آج کا دن ہے، میں نے آپ کی وہی دوائی کھائی تھی مجھے پھر کبھی دورہ نہیں ہوا۔ سید مودودیؒ کے فرمان پر عمل کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت عطا فرمائی۔

انتخاب میں مجھے صوبائی سیٹ پر جماعت نے نامزد کیا۔ جو کہ حلقہ جیمس آباد، ڈگری، جھڈو، نوکوٹ وغیرہ پر مشتمل تھی لیکن انتخابات ہی ملتوی ہو گئے۔ قادیانیوں کے خلاف جو تحریک چلی تھی سندھ میں مولانا یوسف بنوری صاحب صدر بنائے گئے تھے۔ ضلع تھرپارکر کا صدر قادیانی مسئلہ پر معلوم کرنے کے لیے مجھے بنایا گیا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف جو تحریک ۱۹۷۷ء چلی تھی اس میں ڈاکٹر معصوم علی سیدی، حافظ محمد حیات صاحب، عبدالرحیم صاحب اور میرے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ اس وقت جو شہر کا تھانہ انچارج تھا جب اسے معلوم ہوا تو جماعت نے فیصلہ کیا کہ اگر اس طرح گرفتار ہوئے تو تحریک کون چلائے گا۔ طے ہوا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور تحریک میرے حوالے ہوئی کہ میں گرفتاری پیش نہیں کروں اور ہم باقی رفقاء روزانہ ایک ایک کے جلوس نکال کر گرفتاری دی اور میں نے یہ ذمہ داری پوری کی۔ بہرحال پورا میر پور خاص میرا شہر تھا میں روز کے دو جلوس نکلواتا تھا ایک مردوں کا دوسرا خواتین کا۔ میرے روز بیانات اخبارات میں شائع ہوتے تھے دن رات پولیس والے میری تلاش میں ہوتے تھے میں نے جماعتی حکم کے پیش نظر گرفتاری پیش نہ کی۔ اب سوال تھا کہ جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں ان کے اہل خانہ کی کفالت کیسے کی جائے تو کہیں مخصوص راستے سے کراچی پہنچا وہاں سے تعاون لاکر تمام رفقاء محبوسین کی کفالت کی گئی۔ غالباً ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو بھٹو صاحب گرفتار ہوئے ہمارے ساتھی رہا ہوگئے۔

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے تین بار حج کی سعادت عطا فرمائی، عمرے تو ماشاء اللہ بہت ہی کیے ہیں۔ تالیفات چھوٹے چھوٹے کتابچے کئی ایک شائع ہو چکے ہیں۔ پہلا پمفلٹ تقریباً ۴۰ صفحات کا رسالہ معیار صداقت کے نام پر مشتمل تھا۔ ۱۹۴۸ء کو مرزا قادیانی کے خلاف چھپا اور ایک پمفلٹ عید الاضحیٰ اور قربانی کے موضوع پر تھا، ایک نماز کے موضوع پر اور ایک فضائل رمضان کے عنوان سے شائع ہوا۔ جامعہ بحر العلوم کا نصاب بھی میں نے مرتب کیا۔ اب تک دو مدارس تعمیر کر چکا ہوں۔ مولانا ۱۱ اگست ۲۰۰۹ء کو دل کے دورے سے کراچی میں فوت ہوئے اور اپنے گاؤں میں سپرد خاک ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۹۳ سال کے لگ بھگ تھی۔ نماز جنازہ میر پور خاص اور ان کے گاؤں میں ادا ہوئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علم وعمل کے پیکر

علامہ محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ

(محمد یاسین ظفر، پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

غالباً یہ ۱۹۸۹ء موسم گرما کی بات ہے کہ جامعہ بحر العلوم میر پور خاص سندھ سے ایک وفد کے آنے کی اطلاع ملی۔ دوسرے دن حاجی نظیر حسین صاحب مرحوم کے ہمراہ یہ وفد جامعہ میں آیا۔ ان میں سے حاجی محمد اسماعیل میمن، حاجی محمد ہاشم نمایاں تھے۔ اپنے ادارے کے مسائل بیان کیے۔ اور کہا کہ اساتذہ کی شدید قلت ہے۔ لہٰذا جامعہ سلفیہ اس ضمن میں تعاون کرے۔ اور شیخ الحدیث کے علاوہ چند دیگر اساتذہ بھی فراہم کرے۔ میاں فضل حق مرحوم نے خاکسار کو سندھ جا کر حالات کا جائزہ لینے کی تاکید کی۔ لہٰذا میں خود حاجی نظیر حسین اور قاری محمد اکبر جاوید صاحب کے ہمراہ میر پور خاص سندھ گئے۔ وہاں ہمارا قیام تین چار دن رہا۔ ادارے کا جائزہ لیا۔ اساتذہ اور طلبہ سے ملاقات ہوئی۔ ضروریات کا اندازہ لگایا۔ اس میں اہم ملاقات بزرگ ترین شخصیت سے ہوئی۔ سانولا رنگ، اُبھرتے نقش لمبا قد، متین چہرہ، سفید داڑھی، کشادہ پیشانی، دھیمی آواز یہ تھے علامہ محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ جن کا سبھی بہت احترام کر رہے تھے۔ تعارف کے بعد ایک بھرپور مجلس ہوئی۔ جس میں انھوں نے سندھ آنے کے واقعات تفصیل سے بیان کیے اور خاص کر کنری میں منعقد ہونے والے سالانہ کانفرنسوں کا تفصیلی تذکرہ کیا۔ اور بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے برصغیر کے ممتاز علماء کرام کو ڈاک کارڈ پر خط لکھا اور انھیں کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ جواباً مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد اسماعیل سلفی تین دن کانفرنس میں شرکت کے لیے بذریعہ ٹرین تشریف لے آئے۔ مکمل تین دن کانفرنس میں موجود رہے۔ اور تمام علماء کرام کی تقاریر بڑے غور سے سنتے رہے۔ چونکہ کانفرنس کا موضوع ختم نبوت تھا۔ ہر روز کلیدی خطاب مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے۔ علامہ زبیدی صاحب جب یہ واقعہ سنا رہے تھے۔ اور بہت جذباتی ہو رہے تھے۔ اور ساتھ آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہے۔ فرمانے لگے ہم نے اس عہد میں کام کیا جب یہاں اہل حدیث کا نام لینا بھی جرم تھا۔ علاقے بھر میں آپ کی جدوجہد سے توحید کی دعوت عام ہوئی۔ اور مخالفت کے باوجود لوگ ہمارے قریب آ رہے تھے۔

مولانا محمد یوسف زبیدی مدرسہ زبیدیہ کے فضلاء میں سے تھے۔ بہت فہیم ذکی اور کریم النفس تھے۔ آپ نے بڑی حکمت دانائی اور بصیرت سے اس پسماندہ علاقے میں کام کیا۔ اور حالات کتنے بھی خراب ہوئے۔ مگر آپ ثابت قدم رہے۔ اور دل برداشتہ نہ ہوئے۔ مسلسل جدوجہد کرتے رہے۔ مدرسہ بحر العلوم کے قیام میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنا کردار ادا کیا اور اس کے لیے کراچی سے چندہ بھی لے کر آتے۔ مولانا محمد یوسف زبیدی صاحب رحمہ اللہ بہت شریف النفس شرافت کے پیکر اور علم وعمل کے نمونہ تھے۔ زندگی کی بنیادی سہولیات نہ ہونے کے باوجود بڑے صبر وتحمل سے کام جاری رکھا تمام مشکلات کا خندہ پیشانی سے سامنا کیا۔ اور کبھی زبان سے شکوہ نہ کیا۔ خلوص اور للّٰہیت کی دولت سے مالا مال تھے۔ دعوت دین اور اسلامی تعلیم کا کام رضا الٰہی کے لیے سرانجام دے رہے تھے۔ آپ نے جہالت کے اندھیروں میں دین کی شمع روشن کی۔ اور لوگوں کے دلوں کو نور توحید سے منور کر دیا۔ اہل علم سے بہت محبت کرنے والے تھے۔ ہمیشہ احترام سے پیش آئے اور حسن ظن سے کام لیتے۔ نوجوانوں پر بھروسہ کرتے۔ انھیں کام کرنے کی ترغیب دیتے۔ آپ کی شخصیت سے ہم بہت متاثر ہوئے۔

جامعہ بحر العلوم السلفیہ کے لیے میاں فضل حق نے تین اساتذہ کرام کی منظوری دی۔ ان میں بطور شیخ الحدیث مولانا عبدالحی عابد رحمہ اللہ کو نامزد کیا۔ جنھوں نے گیارہ سال کام کیا۔ اور علاقے بھر میں ایک نیک نامی کمائی۔ انھیں مولانا زبیدی رحمہ اللہ کی سرپرستی حاصل رہی۔ مولانا نے کنری میں بہت کام کیا۔ حاجی عبدالعزیز گل صاحب نے مولانا کی نگرانی میں طالبات کے لیے تعلیمی ادارے کے لیے زمین خریدی۔ لیکن مطلوبہ رقم پوری نہ ہو سکی۔ پریشانی میں مجھ سے رابطہ کیا اور کہنے لگے کہ اگر فلاں تاریخ تک رقم ادا نہ ہوئی تو پیشگی رقم ڈوب جائے گی۔ میں نے فیصل آباد تشریف لانے کے لیے کہا۔ بڑھاپے کے باوجود حاجی عبدالعزیز گل کو لے کر فیصل آباد تشریف لائے۔ گوجرہ سے بذریعہ فون رابطہ کیا۔ اتفاق سے جامعہ کی انتظامیہ کا اجلاس جاری تھا۔ میں نے درخواست کی کہ آپ سیدھے جامعہ میں آئیں۔ تاکہ انتظامیہ کے سامنے آپ کی مشکل رکھی جائے۔ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ میاں نعیم الرحمٰن، صوفی احمد دین مرحومین اور حاجی محمد سعید شاہین پاور لومز والوں کو جزائے خیر دے انھوں نے اسی مجلس میں مطلوبہ رقم پوری کر دی۔ یوں کنری میں طالبات کا تعلیمی ادارہ قائم ہو گیا۔ حقیقت میں مولانا زبیدی صاحب رحمہ اللہ کی خصوصی توجہ سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

مولانا زبیدی صاحب کی زندگی میں جب بھی میرپور خاص جانا ہوا۔ تو آپ سے خصوصی مجلس ہوتی۔ ایک سفر میں مولانا حافظ مسعود عالم صاحب حفظہ اللہ بھی ہمراہ تھے۔ ہم دیر تک ان سے استفادہ کرتے رہے۔ اور وہ علمی نکات بیان کرتے چلے گئے۔ آخر میں انھوں نے بخاری شریف کی چند احادیث سماعت فرمائیں۔ اور کمال شفقت سے اپنی ذاتی سند اجازۃ الروایۃ عنایت فرمائی۔ بلاشبہ مولانا اپنے وقت کے بڑے عالم باعمل تھے۔ مستجاب الدعوات دعوت دین کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور پوری زندگی تبلیغ اسلام پر صرف کر دی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد یوسف زبیدیؒ

پروفیسر مولا بخش محمدی

مولانا محمد یوسف تخلص زبیدی۔ ولد مولوی مہتاب الدین۔ سن پیدائش 1910ء مقام پیدائش گاؤں راؤخانوالہ۔ آپ کا راجپوت برادری سے تعلق تھا۔ راؤ خانوالہ ضلع قصور میں واقع ہے یہ قصبہ رائے ونڈ اور قصور کے درمیان پڑتا ہے۔ مولانا یوسف زبیدی کے آباء واجداد کا پیشہ کاشتکاری اور زمینداری تھا جو اپنے علاقے میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ مولانا زبیدی صاحب کے پھوپھا بھی اپنے وقت کے عالم دین اور بہترین حکیم بھی تھے۔ آپ ریاست فرید کوٹ کے شاہی حکیم تھے۔

مولانا زبیدی نے ایک دیندار اور باوقار گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم سات کلاس تک باقاعدہ اچھے اساتذہ سے پڑھی جن سے دین کے رنگ میں بھی اتنا رنگ گئے کہ بچپن ہی میں مسجد کی تعلیم کے دوران خطبہ جمعہ دینا شروع کر دیا جو انتہائی مؤثر ہوا کرتا تھا۔ بچپن میں پرائمری کی آخری کلاس میں تھے کہ ایک ہم کلاس ساتھی کو دلائل دے کر اسلام کی صداقت واضح کر کے مسلمان بنا دیا۔ اس واقعے سے ان کی محبت اسلام ظاہر ہوتی ہے۔ بچپن میں تبلیغ وعظ میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے سماجی برائیوں کے خلاف مجاہدانہ انداز اختیار کیا۔ سات کلاس پاس کرنے کے بعد آپ نے باقاعدہ مدرسہ میں درس نظامی شروع کر دی تعلیم کے ساتھ جہاد کے شوق سے سرشار تھے۔ تلوار بازی اور نیزہ بازی میں نمایاں مقام حاصل کر لیا۔

جب علامہ اقبالؒ کا انتقال ہوا تو اس وقت آپ امرتسر کے مضافات میں علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ جہاں لوگوں میں مذہب اسلام کی محبت اور جذبہ جہاد موجزن تھا۔ مولانا زبیدی نے دہلی میں حصول تعلیم کے دوران تیراکی میں بھی ممتاز مقام حاصل کر لیا تھا۔ دریائے جمنا میں ایک ہی سانس سے تیراکی کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ گھوڑ سواری کو بھی پسند کرتے تھے۔ مولانا صاحب نے عربی کی اعلیٰ تعلیم اور بڑی کتب کی تعلیم دہلی کے مشہور مدرسہ ''زبیدیہ'' سے حاصل کی۔ اور آپ کا شمار ان علماء عظام میں ہوتا تھا جنہوں نے مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی سے صرف ایک واسطے سے سند حدیث اخذ کی۔ مولانا زبیدی کو بھی یہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شرف حاصل ہوا۔ دہلی میں جب بھی کوئی تقریری مقابلہ ہوتا تھا تو مولانا زبیدی کی ضرور شرکت ہوتی۔ اور آپکی تقریر بڑی جامع جاندار اور ولولہ انگیز ہوا کرتی تھی۔ میں نے ان کے بڑھاپے میں جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ میں جب میں مدرسۃ الاسلام کھپرو روڈ پر پڑھتا تھا تو ان کے باقاعدہ خطبہ جمعہ سننے میرپورخاص آیا کرتا تھا ان کا خطبہ انتہائی جامع مؤثر اور مدلل ہونے کے ساتھ ان کی زبان وبیان میں ایک عجیب قسم کی کشش اور مٹھاس ہوا کرتی تھی ان کے خطاب کو سننے کے لیے دور افتادہ علاقوں سے لوگ شرکت کیا کرتے تھے۔ جیسے ان کا لب ولہجہ خوبصورت تھا ویسے تلاوت قرآن میں عجیب کشش اور شیرینی سننے کو ملتی تھی۔ چونکہ مولانا زبیدی صاحب کو جماعت اسلامی سے قربت تھی جس وجہ سے کچھ سلفی بھائیوں کو ان سے شکوہ بھی تھا لیکن مولانا زبیدی کہتے تھے کہ میں بفضل خدا سلفی العقیدہ ہوں لیکن میں اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے نظام کے نفاذ کے لیے کوشاں رہوں گا۔ لہٰذا ان کی تقریر دلپذیر میں عظمت اسلام اور نظام اسلام کے نفاذ کے لیے تڑپ کا پہلو نمایاں نظر آتا تھا۔

بہرحال مولانا زبیدی ایام طالب علمی میں انتہائی فعال رہے پھر مدارس عربیہ کی تنظیم تنظیم الطلباء العربیہ قائم ہوئی تو آپ کو جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ جس کے دوران علوم عربیہ کے لیے آپ نے بڑی جانفشانی کی۔ آپ نے طب یونانی کا کورس بھی اچھے نمبروں سے پاس کیا۔ جس کے بعد ہومیو پیتھک کے بھی بہترین ڈاکٹر بن گئے اور فی سبیل اللہ لوگوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اگر معاوضہ لیتے بھی تھے تو برائے نام۔ آپ نے عربی کلیات نفیس، قانونچہ حمیات قانونچہ شرح اسباب وغیرہ باقاعدہ حکماء سے پڑھیں تھیں۔ دہلی میں تکمیل تعلیم کے بعد آپ نے اپنے وطن واپس آ کر خدمت دین اور درس وتدریس شروع فرمائی ان کا شوق تھا کہ بڑے گھرانے کے لوگوں تک اسلامی تعلیمات پہنچائیں جس کے نتیجہ میں پھر نچلے طبقہ کے لوگوں میں بھی شوق پیدا ہوا اس طرح گھر گھر دعوت دین پہنچائی۔ اور پورے علاقے میں اہل حدیث لوگوں میں اضافہ ہوا جگہ جگہ مساجد ومدارس قائم ہو گئے۔ مولوی صاحب کے گاؤں میں ان کی تقاریر سن کر ایک نوجوان ''جواہر لال'' نے اسلام قبول کر لیا۔ جس کا پھر محمد اسماعیل ذبیح نام رکھا گیا۔ اسے اپنے ساتھ سندھ بھی لائے۔ پھر اسے علوم اسلامیہ سے آراستہ کر کے اللہ تعالیٰ نے مولوی محمد اسماعیل بنا دیا۔ ذبیح صاحب ایک مرد مجاہد تھے۔ مولانا محمد یوسف زبیدی پھر اپریل 1941ء ایک سال کے لیے سندھ تشریف لائے ایک مدرسہ میں معلم کی حیثیت سے فرائض سرانجام دینا شروع کیے پھر ان کو سندھ اتنا پسند آیا کہ یہیں کے ہی ہو کر رہ گئے۔ پھر کچھ وقت تک آپ نے کنری میں دعوت وتبلیغ کا کام بھی شروع کیا جہاں قادیانیوں کی شرارتوں کا مردانہ وار مقابلہ کر کے ان کو

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شکست فاش دی یہیں کنری میں آپ کی مولانا میاں طفیل مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ جہاں میاں صاحب آپ کا بصیرت افروز خطبہ سن کر بہت متاثر ہوئے اور میاں صاحب نے کہا کہ کاش آپ مولانا مودودی کے لٹریچر کا بھی مطالعہ کرتے۔ جس کے بعد تبلیغی سلسلہ میں کہیں آپ کی چوہدری غلام محمد سے بھی ملاقات ہوگئی یہ واقعات 1950ء کے قریب کے ہیں ویسے تو مسلکاً آپ پختہ اہل حدیث عقیدہ رکھتے تھے۔ لیکن دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں جماعت اسلامی کے ساتھ بھی خلوص سے دعوت دین پھیلانا شروع کیا پھر آپ کو جماعت کا رکن بنایا گیا۔ پھر کچھ وقت کے بعد مولانا محمد یوسف زبیدی میرپور خاص تشریف لائے جہاں قیصر خان سے سوا سات ایکڑ زمین خرید کر ایک اسلامی ادارہ بنانا شروع کیا یہ 1970ء کے قریب کا واقعہ ہے جس میں حاجی محمد صالح وسان نے اپنی جانب سے تین لاکھ کا چندہ بھی عنایت کیا۔ پھر اس پلاٹ پر بہترین پرشکوہ مسجد اور اسلامی ادارہ بنام تعلیم الاسلام رجسٹرڈ کرایا گیا جس سے پورے تھرپارکر کے لوگوں نے خوب علمی استفادہ حاصل کرکے گاؤں گاؤں تک عربی تعلیم پہنچائی الحمدللہ اسی ادارہ سے راقم الحروف نے بھی چند سال مولانا ارباب نیک محمد، مولانا حیدر علی نہڑی اور مولانا محمد حسن کے ساتھ علمی استفادہ حاصل کیا۔ جہاں پر مولانا محمد یوسف آفندی جیسا ذہین، نفیس مزاج، دینی درد رکھنے والا مردحق مدرسہ کا ناظم اعلیٰ تھا۔ جہاں مولانا یار محمد بلوچ جیسے فقہ واصول فقہ کے ماہر سے حصول تعلیم کا اعزاز حاصل کیا۔ آفندی کی نگرانی کا دور مدرسہ کا عہد شباب تھا۔ پھر جماعت اسلامی نے مولانا زبیدی کی دینی خدمات دیکھتے ہوئے ان کو ضلع تھرپارکر کا پہلا امیر مقرر کیا۔ بہرحال اس طرح تقریباً پچیس ۲۵ سال تک مولانا زبیدی خدمات دین سرانجام دیتے رہے۔ جہاں گئے وہاں چھا گئے۔

1965ء کی جنگ کے دوران جو لٹے پٹے پریشان حال لوگ بھارت کے مظالم سے ستائے ہوئے آئے تو وہاں کے کیمپ پر بھی مولانا زبیدی نے ان کی خوب خدمت کی اور مہاجرین میں راشن وغیرہ تقسیم کیا۔ مولانا یوسف زبیدی اور مولانا یوسف آفندی نے ان کے گھر جانے تک ان کی خدمت میں پیش پیش رہے۔ آپ نے دعوت دین کے سلسلہ میں دیگر علماء کرام کے ساتھ مولانا جان محمد بھٹو کے ہمراہ ضلع تھرپارکر میں ڈیپلو اور مٹھی کا بھی دورہ کیا۔ مولانا زبیدی کے ہمراہ ان کی ادویات کا بکس ہوا کرتا تھا جہاں کسی غریب ہاری، مزدور، مریض کو دیکھا وہیں فی سبیل اللہ ادویات دے دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفاء رکھی تھی۔ آپکے ساتھیوں میں مولانا جان محمد بھٹو صاحب، میاں محمد شوکت، مولانا محمد یوسف آفندی صاحب (متوفی 2002ء) ڈاکٹر معصوم علی سیدی صاحب، حافظ محمد حیات صاحب، مولوی عبدالرحیم صاحب کے علاوہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سندھ کے مایہ ناز مبلغ اور مشہور مفکر مصنف تصانیفات کثیرہ پروفیسر مولانا امیر الدین مہر جیسی قدآور شخصیات شامل تھیں۔ جن کی کتاب شخصیات سے میں نے اس مضمون کو زینت دی ہے۔ مولانا محمد یوسف زبیدی نے تین حج کیے۔ متعدد عمرے اس کے علاوہ ہیں۔ آپ عابد اور زاہد قسم کے مبلغ دین تھے۔ تصنیفات و تالیفات کے میدان میں بھی آپ نے متعدد رسائل اور کتب تحریر فرمائیں۔ جن میں ایک مقبول رسالہ کا نام ''معیار صداقت'' ہے۔ جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص کے لیے بھی آپ کی خدمات جلیلہ نا قابل فراموش ہیں۔ مختصراً انہوں نے مسلک اہل حدیث کے لیے بیش بہا خدمات سرانجام دے کر اعلاءِ کلمۃ الحق کا حق ادا کیا۔

مولانا مرحوم نے 93 سال کی عمر میں 11 اگست 2010ء کو درد دل کے باعث کراچی میں انتقال فرمایا۔ پھر ان کی نماز جنازہ میر پور خاص اور پھران کے گاؤں میں بھی ادا کی گئی۔

اے همنشیاں دل محفل ما

رفتید دے زفتید از دل ما

مولانا زبیدیؒ کو میں نے بہت قریب سے دیکھا تھا۔ وہ اپنے وقت کے مصلح اور سچے مبلغ اسلام تھے۔ آپ نے ساری زندگی دعوت حق میں صرف کر دی۔ مولانا زبیدیؒ کے خیالات میں ربط و آہنگی تحریر میں پختگی وروانی، تبلیغ ودعوت میں ایک عزم وحوصلہ تحریکی کام میں جذبہ اور لگن وطن عزیز میں نفاذ اسلام کے لیے ان کے ہاں ایک دھن سوار دکھائی دیتی تھی۔ چہرے بشرے سے آثار ذہانت ہویدا۔ اکہرا بدن۔ قدرے طویل قامت، خوبصورت خدوخال، کشادہ پیشانی بڑی آنکھوں پر موٹے شیشے والی عینک کے پیچھے جہاندیدہ روشن آنکھیں ان کی پیشانی پر تدبر وتفکر کی لہروں کا مدوجزر دکھائی دیتا تھا۔ ان کے اظہار میں بانگ پن کے ساتھ لہجہ میں ایک معصومیت اور کھنک بھی ہوتی تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نمونہ اسلاف حضرت علامہ محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ

از قلم: فاروق الرحمٰن یزدانی، جامعہ سلفیہ فیصل آباد

ستمبر ۲۰۰۴ء کی کوئی تاریخ تھی کہ جامعہ سلفیہ میں صبح کے وقت اسمبلی میں جاتے ہوئے پرنسپل جامعہ چودھری محمد یٰسین ظفر نے شیخ الحدیث مولانا محمد یونس بٹ رحمہ اللہ کو فرمایا کہ آپ کا پروگرام فائنل ہے لہٰذا آپ تیاری کریں اور ساتھ ہی فرمادیا کہ آپ کے ساتھ مولانا یزدانی کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اور پھر اپنے مخصوص انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے فرمانے لگے: ''بستہ چکن واسطے وی تے کوئی خادم نال ہونا چاہیدا اے اور اے خدمت اے مجاہد (راقم کی طرف اشارہ) کرے گا'' یعنی بڑے بزرگوں اور شیوخ کے بیگ وغیرہ اُٹھانے کے لیے بھی کوئی خادم ساتھ ہونا چاہیے لہٰذا یہ خدمت ''یزدانی'' سرانجام دے گا۔ اب مجھے کسی بات کا علم نہیں تھا کہ اس فرمان کی تشریح کیا ہے لیکن خدمت کا نام سن کر میں نے فوراً ان شاء اللہ کہہ دیا۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۴ء بروز جمعہ کو میر پور خاص سندھ میں مولانا محمد یونس بٹ صاحب کا درس بخاری ہے اور تقریر کے لیے جامعہ کی طرف سے آپ ان کے ساتھ جائیں گے تیسرے آپ کے ہم سفر حافظ محمد اکبر جاوید منصور آباد والے ہوں گے۔ آپ تیاری کریں ۲۳ ستمبر جمعرات کو آپ کی روانگی ہے۔

یاد رہے کہ جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص سندھ (قائم شدہ ۱۹۸۲ء) جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی ذیلی شاخ کے طور پر جامعہ کی سرپرستی اور تعاون سے کام کر رہا ہے۔ اس کی سالانہ تقریب بخاری کا اہتمام جامعہ سلفیہ کی طرف سے کیا جاتا ہے اس سے پہلے شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی، شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم اور فضیلۃ الشیخ چودھری محمد یٰسین ظفر، پرنسپل جامعہ سلفیہ تشریف لے جاچکے تھے اور اس سال قرعہ فال حضرت بٹ صاحب رحمہ اللہ کے نام نکلا تھا اور ان کی رفاقت کی سعادت میرے نصیب میں آئی حسب معمول پروگرام یہ ہوتا تھا کہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر درس بخاری ہوتا ہے اور اس کے بعد دو دن ہفتہ اور اتوار مختلف مقامات پر تبلیغی پروگرام ہوتے ہیں جس میں جامعہ سلفیہ سے جانے والا وفد شرکت کرتا اور پھر واپسی ہوتی۔

ان دنوں فیصل آباد سے کراچی کے لیے فیصل آباد نائٹ کوچ ہفتے میں تین دن چلا کرتی تھی اور تین دن

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہی واپس کراچی سے فیصل آباد آتی تھی اس کے بعد یہ روزانہ کی بنیاد پر روانہ ہونے لگی اور ان دنوں اس روٹ پر یہی سب سے اچھی ٹرین تھی۔

چنانچہ حضرت بٹ صاحب رحمہ اللہ کی مشاورت اور حکم سے راقم نے ۲۳ ستمبر بروز جمعرات کی تین سیٹیں بک کروائیں اور مقررہ تاریخ کو فیصل آباد سے روانہ ہو کر صبح ۲۴ ستمبر بروز جمعہ سورج کی کرنیں نمودار ہونے کے ساتھ ہی حیدر آباد پلیٹ فارم پر قدم رکھا تو مولانا محمد رفیق سلفی امیر جماعت میر پور خاص سندھ اپنے رفقاء کے ہمراہ استقبال کے لیے موجود تھا۔ ملاقات، سلام دعا اور حال احوال کے تبادلے کے بعد بغیر کسی توقف کے میر پور کے لیے روانہ ہو گئے۔ روڈ اگرچہ سنگل اور پرانا تھا لیکن سڑک کے دونوں اطراف مختلف پھلوں کے باغات منظر کو خوش نما بنائے ہوئے تھے۔ اگرچہ کئی سالوں سے کراچی آنا جانا تو تھا لیکن اندرون سندھ کا یہ پہلا سفر تھا جس کی خوشگوار یادیں اب تک مشام جاں کو معطر کیے ہوئے ہیں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت کے بعد ایک دیہات نما سے شہر میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ میر پور خاص ہے اور اس علاقے کا ضلعی ہیڈ کوارٹر بھی۔ تھوڑی دیر کے بعد گاڑی ایک کوٹھی کے دروازے پر رُکی تمام احباب گاڑیوں سے اُترے تو ایک بڑے وفد نے آگے بڑھ کر خوش آمدید کہا اور فیصل آباد سے آنے والے وفد کی آمد پر شاداں و فرحاں نظر آئے یوں سمجھیں کہ خوشی سے ان کے قدم زمین پہ نہیں ٹک رہے تھے گھر میں داخل ہوتے ہی ایک بہت وسیع اور بڑے دستر خوان سے واسطہ پڑا جس پر ہمہ قسم کے حلال مشروبات لسی پانی اور کولڈ ڈرنک کے ساتھ انواع واقسام کے کھانے جن میں صبح کے ناشتے، دوپہر اور رات کے کھانے کی تمام ڈشیں موجود تھیں حتیٰ کہ چپس، سموسے، پکوڑے بھی جو آج تک یادوں سے محو نہیں ہو سکے۔ اور اسی طرح سجا ہوا دستر خوان آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ صبح کا ناشتہ ہے یا دوپہر کا کھانا یا پھر رات کا عشائیہ۔ مگر یہ ان لوگوں کی محبت تھی کہ جس کا اظہار دستر خوان پر کیا گیا تھا۔ ناشتے میں ساتھ ساتھ حال احوال بھی چلتے رہے۔ زیادہ تر گفتگو حضرت شیخ بٹ صاحب رحمہ اللہ ہی فرماتے رہے۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر ہمیں بتایا گیا کہ آپ تینوں حضرات کے لیے مختلف مساجد میں خطبات جمعہ کا اہتمام کیا گیا ہے آپ آرام فرمائیں۔ تیاری کریں خطبے کے قریب آپ کو یہاں سے لے لیا جائے گا اور درس بخاری شریف بعد نماز عصر ہوگا۔ عصر کی نماز کے فوراً بعد راقم الحروف (فاروق الرحمن یزدانی) کا بیان ہوگا پھر جامعہ کے سالانہ امتحانات کے رزلٹ کا اعلان کیا جائے گا اور آخر میں حضرت شیخ الحدیث بٹ صاحب درس حدیث ارشاد فرمائیں گے۔ اور باقی دونوں کا پروگرام بھی بتا دیا گیا۔

خطبہ جمعہ کے لیے راقم کے حصے میں مرکزی جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ آئی یہ شہر کی مرکزی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسجد ہے اور پُر رونق علاقے بلکہ شہر کے مرکزی مقام پر واقع ہے۔ شاید پرنسپل جامعہ چودھری محمد یٰسین ظفر نے تعارف کرواتے ہوئے کوئی زیادہ ہی شفقت فرما دی کہ مجھے مرکزی مسجد میں خطبہ جمعہ کا حکم ملا۔

جب ہم خطبات جمعہ کے لیے روانہ ہوئے تو ایک بزرگ اکہرہ بدن، خوبصورت خدوخال اور مناسب قدوقامت، میٹھی زبان، آنکھوں پہ موٹے شیشوں کی عینک جن کے دونوں طرف لٹکتی ہوئی رسی اب بھی نگاہوں میں گھوم رہی ہے اور ان بزرگوں کی پھرتی اور تیزی اب بھی آنکھوں میں ہے ہمارے ہاں بعض لوگ تو بزرگوں کی عینک کو باندھنے کے لیے اس قسم کی رسی استعمال کرتے ہیں تاکہ کہیں گر کر ٹوٹ نہ جائے اور بعض لوگ یہ ڈیزائن بطور فیشن بھی بناتے ہیں اور کسی رسی یا دھاگے کی بجائے کئی قسم کے کلر کی زنجیریں استعمال کرتے ہیں اب یہ تو معلوم نہیں کہ ان بزرگوں نے یہ کیوں کیا لیکن تھا بہر حال ایسے ہی جیسے میں نے دیکھا اور بیان کر دیا۔

اب ہم ایک مسجد کے سامنے جا کر رُکے جس کا فرنٹ سرخ چپس سے بنایا گیا تھا اور بڑا خوبصورت چھوٹا سا دروازہ تھا وہ بزرگ مجھے مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ آپ نے اس مسجد میں جمعہ پڑھانا ہے۔ میں ابھی ان کا حکم سن ہی رہا تھا کہ وہ جلدی سے نیچے اُترے اور میری سائیڈ سے گاڑی کا دروازہ کھول کر فرمایا: ''جی تشریف لائیں'' سچی بات ہے کہ مجھے ان کے اس عمل سے بڑی شرمندگی ہوئی کہ یہ بزرگ ہیں اور میں ان کے مقابلے میں ایک بچہ، اور یہ اتنا اکرام کر رہے ہیں۔ اب میں نے احتراماً عرض کیا کہ ٹھیک ہے آپ تشریف لے جائیں اور دوسرے بزرگوں کو ان کے مقامات پر پہنچائیں میں خود ہی باقی معاملات کر لیتا ہوں لیکن فرمانے لگے کہ نہیں میں دیکھتا ہوں پتہ نہیں اس وقت کوئی مسجد میں ہے بھی یا نہیں۔ اب وہ بزرگ تو اپنی ذمہ داری نبھا رہے تھے یا اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے مہمانوں کی عزت افزائی کر رہے تھے لیکن مجھے ان کے بڑھاپے کو دیکھ کر یہ سب کچھ عجیب محسوس ہو رہا تھا اور اندر ہی اندر نادم بھی کہ میری وجہ سے ایک بزرگ شخص کو مشقت اُٹھانا پڑ رہی ہے۔

خیر وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو انھیں مسجد کے امام صاحب مل گئے اور آپ مجھے ان کے سپرد کر کے اگلی منزل کے لیے روانہ ہو گئے اس سے آگے یہ دلچسپ بات ہوئی کہ وہ امام مسجد گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور جامعہ بحر العلوم میں تدریس کے فرائض ادا کرنے کے ساتھ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ میں امامت کرواتے تھے۔ ان کا نام عبدالخالق تھا اور یہ گوجرانوالہ شیخ الحدیث والتفسیر حافظ محمد الیاس اثری کے مرکز الاصلاح نوشہرہ روڈ میں میرے شاگرد رہ چکے تھے کیوں کہ راقم نے ایک سال ۹۹-۱۹۹۸ء میں وہاں تدریس کی تھی اور یہ میرے انتہائی مخلص دوست اور جماعت کے معروف خطیب وکہنہ مشق استاد حافظ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبدالسلام زاہد سابق مدرس و ناظم جامعہ اسلامیہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اب ماشاء اللہ علوم اسلامی سے فراغت کے بعد خود "مولانا عبدالخالق" کی حیثیت سے ایک معروف اور بڑے جامعہ میں استاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں مزید برکتوں اور عظمتوں سے نوازے۔ (آمین) یہ کسی دوسری مسجد میں خطبہ جمعہ بھی دیتے ہیں لیکن آج اپنے استاد کے احترام میں استقبال کے لیے موجود تھے۔ آپ ذرا تصور کریں کہ کسی ایسے علاقے میں جہاں کوئی جان پہچان والا واقف کار نہ ہو اپنے علاقے، مسلک، عقیدے و نظریے بلکہ انتہائی قریبی ساتھی کا مل جانا کس قدر خوشی کا باعث ہو سکتا ہے۔ میرا بھی کچھ معاملہ اسی طرح کا ہوا۔

خیر علیک سلیک کے بعد ان کی سابقہ و موجودہ مصروفیات سے آگاہی ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہاں اندرون سندھ کوئی بزرگ ہیں جن کی سند "عالی" ہے اور میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے قریبی دور کے عالم دین ہیں تو مولانا عبدالخالق صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ بزرگ تو یہی میر پور خاص کے رہنے والے ہیں اور ان کا نام "مولانا محمد یوسف زبیدی" ہے میں نے سوال کیا کہ ان سے ملاقات کیسے ممکن ہے؟ فرمانے لگے کہ آج جامعہ بحر العلوم کی تقریب میں تشریف لائیں گے کیوں کہ آپ جامعہ بحر العلوم کے نا صرف کہ بانی ارکان میں سے ہیں بلکہ اس کی انتظامیہ کے اہم رکن بھی ہیں تو میں نے دیکھا کہ ٹھیک ہے آپ پروگرام کے دوران مجھے دکھا دیں باقی کام میں خود کر لوں گا۔

جب عصر کے بعد مجھے بتایا گیا کہ یہ بزرگ ہیں جن کا نام "مولانا محمد یوسف زبیدی" ہے تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو مجھے خطبہ جمعہ کے لیے مسجد میں چھوڑنے گئے تھے اور پھر ان کے والہانہ پن اور عزت افزائی پر حقیقت یہ ہے کہ میں پہلے سے بڑھ کر نادم و شرمندہ ہو گیا کہ پہلے تو ان کی بزرگی کی وجہ سے مجھے عجیب معلوم ہو رہا تھا لیکن اب ان کے علم و فضل، للّٰہیت، تقویٰ و پرہیز گاری کا تصور کر کے اور آپ کی تواضع، عاجزی وانکساری کو دیکھ کر تو روح کانپ گئی۔ اور آپ کی بھاری بھرکم شخصیت کی دھاک دل و دماغ میں بیٹھ گئی۔

تقریب بخاری کا پروگرام مغرب تک تھا اس کے بعد رات کو جلسہ عام تھا جس میں کراچی سے تشریف لائے ہوئے علماء و خطباء اور حافظ محمد اکبر جاوید صاحب نے خطاب فرمانا تھا۔ تو رات کو میں نے شیخ الحدیث مولانا محمد یونس بٹ رحمہ اللہ کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ ہمیں حضرت زبیدی صاحب رحمہ اللہ سے سند "اجازۃ الروایۃ" حاصل کرنی چاہیے لیکن اس کے لیے آپ کوشش کریں اور سفارش کر دیں تو مناسب رہے گا۔ بٹ صاحب رحمہ اللہ میں یہ خوبی تھی کہ آپ چھوٹوں پر شفقت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ دوسرے دن بٹ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب رحمہ اللہ نے ملاقات میں حضرت سے راقم الحروف کا تعارف کروایا اور اس خواہش کا اظہار فرمایا تو آپ کمال شفقت سے فرمانے لگے کہ آپ کا حق بنتا ہے لیکن ہم نے مکان تبدیل کیا ہے اور معلوم نہیں کہ اسناد کہاں پڑی ہیں بہر حال کوشش کروں گا کہ آپ کے جانے سے پہلے پہلے یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

اب چونکہ حضرت الشیخ اس ناچیز پر بھی مہربان تھے اور کچھ وقت ساتھ گزارنے کی وجہ سے اجنبیت میں بھی کمی آچکی تھی تو راقم نے بار بار اصرار کیا اور یاددہانی کروائی اس دوران اُمید و یاس کی کئی صورتیں بنیں اور خوشی وغم کے کئی مواقع آئے تا آنکہ ہمارے آخری پروگرام کے بعد اتوار کی رات ڈاکٹر محمد سعید مغل صاحب مرحوم کے ہاں کھانے کا پروگرام تھا اور مہمانوں کے لیے الوداعی تقریب بھی کہ استاد محترم نمونہ اسلاف علامہ محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ اپنی سند کی کاپی لائے اور اس کی فوٹو کاپیاں کروائی گئیں اور آپ نے کمال شفقت سے نام لکھ کر دستخط ثبت فرمائے تو راقم الحروف کی گذارش پر اپنی انگوٹھی سے "مہر" بھی لگائی۔ اگر چہ وہ انگوٹھی کثرت استعمال کی وجہ سے صاف ہوگئی تھی اور اس پر سے نام "گھس" گیا تھا لیکن آپ نے اپنے مہمانوں کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس موقع پر مولانا محمد یونس صاحب ؒ نے کہا کہ آپ ہم سے کچھ سننا چاہیں تو کتاب منگوا لیتے ہیں۔ لیکن حضرت الاستاذ زبیدی صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ دو دن سے آپ کو سن رہے ہیں بس یہی کافی ہے یوں اس سند کے حصول نے ہمارے اس سفر کو نا صرف یادگار بنا دیا بلکہ ہماری خوشیوں کو بھی چار چند کر دیا اب پہلے قارئین وہ سند ملاحظہ فرمائیں۔ جو حضرت زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھوں نصیب ہوئی باقی باتیں بعد میں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجازۃ الروایۃ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمدًا عبده ورسوله۔

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وبارك و سلم۔

فيقول العبد المذنب طالب الغفران ابو الطاهر يوسف الزبيدى بان الشيخ الفاضل حافظ فاروق الرحمن يزدانى بن عبداللطيف قد طلب منى الاجازة بان يروى عن الكتب الستة ، والموطا للامام مالك وكتاب الام للشافعي ومسند الامام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احمد بن حنبل و صحیح ابن خزیمة و صحیح ابن حبان و سنن البیهقی وسنن الدارقطنی والدارمی بعد ماقرا علی بعضها وسمع منی بعضها واستجاز منی بجمیعها فاجزته بان یروی عنی هذه الکتب ویقرئها ویدرسها بعد المطالعة والتحقیق لما اراه اهلها۔

وانی حصلت القراة والسماع والاجازة لهذه الکتب عن الشیخ العابد الزاهد العلامة احمد الله الدهلوی وهو عن الشیخ المحدث السید نذیر حسین الدهلوی وهو عن الشیخ الاجل الامام محمد اسحق الدهلوی وهو عن سند وقته الشاه عبدالعزیز الدهلوی وهو عن ابیه العلامة الشاه ولی الله المحدث الدهلوی رحمهم الله اجمعین وسنده معروف ومشهور عند اهل العلم بالحدیث فاوصیه بتقوی الله والمواظبة علی ذکره سبحانه وتعالٰی وان لایخاف فی الله لومة لائم ویجتنب الفواحش والمنکرات والله ولی التوفیق.

التوقیع الختم

محمد یوسف عفی عنه

سند چونکہ بہت پرانی اور فوٹو کاپی تھی تو میں نے مولانا محمد یونس بٹ رحمہ اللہ سے مشورہ کر کے اس کی نئے سرے سے کمپوزنگ کروائی اور ہم کلر پرنٹ نکلوا کر حضرت زبیدی رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیج دیے اور ساتھ ہی عرض گزار ہوا کہ آپ دوبارہ نئی سند پر اپنے دستخط فرما دیں اور مہر لگا دیں۔ ہم سے پہلے چونکہ شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی، شیخ التفسیر حافظ مسعود عالم اور فضیلۃ الشیخ چودھری محمد یٰسین ظفر حفظهم الله یہ سند حاصل کر چکے تھے۔ چنانچہ ان تینوں بزرگوں کو اس فہرست میں سرفہرست رکھ کر حضرت کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی تو آپ نے نا صرف کہ چھ اسناد اپنے دستخط مہر سے مزین کر کے ارسال فرمائیں بلکہ ساتھ ہی ایک خط میں نئی سند کے ڈیزائن وغیرہ پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد بھی خط و کتابت کے ذریعے آپ سے رابطہ رہا۔

آپ کنری ضلع تھرپارکر میں رہائش پذیر تھے ایک دفعہ کراچی سے کنری ملاقات کے لیے کئی قسم کی صعوبتیں برداشت کر کے کنری پہنچا تو وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حضرت شیخ صاحب گزشتہ رات کو حیدر آباد میں تشریف لے گئے ہیں اس کے بعد آپ نے کراچی چلے جانا ہے۔ معلوم نہیں اس وقت کہاں ہیں اور واپسی کب ہوگی چنانچہ آپ کے لیے ہدیہ سلام اور کچھ گفٹ حاجی عبدالعزیز امیر جماعت کنری کے سپرد کر کے ناکام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واپس لوٹ آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ جب کراچی سے کنری واپس تشریف لائے تو صورتحال معلوم ہونے پر رنجیدہ ہوئے اور ایک خط کے ذریعے اپنے غم و پریشانی کا اظہار فرمایا اور اس فقیر کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔

اس کے بعد موبائل فون پہ رابطہ عام ہوا تو ۲۰۰۹ء میں وفاق المدارس السلفیہ کے سالانہ امتحانات کے موقعہ پر اپنے بڑھے سے مشفق و مہربان بزرگ دوست فضیلۃ الشیخ مفتی فاروق احمد قصوری کے ساتھ پروگرام بنایا کہ حضرت سے ملاقات اور زیارت کی جائے تو رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ ان دنوں کراچی میں ہی تشریف فرما ہیں اور واپسی کی تیاری ہے چنانچہ آپ سے وقت لے کر حاضر خدمت ہوئے تو عجیب معاملہ پیش آیا کہ آپ نے ہمیں مسجد بیت المکرم گلشن اقبال کے گیٹ پر وقت دیا اب آپ دوسرے گیٹ پر ہیں تو ہم کسی دوسرے گیٹ پر پھر رابطہ کرنے پر معلوم ہوتا آپ ہمیں اپنے گیٹ کی نشاندہی کراتے تو ہم اپنے گیٹ کی اور دونوں ہی ایک دوسرے کی طرف چل پڑے۔ ہمارے پاس چونکہ موٹر سائیکل تھی اور آپ اپنے نواسے کے ساتھ پیدل۔ آپ مسجد کے اندر سے ایک گیٹ سے دوسرے گیٹ پر تشریف لاتے تو ہم باہر سڑک کے ذریعے اپنی پوزیشن بدلتے۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہونے کے بعد آپ نے حکم ارشاد فرمایا کہ اب آپ اپنی جگہ پر ٹھہریں میں وہیں آجاتا ہوں۔ چنانچہ ملاقات پر ہم دونوں ''فاروقوں'' نے انتہائی معذرت کی کہ ہماری وجہ سے آپ کو مشقت اُٹھانا پڑی لیکن آپ کے چہرے پر خفگی اور ملال کے اثرات تک نہ تھے۔ میں تو آپ کی ذرہ نوازی کا مشاہدہ پہلی ملاقات میں ہی میر پور خاص میں کر چکا تھا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے لیکن الشیخ فاروق احمد قصوری بڑے حیران ہوئے اور آپ کی عجز و انکساری کا تذکرہ آج بھی بڑے اچھے الفاظ میں کرتے ہیں۔

ملاقات کے بعد آپ ہمیں اپنے گھر تشریف لے گئے جو کہ آپ کی بیٹی کا گھر تھا اور وہیں آپ ٹھہرے ہوئے تھے۔ بڑا پر تکلف کھانا تھا لیکن ہمارے مسجد کے گیٹوں کے درمیان فاصلے کو ماپنے کی وجہ سے تاخیر پر شکوہ کناں بھی تھا اس موقعہ پر بہت سی باتیں ہوئیں اور آپ سے آپ کے حالات کے بارے میں بھی آگاہی ہوئی۔ اس موقعہ پر الشیخ فاروق احمد قصوری نے سوال کیا کہ اس عمر میں بھی آپ کی صحت ماشاء اللہ بہت اچھی ہے اس کا سبب کیا ہے؟ تو آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ پڑھ کر سنائی:

﴿وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ ؕ﴾ (الرعد: ۱۷)

''اور لیکن جو لوگوں کو نفع دیتا ہے تو وہ زمین پہ ٹھہرتا ہے۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور واقعتاً یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ نے اپنے بچپن سے ہی لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔ دنیا کے لحاظ سے بھی اور دین کے لحاظ سے بھی جس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

آپ ۱۹۱۰ء میں ''راؤ خانوالہ'' قصبہ میں پیدا ہوئے جو اس وقت ضلع لاہور میں شامل تھا۔ اور اب انتظامی طور پر ضلع قصور کے ساتھ منسلک ہے آپ راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے اور علاقے میں آپ کا گھرانہ ایک معزز شمار ہوتا تھا۔ آپ کے والد محترم مولانا مہتاب الدین ایک دیندار اور مذہبی شخصیت تھی۔ اس لحاظ سے آپ کے گھر کا ماحول بھی دینی و مذہبی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بچپن میں ہی سکولوں وغیرہ میں ہونے والے تقریری مقابلوں میں حصہ لیتے اور اسلام کی حقانیت پر گفتگو کرتے اور سکول میں بھی طلبہ کے ساتھ دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت کو واضح کرتے آپ کے انھی دلائل سے متاثر ہو کر ایک ہندو نوجوان ''جواہر لال'' نے اسلام قبول کر لیا تو اس کا نام ''محمد اسماعیل ذبیح'' رکھا گیا۔ بعد ازاں اسی محمد اسماعیل نے دینی تعلیم حاصل کر لی اور ''مولانا محمد اسماعیل ذبیح'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ نے بچپن میں ہی بعض اوقات خطبہ جمعہ دینا شروع کر دیا تھا۔ اور بچپن میں ہی آپ معاشرے میں پھیلی سماجی برائیوں کو نا صرف کہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے بلکہ ان کے خلاف جہاد بھی کرتے اور حتی الوسع ان کے خاتمے کی کوشش کرتے۔ آپ مجاہدانہ طبیعت رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے نیزہ بازی، گھڑ سواری اور تیراکی باقاعدہ سیکھی اور اس کے آپ بہت ماہر تھے اس زمانے میں یہ جنگی طریقے اور جہادی ہتھیار تھے۔

آپ نے ''مدرسہ زبیدیہ'' سے باقاعدہ طور پر علوم اسلام کی تحصیل کی اور محدث زمان مولانا احمد اللہ محدث دہلوی سے سند فراغت حاصل کی۔ اور آپ کی سند صرف اس ایک واسطے سے شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے ملتی ہے۔ اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے جو اس زمانے میں حضرت الاستاذ زبیدی رحمہ اللہ کے پاس تھا اور مجھے حضرت سے شرف ''اجازۃ'' حاصل ہے اس اعتبار سے میری سند حدیث دو واسطوں سے حضرت میاں صاحب تک پہنچتی ہے۔ فالحمدللہ علی ذالك۔

اس کے ساتھ ہی آپ رحمہ اللہ نے ''طب'' کا علم باقاعدہ طور پر حاصل کیا اور بعد ازاں ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی کے کورس بھی کیے۔ آپ کا یہ فسٹ ایڈ کی ضرورتوں سے مزین بکس ہمیشہ آپ کے ساتھ رہا۔ آپ جہاں بھی جاتے اپنے ''دواخانے'' کو ساتھ لے جاتے اور جس قسم کی ضرورت محسوس کرتے دوائی مفت میں فراہم کرتے اور ساتھ ہی اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے۔

آپ اپریل ۱۹۴۱ء کو سندھ منتقل ہوئے تھرپارکر کے پسماندہ علاقے کنری کو اپنی جدوجہد اور تبلیغی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

واصلاحی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ کنری پورے ایشیاء میں سرخ مرچ کی سب سے بڑی منڈی ہے اس لحاظ سے یہ بڑی اہمیت کا حامل شہر ہے اس علاقے میں اب بھی ہندو اور قادیانی بکثرت آباد ہیں آپ نے یہاں آتے ہی ہندومت کے مقابلہ میں اسلام کی ترویج واشاعت کی اور عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لیے قادیانیوں کی حقیقت کو آشکارا کیا اور مرزائیوں کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں سے اہل اسلام کو آگاہ کیا اس کے لیے آپ نے انفرادی تبلیغ کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے جلسے اور کانفرنسیں منعقد کیں۔ چھوٹی، بڑی کتابوں کی شکل میں تبلیغی لٹریچر تقسیم کیا اور باطل قوتوں سے مناظرے کیے۔ الغرض ہر لحاظ اور انداز سے اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ رحمہ اللہ کی غیب سے مدد فرمائی اور آپ رحمہ اللہ ہر میدان میں بفضل اللہ تعالیٰ کامیاب وکامران رہے۔

قدرت کا شاہکار:

اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد سے مجھے یاد آیا کہ چونکہ آپ رحمہ اللہ نے پورے تھرپارکر اور گردونواح میں دین اسلام کی تبلیغی واشاعت کا قصد کر لیا۔ تو آپ رحمہ اللہ نے ہر جگہ اور ہر طریقے سے اپنے ان مقاصد کی تکمیل میں اپنے تمام تر وسائل صرف کیے۔ جن دنوں آپ میرپور خاص تشریف لائے تو وہاں کوئی اہل حدیث مسجد نہ تھی آپ رحمہ اللہ نے اسٹیشن کے قریب ایک مسجد کو نماز وغیرہ کے لیے منتخب کیا وہاں ایک امام تھے جن کا نام مولانا محمد صالح تھا اور دیوبندی مسلک کے پیروکار تھے۔ آپ نے انھیں کہہ کر قرآن مجید کا درس شروع کروا دیا۔ نیتجتاً ان صاحب نے کبھی کبھار زبیدی صاحب رحمہ اللہ کو بھی درس کے لیے کہہ دینا کہ آپ بھی مولوی ہیں آپ بھی درس دیا کریں۔ یہ سلسلہ کچھ وقت تک چلتا رہا۔ اب جہاں قرآن وحدیث کا درس ہوگا وہاں تقلید جیسی ضلالت و گمراہی اور شرک وبدعات کی رسومات تو پنپ نہیں سکتیں چنانچہ لوگوں میں کچھ شعور پیدا ہوا تو انھوں نے مسائل پوچھنا شروع کیے اور پھر حضرت علامہ زبیدی کے قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین جواب ان کے عقیدے وعمل میں نمایاں تبدیلی لانا شروع ہوئے تو اسی دیوبندی مولانا صاحب نے حضرت علامہ زبیدی کی مخالفت شروع کر دی۔ حتی کہ رمضان المبارک کا مہینہ آگیا تو اس مولانا صاحب نے آٹھ تراویح کے رد اور بیس تراویح کے اثبات میں ایک رسالہ چھپوا کر نماز جمعہ کے موقعہ پر لوگوں میں تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا۔ جس پریس سے وہ رسالہ چھپا اس کا مالک حضرت زبیدی صاحب سے واقف تھا اور آپ رحمہ اللہ کا اہل حدیث ہونا بھی وہ جانتا تھا آپ کا اتفاق سے ادھر سے گزر ہوا تو اس نے کہا کہ زبیدی صاحب یہ رسالہ آپ کے خلاف چھپا ہے اور شہر میں تقسیم ہونا ہے آپ نے وہ رسالہ حاصل کیا اور فوراً اس کا جواب لکھ کر اسی پریس والے کو دیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ اس کو ایمر جنسی میں پرنٹ کر دے چنانچہ جمعہ کے دن سے پہلے پہلے آپ نے اس رسالے کا جواب تیار کر لیا جس میں آٹھ تراویح کا ثبوت حدیث مبارکہ سے بیان کر دیا اور بیس کی تردید بھی شامل کر دی نیز بیس رکعات تراویح کے جو دلائل تھے ان کی قلعی بھی کھول کر رکھ دی۔

آپ نے اپنے ساتھیوں کو وہ رسالہ دے کر ذمہ داری لگا دی کہ نماز جمعہ کے فوراً بعد فلاں فلاں جگہ پر مسجد میں کھڑے ہو کر اس کو تقسیم کرنا ہے۔ جب جمعہ کا خطبہ ہو رہا تھا تو اس دیوبندی خطیب نے بڑے زور دار الفاظ میں اپنے رسالے کا تعارف کروایا اور لوگوں سے اپیل کی کہ جاتے ہوئے باہر دروازے سے وہ رسالہ لے کر جائیں اور اسے غور سے پڑھیں وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ اسے اپنا رسالہ لانا بھول گیا۔ یوں وہ تقسیم ہونے سے بھی رہ گیا۔ جب لوگ نماز پڑھ کر باہر نکلے تو زبیدی صاحب رحمہ اللہ والا رسالہ تقسیم ہو رہا تھا جسے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنے خطیب صاحب کے حکم کے مطابق غور سے پڑھا تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب اپنے خطیب صاحب سے رابطہ کیا کہ حضرت جو کچھ آپ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے نماز کے بعد تقسیم شدہ رسالے میں تو اس کے خلاف ہے تو پھر انھیں اپنی غلطی کا احساس ہوا لیکن اس وقت تک تیر کمان سے نکل چکا تھا اور اس سے کئی لوگوں کے شکوک وشبہات دور ہو گئے اور وہ تقلیدی دلدل سے نکل کر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صراط مستقیم پر آ گئے۔

"ہوئی، نا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی امداد"

آپ رحمہ اللہ نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے علاقے میں چھوٹی بڑی کئی ایک مساجد اور تعلیمی ادارے قائم کیے جہاں قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس اور وعظ کا اہتمام کیا۔

آخر کار آپ نے فیصلہ کیا کہ کوئی ایک بڑا تعلیمی ادارہ ہونا چاہیے جس میں شعبہ حفظ وتجوید اور درس نظامی کا مکمل کورس ہو نیز اس میں طلبہ کی نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں کے لیے تربیت اور اس کا ماحول میسر ہو تاکہ اس ادارے میں داخل ہونے والا بچہ دین ودنیا کے اعتبار سے کامل علوم ومعلومات رکھتا ہو۔

چنانچہ اس سوچ میں رنگ بھرنے کے لیے آپ نے اپنے رفقاء محترم حاجی محمد اسماعیل میمن صاحب مولانا محمد رفیق صاحب، علامہ محمد رمضان رحمانی صاحب جناب ہاشم صاحب، پروفیسر عبدالعزیز صاحب، ڈاکٹر سعید احمد اور حاجی محمد سعید صاحب و دیگر احباب کے مشورے اور تعاون سے شہر کے پوش علاقے سٹیلائٹ ٹاؤن میں قطعہ اراضی حاصل کر کے اس کا سنگ بنیاد خود اپنے دست مبارک سے ۱۷، اپریل ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۱ جمادی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الثانی ۱۴۰۲ھ کو رکھا۔ آپ کے خلوص اور لگن اور آپ کے ساتھیوں کے تعاون کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ضروری تعمیر کر کے ٹھیک ایک سال بعد ۱۸، اپریل ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۵ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ کو اس کا افتتاح کر دیا اور تعلیمی سلسلہ جاری ہو گیا۔ افتتاح کے موقعہ پر شیخ العرب والعجم، محدث دیارِ سندھ حضرت علامہ پیر سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ پیر آف جھنڈا تشریف لائے۔ خطاب فرمایا اور دعائے خیر کی۔

اس ادارے کو شروع سے ہی جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی سرپرستی اور مخلص ترین انتظامیہ کے ساتھ محنتی اور قابل ترین اساتذہ کی خدمات حاصل رہیں۔ حتی کہ جامعہ سلفیہ نے اپنے بہترین استاد مولانا عبدالحی عابد رحمہ اللہ، سابق شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ ملتان (وفات ۲۶ جولائی ۲۰۱۹ء) کو بطور شیخ الحدیث وہاں بھیج دیا جنھوں نے آٹھ سال کا طویل عرصہ خدمات سرانجام دیں اور اسے اوج ثریا تک پہنچایا۔ آج ۲۲ جون ۲۰۲۰ء کو جب یہ سطور لکھی جا رہی ہیں تو اس ادارے کے قیام کو تقریباً اڑتیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس سے سینکڑوں علماء سند فراغت حاصل کر کے سندھ کے طول وعرض میں مختلف مقامات پر دین اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور ہزاروں لوگ اس سے فیض حاصل کر کے اس کی انتظامیہ اساتذہ، معاونین اور استاذی المکرم علامہ محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کے لیے صدقہ جاریہ بنے ہوئے ہیں۔

آج اس کے تعلیمی نظام کو ہمارے انتہائی مخلص ومشفق اور لوجہ اللہ محبتیں پالنے والے دوست شیخ الحدیث مولانا افتخار احمد الازہری حفظہ اللہ تعالی، متعنا اللہ بطول حیاته ودامت برکاته العالیه سنبھالے ہوئے ہیں۔ آپ اس کے شیخ الحدیث بھی ہیں اور پورے نظام کی نگرانی بھی فرماتے ہیں۔ آپ ۲۰۰۲ء سے اس ادارے کے ساتھ منسلک ہیں۔

آپ کی تشریف آوری سے جامعہ بحر العلوم کو چار چاند لگ گئے ہیں تعلیمی معیار مزید بلند تر ہونے کے ساتھ ساتھ کئی ایک ذیلی کورسز کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی حضرت شیخ الحدیث ازہری سرگرم عمل ہیں خصوصاً مجلہ بحر العلوم السّلفیہ نا صرف کہ باقاعدہ شائع ہو رہا ہے بلکہ بہت سے اہم عناوین اور کبار شخصیات پر خصوصی نمبر بھی شائع ہو چکے ہیں جو کہ ضخامت میں بھی ایک مکمل بڑی کتاب کی حیثیت رکھتے ہیں اس وقت بھی آپ ''مقالات راشدیہ'' پر کام کر رہے ہیں جس کی ۱۴ جلدیں شائع ہو کر قارئین سے داد وتحسین وصول کر چکی ہیں۔ جو ازہری صاحب کی محنت، خلوص، علم وفضل اور مسلکی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ نیز حضرت پیر راشدی رحمہ اللہ کی تفسیر، ''بدیع التفاسیر'' پر بھی کام ہو رہا ہے اور اس کو سندھی زبان سے اُردو کے قالب میں ڈھال رہے ہیں اللہ کرے یہ علمی سرمایہ بھی جلد عوام کے ہاتھوں میں آئے اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلق کثیر کی ہدایت کا سامان ہو۔ ان شاء اللہ۔

عرض یہ کرنا مقصود ہے کہ وہ پودا جس کو علامہ زبیدی رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھوں سینچا تھا آج وہ ماشاء اللہ تناور درخت بن چکا ہے اور خوب پھل پھول دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے زبیدی صاحب اور ان کے رفقاء وتمام معاونین اور اساتذہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ (آمین ثم آمین)

علامہ زبیدی رحمہ اللہ اپنی زندگی کی بھرپور ۹۳ بہاریں گزار کر ۱۱، اگست ۲۰۱۰ء کو ہارٹ اٹیک سے کراچی میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے جسد خاکی کو کراچی سے میرپور خاص لایا گیا اور آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی بعد ازاں کنری لے جایا گیا اور دوسری نماز جنازہ کے بعد علم وعمل کے اس مجسمے، خلوص وللہیت کے پیکر اور حرکت وجہد مسلسل کے استعارے کو سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه وادخله جنة الفردوس

فاروق الرحمٰن یزدانی

میرپور شاہ کوٹ

۲۲-۶-۲۰۲۰

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ

محمد اسماعیل میمن صاحب، مہتمم جامعہ بحر العلوم السّلفیہ

میری پیدائش شہر ڈیپلو کی ہے۔ ہمارا گھرانہ مذہبی تھا۔ میرے والد محترم جب میں ۹ یا ۸ سال کا تھا کہ وفات پا گئے۔ میرے دادا نے چھیانوے ۹۶ سال عمر پائی اور نوے سال کی عمر تک پانچ وقت نماز مسجد میں باجماعت ادا کرتا تھے۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو میں نے ہمارے گھرانے کو دیوبندی طریقے پر نماز ادا کرتے دیکھا تو میں نے بھی وہی طریقہ اپنایا۔ ہمارے شہر ڈیپلو میں مولانا عمر جونیجو صاحب ہماری مسجد میں دیوبندی طریقے سے نماز پڑھاتے تھے۔ اچانک انھوں نے اہل حدیث طریقے کو اپنایا اور اپنے مسجد کے نمازیوں کو بھی اہل حدیث طریقے پر نماز پڑھانا شروع کر دیا۔ تراویح نماز بھی آٹھ رکعت پڑھاتے تھے۔ اہل حدیث طریقہ کچھ تکراری ہو گیا تھا۔

میں نے سال ۱۹۶۱ء میں ڈیپلو میں پکا گھر بنوایا۔ میری والدہ صاحبہ نے مجھے کہا کہ وہ مطمئن نہیں ہوئی ہے کہ حج کرنے سے پہلے مکان بنایا جائے۔ پہلے حج کرنا چاہیے تھا۔ مجھے بھی یہ صحیح لگا تو میں نے اسی سال ہی اپنی والدہ صاحبہ اور بیوی کے ساتھ حج کا فارم بھر دیا۔ قرعہ اندازی میں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے فارم بحال ہو گئے۔

مکہ معظّمہ میں اور مسجد نبوی ﷺ میں اس وقت یعنی ۱۹۶۱ء میں رش نہیں ہوتا تھا۔ مجھے کئی مرتبہ پیش امام کے پیچھے پہلی صف میں نماز ادا کرنے کا موقعہ ملا اور میں نے رفع الیدین کرتے دیکھا۔ اس وقت سے ہی میں نے اہل حدیث طریقہ اپنایا۔ میں ۱۹۵۳ء سے ڈیپلو سے میر پور خاص شفٹ ہوا تھا اور لعل چند باغ والے علاقے میں رہائش اختیار کی۔ نماز ۱۹۶۱ء کے بعد گھر میں اہل حدیث طریقے سے پڑھتا تھا۔ اس لیے کہ اہل حدیث مسجد پڑوس میں کہیں نہیں تھی۔

۱۹۶۸ء میں لعل چند باغ والے گھر سے سٹیلائٹ ٹاؤن میں گھر بنا کر وہاں شفٹ ہو گیا۔ نماز وہاں بھی گھر میں ادا کرتا تھا چونکہ اہلحدیث مسجد وہاں بھی کہیں نہیں تھی۔ جمعہ نماز کے لیے بھی مکہ مسجد سٹیلائٹ ٹاؤن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں کبھی جامعہ مسجد اسٹیشن روڈ پر جایا کرتا تھا۔

نماز جمعہ کے لیے ادھر جانا کبھی ادھر جانا والدہ صاحبہ کو پسند نہیں آیا اور مجھے کہا کہ کوئی مسجد بنوالو۔ میرے لیے والدہ صاحبہ کا کہنا حکم سے کم نہیں تھا۔

پیشے کے لحاظ سے میں وکیل تھا۔ کیسوں کے سلسلے میں ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس آنا جانا ہوتا تھا۔ اس طرح صاحب ممدوح ملے۔ میں نے ان سے کہا کہ سٹیلائیٹ ٹاؤن میں پلاٹ مسجد بنوانے کے لیے دے دو۔ انھوں نے فوراً اسٹیلائیٹ ٹاؤن والی برانچ ۲ متعلقہ کلارک کو بلایا اور کہا کہ سیٹلائیٹ ٹاؤن کا نقشہ ساتھ لے آنا۔ نقشہ آگیا D.C صاحب نے مجھے بلاک 2 کے پلاٹ نمبر ۱۶ دکھایا اور کہا یہ لے لو مسجد بناؤ مگر ایک کمیٹی بنوالو اور درخواست دو تو میں پلاٹ منظور کردوں گا۔ دوسرے دن میں نے ایک ''محلہ کمیٹی'' بنائی اور خود میں اس کا صدر بنا۔ D.C صاحب کو اس نام سے صدر کی حیثیت سے درخواست دی اور انھوں نے مجھے کہا کہ ایک روپیہ خزانے میں جمع کر کے چالان لے آؤ۔ وہ میں نے جمع کیا اور صاحب موصوف نے مجھے وہ پلاٹ مسجد کے لیے الاٹ کر دیا۔

میں نے میرے جاننے والے ٹھیکیدار عبدالستار نامی کو بلوایا اور اس کو کہا ایک چھوٹی سی مسجد بنا دو اور کتنا خرچ آئے گا۔ یہ سال ۱۹۶۷ء تھا۔ عبدالستار نے کہا مجھے دس ہزار روپیہ دینا میں پوری بنا کر دے دوں گا۔ میں نے ایک دولت مند محمد بیگ جو کہ محلہ مسجد کمیٹی کا ممبر تھا اس سے کہا کہ ۱۰،۰۰۰ روپے میں مسجد بن رہی ہے آدھی رقم آپ دو آدھی میں دیتا ہوں۔ مسجد بن جائے گی اور نیکی کا کام ہو جائے گا۔ اس نے قبول کرلیا۔ ہم نے عبدالستار کو ۱۰،۰۰۰ روپے دیے اور اس نے قریب ایک مہینے کے اندر اندر مسجد بنوادی۔ بعد میں سال ۱۹۹۵ء میں بڑی مسجد بنوائی۔

میرے ایک عزیز حاجی الجمیل جو اس وقت مسجد محمدی اہل حدیث جھڈو میں امامت کرتا تھا انہیں کسی مولوی صاحب کے لیے کہا جو مسجد میں امامت کرا سکے تو انہوں نے مولوی عبدالرحمن صاحب کو بھیجا۔ یہ مولوی صاحب اصل سرحد صوبے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس وقت ملکانی گوٹھ میں تھے۔ مولوی صاحب نے آتے ہی مسجد شریف کا نام ''ربانی مسجد'' تجویز کیا جو ہم نے قبول کرلیا۔ نماز پنجگانہ شروع ہوگئی۔

سال ۱۹۶۸ء میں محترم محمد ہاشم نے وکالت پاس کی اور ہمارا ساتھی بن گیا۔ وہ غریب آباد علاقے میں رہائش پذیر تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں لعل چند باغ کے علاقے میں جماعت اہل حدیث میر پور خاص کو سیٹھ رتن چند نے ایک پلاٹ رعایتی پیسوں میں دیا۔ وہاں مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی۔ ایک کراچی کے جماعتی جس کا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نام خلیل الرحمٰن میمن دوزا تھا۔اس نے کافی مدد کی۔الحمدللہ مسجد میں مولوی محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی امامت میں نماز شروع ہوگئی۔

چونکہ غریب آباد والا علاقہ لعل چند باغ والی مسجد کو قریب تھا، محمد ہاشم میمن صاحب وہاں نماز کے جاتے رہے۔سال ۱۹۸۱ء میں میری والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا تھا۔۱۹۸۲ء میں مجھے خیال آیا کہ والدہ صاحبہ کے ایصال ثواب کے لیے کچھ کام کیا جائے۔اس خیال سے حضرت مولانا محمد یوسف زبیدی صاحب جو کہ صاحب علم تھے اور جماعت اہل حدیث کے امیر تھا۔انھوں نے مشورہ دیا کہ مدرسہ بنا لو تو صدقہ جاریہ ہو جائے گا۔

ہماری مسجد ربانی کے بالکل سامنے ۲۰ فٹ کے فاصلے پر پہلے ٹی سیر ۵۴۰۰ ایک فٹ کا پلاٹ خرید کیا ہوا تھا۔وہ مولوی صاحب کو دکھایا۔ان کو پلاٹ مدرسے کے لیے پسند آیا۔میں نے اس پلاٹ میں مدرسہ بنانے کے لیے میرے ساتھی محترم محمد ہاشم کو کہا کہ اپنے دوست انجینئر بشیر احمد میمن صاحب کراچی والے سے نقشہ بنوالے۔محمد ہاشم نے بغیر تاخیر کے نقشہ بنوالیا۔نقشہ علامہ زبیدی صاحب کو پسند آیا۔اسی سال ۱۹۸۲ء علامہ زبیدی صاحب نے مدرسے کا سنگ بنیاد رکھا۔اور مولوی صاحب کے نام کی تختی جامعہ کے صدر دروازہ پر ابھی بھی آویزاں ہے۔اور مدرسہ کا نام بھی آپ نے جامعہ بحر العلوم السّلفیہ رکھا۔

سال ۱۹۸۳ء میں مدرسہ کا تعلیمی سال شروع ہونے والا تھا تو استادوں کی ضرورت پیش ہونے والی تھی۔حضرت علامہ زبیدی صاحب سے استادوں کے لیے بات ہوئی تو آپ نے فرمایا: یہاں سندھ میں اساتذہ نہیں ملیں گے اور پنجاب جانا پڑے گا۔حضرت علامہ بدیع الدین سے مشورہ کیا انھوں نے بھی فرمایا کہ زبیدی صاحب کی بات صحیح ہے اور اگر کسی خط کی ضرورت پیش آئے تو مجھ سے لے جانا۔آخر زبیدی صاحب کو تکلیف دی۔ ❶ آپ جامعہ سلفیہ فیصل آباد (پنجاب) سے دو استاد لے آئے۔سال ۱۹۸۳ء سے تعلیمی سال شروع ہو گیا۔الحمدللہ جماعتی احباب بہت خوش ہوئے۔کچھ وقت کے بعد علامہ صاحب جامعہ کے لیے شیخ الحدیث مولانا عبدالحی صاحب بھی جامعہ سلفیہ سے لے آئے جو ۸ سال جامعہ میں رہے۔

حضرت علامہ زبیدی صاحب جامعہ بحر العلوم السّلفیہ کے لیے تعلیمی نصاب بھی بنایا، جس پر آج تک عمل ہو رہا ہے۔جامعہ سے زبیدی صاحب کو والہانہ لگاؤ تھا۔ہر طرح سے اس کا خیال رکھتے تھے۔اس کے بعد

❶ ابتدائی چند سال تو مولانا محمد احمد ساکت صاحب رحمہ اللہ کے زیر صدارت کام جاری و ساری رہا پھر ہر سال بڑی کلاسوں کے اضافہ کی وجہ سے ۱۹۹۰ء کو اساتذہ کی مزید ضرورت محسوس ہوئی تو زبیدی رحمہ اللہ نے پنجاب کا رخ کیا۔(الازہری)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مدرسے کی سند فراغت بنوانے کا بھی زبیدی صاحب کو خیال آیا۔ آپ نے فرمایا سندیں لاہور میں اچھی بنیں گی اس کے لیے لاہور جانا پڑے گا۔ حضرت علامہ صاحب لاہور تشریف لے گئے اور پورا ایک مہینہ وہاں گزارنے کے بعد بہت اچھی سندیں بنوالائے۔ سندیں آج تک جامعہ سے فارغ ہونے والے طلباء اور حفاظ کو دی جاتی ہیں۔ جامعہ بحر العلوم السلفیہ میں بہتری کے لیے بھی وقت بہ وقت علامہ زبیدی صاحب آتے تھے۔ اور ہمیں اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید کرتے۔

کبھی کبھی زبیدی صاحب جامعہ میں آتے، طلباء کو درس حدیث بھی دیتے اور طلبہ آپ کی پڑھائی سے بہت خوش ہوتے۔ طلباء کہتے ان کا تدریسی انداز اتنا اچھا لگتا ہے کہ ہمارے ذہنوں میں ایسے بیٹھا دیتے ہیں کہ پھر پڑھنے کو ضرورت بھی نہیں پڑتی۔

جامعہ کے کام چلانے کے لیے ایک گیارہ رکنی کمیٹی بھی آپ کے مشورہ سے بنائی تھی جس کا علامہ زبیدی صاحب کو امیر بنایا تھا اور زندگی بھر امیر رہے۔ جامعہ کی اسناد طلباء کو آپ کے دستخط سے دی جاتی تھیں۔ تقریب بخاری کے لیے جو بھی علماء آتے وہ حضرت علامہ کو سند اجازہ بالروایہ کے لیے گزارش کرتے تو مولوی صاحب سے حدیث پڑھانے کے بعد انھیں سند عطا فرماتے۔

علامہ صاحب نے ۲۰۰۹ء میں انتقال فرمایا۔ جامعہ بحر العلوم السلفیہ کے اساتذہ اور طلباء کو اور جماعت اہل حدیث کو بہت افسوس اور ملال ہوا۔ مولوی صاحب کی نماز جنازہ میں سب نے حاضری دی۔

جامعہ میں مولوی صاحب کی غیر حاضری شدت سے محسوس ہو رہی ہے دعا ہے کہ مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ہمیں مولوی صاحب کا نعم البدل شاید ملے بھی نہیں۔ دعا کرتے رہتے ہیں مولوی صاحب کا جان نشین کوئی مل جائے۔ اللھم آمین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت علامہ یوسف زبیدی رحمہ اللہ

متوفی ۲۰۱۰ء کنری ضلع عمرکوٹ

اشراف: محمد یٰسین ظفر

مقالہ نگار: سیف الرحمٰن نھڑی

نام ونسب، پیدائش، خاندانی پس منظر:

آپ کا نام محمد یوسف بن مہتاب الدین تھا اور تخلص ونسبت زبیدی تھی۔

پیدائش: مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی پیدائش ۱۹۱۰ء میں گاؤں خانوالہ سابقہ ضلع لاہور اور حالیہ ضلع قصور میں ہوئی اور یہ قصبہ رائے ونڈ اور قصور کے درمیان پڑتا ہے۔

خاندانی پس منظر:

مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ کے آباؤ واجداد کا پیشہ کاشتکاری اور زمینداری تھا جو اپنے علاقے میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور مولانا صاحب کے پھوپھا بھی اپنے وقت کے عالم دین اور بہترین حکیم بھی تھے آپ ریاست فرید کوٹ کے شاہی حکیم بھی تھے۔

تعلیمی مراحل:

الحمد للہ ابتداء ہی سے دین سے انتہائی گہری وابستگی تھی انہوں نے سات کلاس تک تعلیم حاصل کی اور اچھے اساتذہ سے پڑھی جن سے دین کے رنگ میں بھی اتنا رنگ گئے اور دینی وابستگی کی بنیاد پر ہی اسکول کا بچہ ہونے کے باوجود خطیب تھے۔

سات کلاس کے بعد درس نظامیہ عربی کی تعلیم شروع کی مختلف مدارس میں پڑھا اور اسی دوران جہاد کے شوق سے سرشار تھے تلوار بازی اور نیزہ بازی میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ اور جب علامہ اقبال کا انتقال ہوا تو اس وقت آپ رحمہ اللہ امرتسر کے مضافات میں علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ جہاں اس وقت لوگوں میں مذہب اسلام کی محبت اور جذبہ جہاد موجزن تھا مولانا زبیدی رحمہ اللہ نے دہلی میں حصول تعلیم کے دوران تیراکی میں بھی ممتاز مقام حاصل کر لیا۔ دریائے جمنا میں ایک ہی سانس سے تیراکی کیا کرتے تھے اور اس کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علاوہ گھڑ سواری کو بھی پسند کیا کرتے تھے۔

مولانا صاحب نے عربی کی اعلیٰ تعلیم اور بڑی کتب دہلی کے مشہور مدرسہ زبیدیہ سے حاصل کی اور آپ رحمہ اللہ کا شمار ان علماء عظام میں ہوتا ہے جنھوں نے مولانا سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے خاص شاگرد مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ سے صرف ایک واسطے سے سندِ حدیث اخذ کی۔ دہلی سے جب بھی کوئی تقریری مقابلہ ہوتا تھا تو مولانا زبیدی رحمہ اللہ کی ضرور شرکت ہوتی اور آپ کی تقریر بڑی جامع جاندار اور ولولہ انگیز ہوا کرتی تھی۔ بہر حال مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ ایام طالب علمی میں انتہائی فعال رہے اور طب یونانی کا کورس بھی اچھے نمبروں سے پاس کیا اور جس کے بعد ہومیو پیتھک کے بھی بہترین ڈاکٹر بن گئے آپ رحمہ اللہ نے عربی کلیات نفیس، قانون حمیات اور شرح اسباب وغیرہ باقاعدہ حکماء سے پڑھی ہیں۔

مدرسہ زبیدیہ:

اوپر ذکر کیا گیا کہ مولانا صاحب نے اعلیٰ تعلیم مدرسہ زبیدیہ سے حاصل کی۔ یہ دہلی کا ایک مشہور مدرسہ تھا جو کہ "مدرسہ زبیدیہ" کے نام سے منسوب تھا۔ یہ مدرسہ نواب گنج کی ایک مسجد میں قائم تھا جو ۱۹۴۷ء میں اُجڑ گیا لیکن کئی سال بعد پھر آباد ہوا اس کے مشہور اساتذہ میں مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ دہلی اور مولانا عبدالحنان علوی صاحب رحمہ اللہ تھے۔

اساتذہ کا تعارف، تلامذہ کا تعارف

احمد اللہ پرتاب گڑھی:

آپ رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سب سے اہم اور خاص مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی صاحب رحمہ اللہ ہیں۔

مولانا احمد اللہ بن امیر اللہ بن فقیر اللہ علماء فحول میں سے تھے ان کی ساری زندگی درس و تدریس میں گزری آپ رحمہ اللہ شیخ الکل مولانا نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے خاص شاگرد تھے۔ مدرسہ زبیدیہ کے علاوہ آپ رحمہ اللہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے بھی شیخ الحدیث رہے ہیں۔ آپ کی مشہور کتاب "القول المتین فی بیان التامین" آپ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ہے۔

اسی طرح مولانا محمد بشیر سہسوانی نے مسجد مومن والی دہلی میں فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر تقریر فرمائی آپ رحمہ اللہ نے وہ تقریر کتابی شکل میں "البرھان العجاب فی فرضیة ام الکتاب" کے نام سے چھپوائی۔

مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ کا انتقال ۱۳۶۳ھ دہلی میں ہوا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد خان محمدی حفظہ اللہ:

آپ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ایک عظیم شخصیت مولانا محمد خان محمدی (ملکانی) بھی ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۹۷۰ء میں اپنے گاؤں ولی محمد ملکانی میں ہوئی۔

آپ کے والد کا نام یوسف ہے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے پرائمری اسکول سے حاصل کی اور اس کے بعد آپ نے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے جامعہ بحر العلوم میرپور خاص گئے اور وہاں سے آپ نے درس نظامی مکمل کی اور وہاں سے ۱۹۹۲ء میں فراغت حاصل کی اور اس کے بعد مزید علم حاصل کرنے کے لیے جامعہ سلفیہ فیصل آباد آئے اور وہاں ایک سال آپ نے تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد آپ نے تدریس شروع کی پہلے دارالہدیٰ احمد آباد پیلوڑو میں پڑھایا۔ اور اس کے بعد تدریس کے لیے جامعہ شمس العلوم بدین تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے ۹ سال پڑھایا آپ جماعت کی عظیم شخصیت ہیں مختلف رسالوں میں آپ کے مضمون درج ہیں اور یہ کام تاحال جاری وساری ہے اور آپ حفظہ اللہ کی کچھ کتب جو آپ نے تصنیف کی ہیں وہ آنے والی ہیں۔ اور آپ حفظہ اللہ ایک بہترین کاتب بھی ہیں اور آپ کو ایک بڑی سعادت یہ نصیب ہوئی ہے کہ آپ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے ساتھ ایک سال تک کاتب کی حیثیت سے رہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ آپ کی ایک عظیم لائبریری مکتبہ محمدیہ اسلامیہ ملکانی شریف میں ہے اور آپ نے جماعت کی کافی خدمت کی ہے۔

تدریسی خدمات:

دہلی سے واپس آنے پر تعلیم کا کام اپنے گاؤں سے شروع کیا اکثر بڑے زمینداروں کے بچوں کو قرآن پڑھانا شروع کیا۔ یہ ہی بنیاد ہے کہ آج اس علاقہ میں اہل حدیث کی تین بڑی مساجد ہیں اور ایک عربی مدرسہ بھی قائم ہے۔

جب دہلی سے واپس آئے تو اہلحدیث کی چھوٹی سی کچی مسجد میں جمعہ پڑھانا شروع کیا اور اسی وقت گاؤں کے ہندو سیٹھ نھو رام جو کہ زمینداروں کی گندم کا وزن کیا کرتا تھا اس کا ایک لڑکا جواہر لال جو کہ باہر کھڑا ہو کر ان کا جمعہ سنا کرتا تھا۔ وہ آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا۔ وہ اسلام سے متاثر ہوا اور انہی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا جس کا نام اسماعیل ذبیح رکھا۔ اور اس کے تین لڑکے فوج میں ہیں وہ ضلع فیصل آباد رہتا ہے۔
زبیدی صاحب اسے سندھ لے گئے وہاں اللہ تعالیٰ نے اسے مولوی اسماعیل بنا دیا۔ پھر اپریل ۱۹۴۱ء میں سندھ آئے۔ پھر کنری آئے۔ کنری شہر میں صرف ایک مسجد تھی جو اس وقت بریلوی مکتب فکر کے قبضہ میں تھی یہ زمینی لحاظ سے قادیانیوں کی ایک بستی تھی۔ بہر حال کنری میں کافی وقت رہے اور اسی دوران قادیانیوں نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ تو زبیدی صاحب نے مولانا الیاس بریلوی رحمہ اللہ کی کتاب مقدمہ قادیانی ایک درجن کی تعداد میں منگوائی اور لوگوں کو پڑھانا اور واقف کرنا شروع کیا۔

علمی خدمات:

زبیدی صاحب نے کنڈیاری میں حاجی محمد صالح سے ملاقات کی اور وہ متفق جماعت بنے اسی زمانے میں قیصر خان راجڑ کے بھائی محمد حسن راجڑ سائیکل پر کالج جایا کرتے تھے۔ ان کا مدینہ مسجد کے قریب مطب تھا اکثر دواخانہ آتے جاتے انھوں نے اس کو اپنا شاگرد بنایا اور قرآن پڑھایا اسی دوران ان سے تذکرہ کیا کہ ایک دینی مدرسہ وغیرہ بنانا چاہتا ہوں اس زمانے میں زمین کا ریٹ ۵۰۰ فی ایکٹر تھا۔ انھوں نے کہا ۱۰۰۰ روپے فی ایکٹر تک دوں گا اپنے نزدیک کہیں زمین لے دو۔ اس نے جا کر قیصر خان اپنے بڑے بھائی سے ذکر کیا اسی دن اس نے اپنی گاڑی بھیج کر گوٹھ بلوایا اور زمین دینے کی پیشکش کی۔ دونوں بھائیوں کے درمیان تکرار ہوا محمد حسن کہتے تھے میرے استاد ہیں زمین میں دوں گا۔ قیصر خان کا اصرار تھا کہ بڑا میں ہوں زمین میں دوں گا۔ بہر حال سوا سات ایکڑ کے قریب زمین مل گئی یہ قیصر خان کے بیٹے کی تھی، بعد میں ۷۰ کی دہائی میں لکھ کر دی۔ زمین کا جب حاجی احمد ملاح کو پتا چلا تو انھوں نے تین لاکھ روپے بھیجے مدرسہ کی تعمیر کیلئے۔

پھر تعلیم الاسلام کے نام سے ایک ادارہ رجسٹر کرایا اور گوردوارہ بلڈنگ میں ایک پرائمری پبلک اسکول کے نام پر ایک پرائمری اسکول کھولا۔ کراچی سے چوہدری غلام محمد صاحب کی وساطت سے ان شاء اللہ خان صاحب کو لا کر نقشہ تیار کروایا۔ اور ایک ہائی سکول اور ایک مدرسہ تعمیر کروایا۔ جہاں جماعت کے کئی ایک ضلعی و صوبائی اجتماعات بھی ہوئے زبیدی صاحب ادارہ کے سیکرٹری اور حاجی محمد صالح صاحب صدر تھے۔ شہر کے کافی رفقاء خاص طور پر ڈاکٹر معصوم علی صاحب اور چوہدری کرم علی صاحب، نصیر علی صاحب، چوہدری غلام محمد صاحب کراچی، محمد شوکت صاحب حیدر آباد اور ایک وکیل صاحب عباسی نام کے تھے کراچی کے اور مولانا جان محمد بھٹو صاحب۔ یہ سب حضرات معاونین میں شامل تھے۔ یہ لوگ میٹنگ میں بھی گاہے بگاہے آتے تھے۔ اس مدرسہ میں ہم نے محمد یوسف آفندی کو مدرسہ میں رکھا جو پہلے امیر ضلع تھے وہاں سے مدرسے میں لے آئے۔

تبلیغی خدمات:

ابتداء ہی سے دین سے وابستگی تھی اسکول میں سات کلاس تک تعلیم حاصل کی لڑکپن سے ہی غلبۂ اسلام کا جذبہ موجود تھا۔ چنانچہ پرائمری کے آخری سال یعنی پانچویں جماعت میں اپنے ایک ساتھی ہندو لڑکے کو جس کا نام سوہن لال تھا مسلمان بنایا لیکن جب اس لڑکے کے والدین کو پتہ چلا تو اس لڑکے کو سکول چھڑا کر لے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ جب دہلی سے واپس آئے تو اہلحدیث کی چھوٹی سی کچی مسجد میں جمعہ پڑھانا شروع کیا تو ایک ہندو ڈرکا جمعہ سنا کرتا تھا اور وہ اس طرح مسلمان ہو گیا۔ جب کنری آئے تو وہاں پر قادیانیوں کا عروج تھا اور وہ لوگوں کو گمراہ کرتے تھے ایک معروف بریلوی عالم جو کہ سامارو کے قریب سرہندی مجددی پیر اسحاق جان پیر ابراہیم جان کے استاد تھے۔ ان کو ساتھ ملا کر سالانہ کانفرنس کرنا شروع کی۔ اس وقت قادیانیوں نے نیا حربہ استعمال کیا کہ چانڈیو بلوچ کو جس کا نام مولوی عبدالحق تھا ورغلا کر لڑکیاں پیش کرنا شروع کیں اور اسے قادیانی بنا کر قادیان لے گئے، بہر حال لمبا قصہ ہے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اسے زبیدی صاحب نے دوبارہ مسلمان بنا لیا۔ کنری میں ایک مسجد تھی وہاں جمعہ پڑھاتے تھے میاں محمد طفیل اور میاں محمد صدیق کمبو سے جمعہ پر ملاقات ہوئی خطبہ سن کر وہ مجھے کہنے لگے کیا آپ نے مولانا مودودی کی کتابیں پڑھی ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں تو مودودی سے واقف ہی نہیں ہوں لہٰذا انھوں نے اپنے دیہاتوں میں دعوت دی۔

اکثر ان دیہاتوں میں تبلیغی دورے کرتے تھے۔ ایک دفعہ تبلیغی دورے پر کنڈیاری جانا ہوا اور وہاں شہر میں حکیم مولوی عبداللہ صاحب رہتے تھے پہلے ان سے ملنے جایا کرتے تھے وہیں حاجی محمد صالح صاحب سے ملاقات ہوئی وہ متفق جماعت بنے اسی زمانے میں قیصر خان راجڑ کے بھائی محمد حسن راجڑ سائیکل پر کالج جایا کرتے تھے۔ زبیدی صاحب کا مدینہ مسجد کے قریب مطب تھا اکثر دوا خانہ آتے جاتے ان سے ملاقات ہوتی پھر ان کو اپنا شاگرد بنایا اور قرآن مجید پڑھانے لگے۔

ایک ہفتہ دادو شہر میں بھی گزارا وہاں ہائی سکولز اور کالج میں اساتذہ سے ملاقاتیں کیں شہر میں ایک حکیم صاحب دین محمد تھے ان کی کتابوں کی دکان تھی وہ خصوصی ساتھی ملے اور ایک نوجوان پنجابی برادری سے جماعت کے حلقہ متفقین میں شامل ہوئے دادو کا دورہ کیا ایک ہفتہ وہاں رہے ایک وکیل مرزا عبدالقدیر بیگ سے ملاقات ہوئی۔ ان کی میرپور خاص کے مرزا نصیر بیگ سے رشتہ داری معلوم ہوئی ان کے ہاں درس قرآن کا پروگرام بنا سورۃ توبہ ۱۲ رکوع مکمل رکوع کا درس دیا مرزا صاحب اتنا متاثر ہوئے کہ دوسرے دن انھوں نے وکلاء کو چائے کی دعوت دی اس دعوت میں زبیدی صاحب بھی بلایا اور جو درس کل دیا وہ وہاں پھر سے سنا۔ وکلاء بھی متاثر ہوئے عبدالقدیر بیگ صاحب بھی حلقہ متفقین میں شامل ہوئے بعد میں انھوں نے تحریک میں کافی سرگرمی سے کام کیا۔

تصنیفی خدمات:

مولانا صاحب کی تصنیفی خدمات میں چھوٹے چھوٹے کئی ایک کتابچے شائع ہو چکے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلا پمفلٹ تقریباً ۴۰ صفحات کا رسالہ معیار صداقت کے نام ۱۹۴۸ء کو مرزا قادیانی کے خلاف چھپا اور ایک پمفلٹ عیدالاضحیٰ اور قربانی کے موضوع پر تھا اور ایک نماز کے موضوع پر۔ ایک فضائل رمضان کے عنوان سے شائع ہوا۔ اسی طرح جامعہ بحرالعلوم السلفیہ میرپور خاص کا نصاب بھی آپ نے ہی مرتب کیا تھا۔

سماجی خدمات:

مولانا محترم (بھٹو صاحب) نے انھیں ملتان لاہور کے سفر کے دوران فرمایا کہ اپنا ہومیو پیتھک کا بکس لے کر ضلع میں چلے جایا کرو اور اس طرح جماعت کا کام بھی ہوتا رہے گا۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔

مولانا جان محمد بھٹو صاحب کے ساتھ تھرڈیپلو کا ہفتہ کا دورہ تھا جہاں جلسہ کے بعد کچھ لوگ آئے کہا کہ سنا ہے کہ تم میں سے کوئی حکیم بھی ہے کہا ہاں ہے پھر وہ انھیں ایک ٹیلہ پر لے گئے وہاں ایک مرگی کے شدید دورے کا مریض تھا۔ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے ایک دوائی تجویز کی اور ان کو دی ان کا دورہ دور ہوگیا۔

مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ کے ہمراہ ان کی ادویات کا بکس ہوا کرتا تھا جہاں کسی غریب معذور مریض کو دیکھتے اسے فی سبیل اللہ ادویات دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ کے ذریعے شفا رکھی تھی۔ آپ کے ساتھیوں میں مولانا جان محمد بھٹو صاحب میاں محمد شوکت مولانا یوسف آفندی صاحب (متوفی ۲۰۰۲) ڈاکٹر معصوم علی سیدی صاحب حافظ حیات صاحب مولوی عبدالرحیم صاحب کے علاوہ سندھ کی مایہ ناز مبلغ اور مشہور مفکر مصنف تصانیف کثیرہ پروفیسر امیر الدین مہر جیسی قد آور شخصیات شامل تھیں۔

۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران جو لٹے پٹے پریشان حال لوگ بھارت کے مظالم سے ستائے ہوئے آئے تو وہاں کے کیمپ پر بھی مولانا زبیدی رحمہ اللہ نے ان کی خوب خدمت کی اور مہاجرین میں راشن وغیرہ تقسیم کیا۔ اوران کے گھر جانے تک ان کی خدمت میں پیش پیش رہے۔

مولانا کے ۲۵ سالہ دور کو لکھنے کے لیے ایک کتاب چاہیے اس میں بڑے انقلابی واقعات بھی سامنے آئے۔ مارشل لاء میں وہاں طلبی ہوئی لیکن بہت کامیابی اللہ تعالیٰ نے عطاء کی۔ بہت سی مہمات میں حصہ لیا ۱۹۵۵ء میں جو ضلع دادو میں سیلاب آیا وہاں ریلیف کیمپ کے یہ خود انچارج تھے۔ انھی دنوں ان کا بیٹا طاہر پیدا ہوا۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں تھر ریگستانی مجاہدین کی آمد پر جماعت نے بہت کام کیا تھا وہاں تمام مجاہدین کو ان کی وجہ سے زمین الاٹ ہوئی۔ حیدر آباد میں کریم اللہ انڈے والے رکن جماعت تھے ان کے پاس فوج کی خوراک کا ٹھیکہ تھا کھوکھراپار میں فوج کے بڑے کمانڈر سے زیر زمین ملاقات کی اوپر جنگل اور نیچے مکان۔ ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ریلیف کے کاموں کے بارے میں بہت سی گفتگو ہوئی اور ان سے فوجی ٹرک لے کر مختلف مقامات پر مہاجرین کو راشن تقسیم کیا۔ پھر کئی حلقے متفقین تھر میں قائم ہوئے۔

چھاچھرو، ڈیپلو، میرواہ نورہ گوٹھ، تھر کے دورے میں دو رفیق ان کے ساتھ رہے ایک حاجی اسماعیل گودھردی، دوسرے میرواہ گورچانی کے تھے جن کا نام اسماعیل بخش رند تھا۔

جتنا عرصہ امیر ضلع کے فرائض ادا کیے سندھ کی شوریٰ کے رکن رہے۔

جماعتی خدمات:

درس نظامی کی تعلیم کے دوران ہی طلباء میں تنظیم الطلباء العربیة قائم کی اور اس کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

چوہدری غلام محمد صاحب نے انھیں میر پور خاص بلایا کراچی سے جناب محمود اعظیم فاروقی، اور چوہدری غلام محمد صاحب تشریف لائے جامع مسجد میر پور خاص میں تفصیلی ملاقات ہوئی۔ انھوں نے جماعتی تعارف اور طریقہ وغیرہ سے روشناس کرایا انھوں نے بھی اپنے جملہ کوائف بیان کیے ان کی ہدایات کے مطابق کنری میں کام شروع کیا کراچی میں جماعت کے دفتر میں زبیدی صاحب اکثر جایا کرتے تھے۔ مرکز میں ان کا نام بھی بھیج دیا گیا انھوں نے سوچا ضلعی مرکز میں بیٹھ کر تحریک کا کام اچھا ہوگا۔ چنانچہ کام کا آغاز بھی ضلع سے کیا۔ مولوی محمود الحسن صاحب وہیں سے ملے۔ مولوی محمو الحسن جو شیخ تاجر برادری سے تھے۔ انھوں نے جماعت کے ساتھ پوری زندگی میر پور خاص میں گزاری آخر عمر میں واپس چنیوٹ چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ بابو عبداللہ صاحب جو پہلے جودھپور ریلوے میں ٹکٹ چیکر تھے ان کو رسالہ دینیات اور خطبات پڑھائی۔

ادھر لاہور سے مولانا احمد علی لاہوری نے اپنے رسالہ خدام الدین میں لکھا کہ مودودی رحمہ اللہ ہمارا تھا مگر اب یوں ہوگیا اور یوں ہو گیا۔ اور ہدایات کیں کہ مودودی رحمہ اللہ کی کتابیں نہ پڑھو۔ کیوں کہ جو مودودی رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھتا ہے وہ ہمارے ساتھ نہیں رہتا۔ کچھ لوگوں کے متفق بننے سے میر پور خاص جماعت وجود میں آ گئی۔ حافظ غلام رسول صاحب گوھروی کو پہلے متفق پھر رکن بنایا۔

عبدالرحیم خان صاحب چند سال امیر شہر رہے قاضی سعید الدین مسعود بھی امیر شہر رہے۔

میر پور خاص منتقل ہونے پر ۱۹۶۸ء میں پہلا امیر انھیں ہی منتخب کیا گیا مختلف ادوار میں مذکورہ اشخاص بھی امیر شہر رہے۔ جماعت کے بعد ضلعی جماعت وجود میں آئی تو پنجابی آبادی گوٹھوں کے علاوہ مقامی آبادی گوٹھوں میں بھی متفقین کے حلقے تیس سے زائد تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جھڈو، نوکوٹ، کنری، ڈیپلو، عمرکوٹ، میر پور خاص شہر اور مدرسۃ الاسلام یہ جماعتیں تھیں ۲۵ سال تک میر پور خاص تھرپارکر ضلع کے نام سے تھا۔ امیر منتخب ہوتے ہی کافی دورے کیے کئی ایک میں مولانا جان محمد بھٹو صاحب ہمسفر ہوتے تھے ان کے اسفار کی بڑی عمدہ روداد ہے۔

ایک دفعہ مرکزی شوریٰ کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ سید مودودی صاحب رحمہ اللہ میر پور خاص تشریف لائے انھی کے گھر میں خواتین کے اجتماع کو خطاب فرمایا۔ حکومت نے ان کی جماعت کو جلسہ عام کرنے کی اجازت دے کر جلسہ سے ایک دن پہلے جلسہ منسوخ کر دیا۔

انھوں نے فوراً ایک پمفلٹ بنام ''جلسہ ہوگا اور ضرور ہوگا'' ۵ ہزار کی تعداد میں شائع کر کے میر پور خاص ۵ میل دور قاضی سعید الدین مسعود کے زرعی فارم پر جلسہ عام رکھا جس میں خصوصی طور پر میر علی احمد خان ٹالپر جو کہ پاکستان کے سابق وزیر دفاع بھی رہے شامل ہوئے میر پور خاص کی جماعت نے شوکتِ اسلام کے نام سے ایک دن منایا تھا اس کے بڑے گہرے اثرات ہوئے۔

میر گوٹھ کے میر غلام محمد صاحب ہمارے دفتر آئے شوکتِ اسلام ڈے سے بہت متاثر ہوئے اخبارات میں کسی نے ایک خبر شائع کر دی کہ میر پور خاص جماعتِ اسلامی میں ۵۰۰ افراد شامل ہو گئے۔

صوبائی شوریٰ نے ان پر متفرق مقامات پر دعوتی کام کے لیے کچھ ذمہ داریاں ڈالیں چنانچہ ایک ہفتہ دادو میں گزارا اور وہاں سکولز اور کالجز میں اساتذہ سے ملاقاتیں کیں۔ شہداد پور کی جماعت کچھ کمزور تھی وہاں مولوی اسماعیل تھے جو نئے بننے والے ضلع کے امیر ضلع منتخب ہوئے۔ خاموش طبع تھے وہاں پر محمد الٰہی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے جماعت میں داخلہ کا اپنا واقعہ سنایا جو طوالت کی وجہ سے حذف کر رہا ہوں لیکن واقعہ عجیب ہے۔ انتخابات کے سلسلہ میں سندھ کی شوریٰ نے پیغام دیا تو پنجاب، رحیم یار خان میں اپنے دو رفقاء کے ساتھ انتخابات میں کام کرنے کے لیے گئے وہاں دو نمائندے کامیاب ہوئے۔ ۱۰ سال شہر رحیم یار خان میں کام کیا۔ پھر دیہات میں ڈیوٹی لگی پھر ان کے بعد گیلانی صاحب گوہر گیلانی صاحب کے بڑے بھائی انچارج بن کر آئے۔

منظم کام ہوا۔ پھر ملتان بھیجے گئے، وہاں مولانا مودودی رحمہ اللہ صاحب تشریف لائے تو ان کے ساتھ لاہور چلے گئے۔ سید اسعد گیلانی بھی ہمراہ تھے۔ جب چوکی پہنچے تو مولانا نے فرمایا دیکھتے ہوئے چلیں یہاں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ انتخابات میں کھڑے تھے۔ جماعت نے ان کی مدد کی اور وہ کامیاب ہوئے۔ پھر گوجرانوالہ بھیجا گیا وہاں پر مولانا اسماعیل سلفی صاحب رحمہ اللہ جماعت کی حمایت میں کھڑے ہوئے تھے پھر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہاں کام کرنے بعد سندھ آ گئے۔

انتخاب میں موجود صوبائی سیٹ پر انھیں جماعت نے نامزد کیا جو کہ حلقہ جھڈو، جیمس آباد، ڈگری، نوکوٹ وغیرہ پر مشتمل تھی لیکن انتخابات ہی ملتوی ہو گئے۔ قادیانیوں کے خلاف جو تحریک چلی تھی سندھ میں مولانا یوسف بنوری صاحب صدر بنائے گئے۔ ضلع تھرپارکر کا صدر قادیانی مسئلہ معلوم کرنے کے لیے انھیں بنایا گیا۔ ذوالفقار کے خلاف جو ۱۹۷۷ء میں تحریک چلی تھی اس میں ڈاکٹر معصوم علی سیدی، حافظ محمد حیات صاحب، عبدالرحیم صاحب اور زبیدی صاحب کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے جب جماعت کو معلوم ہوا تو جماعت نے فیصلہ کیا کہ اگر اس طرح گرفتار ہوتے رہے تو تحریک کون چلائے گا طے ہوا کہ زبیدی صاحب کے حوالے سے تحریک ہوئی وہ اپنے آپ کو گرفتاری میں پیش نہ کریں۔

بہر حال پھر بھی روزانہ ۲ جلوس پورے شہر سے نکلواتے تھے۔ ایک مردوں کا دوسرا خواتین کا۔ روز بیانات اخبارات میں شائع ہوتے رہتے۔ دن رات پولیس والے ان کی تلاش میں ہوتے تھے، لیکن جماعتی حکم کے پیش نظر گرفتاری پیش نہ کی۔ لیکن پھر مسئلہ یہ پیش آیا کہ گرفتار رفقاء کے اہل خانہ کی کفالت کیسے کی جائے تو زبیدی صاحب مخصوص راستے سے کراچی پہنچے وہاں سے تعاون لا کر تمام رفقاء محبوسین کی کفالت کی گئی غالباً ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو بھٹو صاحب گرفتار ہوئے اور پھر تمام ساتھی رہا ہو گئے۔

میر پور خاص ضلع ایک تعارف:

ضلع میر پور خاص تھرپارکر سندھ کے قدیم اضلاع میں سے ہے جو ۱۹۹۰ء تک ایک ہی ضلع تھا یہ رقبہ کے لحاظ سے بہت بڑا تھا سندھ کا ریگستان (صحراء کا اکثر حصہ) اس میں شامل تھا، پھر اسے توڑ کر دو ضلع بنائے گئے اور ۲۰۰۲ء میں اسے تین اضلاع میں تقسیم کیا گیا۔ اس میں سات تحصیلیں ہیں۔ میر پور خاص، جمس آباد، عمرکوٹ، چھاچھرو، مٹھی، ننگر پارکر، سامارو اور جھڈو۔ اس ضلع میں غیر مسلموں کی آبادی اچھی خاصی ہے جو ۳۵ سے ۴۰ فیصد ہیں۔ مخلوط انتخاب کے بعد ہی اُمیدوار کامیاب ہو سکتا ہے جو غیر مسلموں کے ووٹ بھی لے سکے۔ جماعت اسلامی کا کام یہاں سب سے پہلے شروع ہوا اور ایک تحقیق کے مطابق سب سے پہلے جماعت اسلامی اسی ضلع کی دیھ گپنہ میں بنی جس کے بانی میاں محمد طفیل اور میاں محمد صدیق تھے۔ یہ لوگ جماعت کے قیام سے پہلے ہی مولانا مودودی سے متعارف ہو چکے تھے اور جماعت کے قیام کے تھوڑا عرصہ بعد ہی متفقین بن گئے تھے۔

مہاجرین کی آمد کے بعد اس میں باقاعدہ کام شروع کیا اور دیھ گنپہ کے بعد دوسری جماعت میر پور خاص میں بنی۔ جماعت کے کام کو آگے بڑھانے میں جن لوگوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ ان میں مذکورہ دو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولویوں کے علاوہ مولانا محمد یوسف صاحب، چوہدری غلام رسول (ارشد جالندھری)، عبدالغفور چھور والے، ڈاکٹر عبدالحفیظ کنری والے، محمد یوسف عمرکوٹ والے، عبدالحمید صاحب (صحافی) حافظ غلام رسول صاحب، حاجی اسماعیل گودھروی، مولوی محمود الحسن چنیوٹی محمد سلیم، اور یوسف آفندی ہیں۔ اس ضلع میں علماء کا بھی طویل سلسلہ اور فہرست ہے ان میں محمد یوسف آفندی، مولانا یوسف زبیدی صاحب، محمد احمد خان، عبدالرحیم خان، ڈاکٹر عنایت اللہ سوات والے، شکیل احمد، ظفر اقبال، افضال احمد ہیں۔

اس وقت امیر ضلع شہر اور تعلقہ میر پور خاص کے امیر باب الدین صاحب ہیں۔ اور امراء اضلاع میں حیات صاحب، امیر الدین مہر، نیز سلیم سیٹھی اور احسان الٰہی رہے ہیں۔

اخلاق و کردار:

مولانا صاحب کے اخلاق کے بارے میں جتنا بولا جائے کم ہے چہرے پر ہمیشہ رونق اور ہمیشہ مسکراہٹ ہوتی تھی اور وہ ہر قسم کے لوگوں کو نصیحت کرتے تھے غیر مسلموں کو بھی تبلیغ کرتے تھے لوگ بہت متاثر تھے اور اس کا وعظ سن کر کہتے تھے کہ یہ جو باتیں کر رہا ہے وہ بالکل صحیح ہیں اور کافی ان سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے تھے۔

اور جو آپس میں ناراض ہوتے تھے ان کی صلح کرواتے تھے۔ پتا چلتا کہ کوئی ناراض ہے وہاں راضی کرنے چلے جاتے تھے اور ان کی صلح کروا کر ہی واپس آتے تھے۔

جنوں کو تبلیغ:

جب مولانا صاحب مدرسہ زبیدیہ دہلی میں پڑھتے تھے شام کو تقریر کی تیاری کرنے کے لیے مدرسہ سے ۴ یا ۵ کلومیٹر دور چلے جاتے تھے مدرسہ کے لڑکوں نے ان کا پیچھا کیا اور وہاں گئے اور چھپ کر دیکھنے لگے مولانا صاحب کو کہنے لگے آپ یہاں کیوں آتے ہو اور تقریر کیوں کرتے ہو جب انھوں نے مولانا صاحب کو تنگ کیا تو اچانک آگ کے شعلے نکلنے لگے اور وہ ڈر کر بھاگ گئے مدرسہ آگئے اور اساتذہ کو خبر دی اور بتایا کہ یہ معاملہ ہوا ان کے ساتھ جن ہیں۔ بہر حال مولانا صاحب نے کافی جنوں کی جماعت کو مسلمان کیا اور دو جن تو ہمیشہ مولانا صاحب کے ساتھ ہوتے تھے۔ جن کے نام اسحاق اور عبدالستار ہوتے تھے۔

یہ مولانا صاحب کے ساتھ سعودیہ بھی گئے تھے اور گاؤں میں بھی ساتھ ہوتے تھے ایک مرتبہ کمرے میں سانپ آگیا انھوں نے کہا کہ یہ مسلمان جن ہے اسے کچھ نہ کہو۔

زہد، تقویٰ اور عبادات:

مولانا صاحب تقوی کے پیکر تھے اور اتنی عبادت اور تقوی کہ ہمیشہ نظر نیچی رہتی تھی، بُری بات کو زبان پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لانا بھی گناہ سمجھتے تھے اور ہمیشہ ذکر واذکار میں مصروف رہتے تھے۔ مولانا صاحب عبادت میں ہمیشہ آگے تھے کبھی بھی نماز نہ چھوڑتے اور خیال رکھتے تھے کہ جو بھی ہو جائے نماز نہیں چھوڑنی چاہیے۔ رمضان میں روزہ رکھتے تھے جو روٹی بچی ہوئی ہوتی تھی وہ بھی کھا لیتے کبھی کبھی ایسے بھی ہوتا تھا کہ دو دو دن کھانے کے لیے کچھ نہیں ہوتا تھا روزہ میں رہتے تھے اور پانی سے گزارہ کرتے تھے، لیکن کبھی کسی کو کچھ نہ کہا جب جوان تھے سوموار اور جمعرات کا روزہ نہیں چھوڑتے تھے کہتے تھے زندگی کتنی ہے اپنے رب کو راضی کرلیں۔

سفر کی حالت:

مولانا صاحب کا سفر سادگی سے تھا۔ کبھی پیدل سفر کرتے اور بعد میں سائیکل پر بھی سفر کرکے دعوت دین دیتے تھے اور اس وقت موٹر سائیکل کم ہوتی تھیں وہ اکثر اپنے ٹریکٹر پر سفر کرتے تھے۔

ماہر حکیم:

مولانا صاحب ایک حکیم بھی تھے اور بڑی بڑی بیماریوں کا علاج کرتے تھے، ایک مریض تھا جو تقریباً پورا پاکستان گھوم کر آیا تھا اس کو فائدہ نہ ہوا، مولانا صاحب نے اس کا علاج کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

اسی لڑکے کے رشتہ دار آئے اور کہا جو مانگو دیں گے مولانا صاحب نے کہا مجھے کچھ نہیں چاہیے اور اس وقت بھی کافی لوگ موجود ہیں جن کا انھوں نے علاج کیا تھا۔

وفات:

وفات سے قبل پنجاب آئے تھے اور وہاں سے میٹھی روٹی جو پنجاب کی مشہور ہے وہ لے آئے اور لوگوں میں تقسیم کردی اور پھر لوگوں کو کہا کہ اب شاید میں واپس نہ آؤں۔ ۱۰،۱۵ دن میر پور خاص رہے اور وہاں سے پھر کراچی ہسپتال میں داخل ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔

نماز جنازہ:

آپ رحمہ اللہ کے دو جنازے ہوئے تھے پہلا جنازہ میر پور خاص کی جامع مسجد میں ہوا تھا اور وہ شیخ عبدالمتین نے پڑھایا تھا اور دوسرا جنازہ ان کے گاؤں گوٹھ یوسف زبیدی رحمہ اللہ کے نام سے مشہور ہے وہاں ہوا تھا اور وہ شیخ یوسف قصوری کراچی والے نے پڑھایا تھا۔ اور مولانا صاحب وہیں اپنے آبائی گاؤں میں دفن ہوئے جو کہ بستاں نامی قصبہ سے ۵ کلومیٹر دوری پر واقع ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ایک عہد جو بیت گیا

مولانا عبدالرحیم سموں

وادی سندھ ان خوش بخت علاقوں میں سے ہے جہاں نور توحید کی کرنیں پہلی صدی کے اواخر میں جلوہ افروز ہوئیں جس کی شادابی کا چرچہ برصغیر میں ایک نمایاں طور پر اُفق پر رہا ہے۔

علامہ محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ سندھ کے تھے نہیں لیکن اپنے نغموں علمی نجموں اور خطابتی طنطنوں کی وجہ سے سندھ کے طول وعرض میں گونجتے رہے ہیں۔

پیدائش محمد یوسف زبیدی نے مولانا مہتاب الدین کی حویلی میں ۱۹۱۴ گاؤں خانوالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق راجپوت برادری سے تھا۔ راؤ خانوالہ لاہور حالیہ قصور میں واقع ہے۔ یہ قصبہ لاہور اور رائیونڈ کے درمیان واقع ہے۔ آپ کے خاندان کا پیشہ کاشتکاری وزمینداری تھیں۔ آپ کے چچا سردار علی صاحب معروف عالم دین تھے اور ریاست فریدکوٹ کے شاہی حکیم تھے۔ ابتدائی تعلیم مقامی پرائمری اسکول میں حاصل کی دینی ماحول بچپن سے ورثہ میں ملا تھا اس لیے بچپن سے تقریر حمد ونعت سے بھی شغف ایک فطری اثر تھا ابتدائی عصری تعلیم کے دوران اسکول کی مسجد کے خطیب رہے جوان کی کم سنی میں ہی تھے۔

دینی تعلیم جامعہ زبیدیہ دہلی سے حاصل کی آپ مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید تھے جو میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ آپ ماشاء اللہ ان طلباء میں شمار ہوتے تھے جو کہ تحریکی ذہن کے حامل تھے اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کو تنظیم الطلباء العربیۃ کا جنرل سیکرٹری بنایا گیا۔

آپ نے دینی علوم کے ساتھ ساتھ علم طب کا بھی مکمل کورس کیا علم طب کی ڈگری آپ نے دہلی سے حاصل کی آپ کو کلیات نفیس، قانون، حمیات، وغیرہ پر عبور حاصل تھا۔

خطبہ جمعہ دیتے تھے تو آپ کے گاؤں کے ایک ہندو سیٹھ تھورام کا ایک لڑکا جس کا نام ھرلال تھا جو اسکول کی آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا مولانا زبیدی صاحب کا خطبہ سننے آتا تھا۔ خطبہ سن کر اسلام سے بہت متاثر ہوا اور زبیدی صاحب کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور ان کا نام اسماعیل ذبیح رکھا جو کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جماعت کے عظیم خطیب گزرے ہیں۔

شہر کنری میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ کنری شہر مرچ منڈی کے طور پر ایشیاء میں مشہور ہے۔ کنری جو پہلے بستاں کے نام سے شہر تھا۔ کنری میں طرف ایک مسجد بریلوی مکتب فکر کی تھی کنری شہر میں زمینی قبضہ کے اعتبار سے قادیانیوں کا تھا جہاں انھوں نے عام سادہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے طریقے اپنائے ہوئے تھے۔

بریلوی مکتبہ فکر کی یہاں بنیادیں مضبوط تھیں اس کی وجہ یہ تھی کہ کنری کے قریبی شہر سامارو سرہندی مجددی پیر محمد اسحاق جان سرہندی مشہور شخصیت تھے۔

کنری شہر کی یہ مسجد ریلوے اسٹیشن کے قریب ہے۔ اس مسجد کے متولی احمد علی کھتری تھے جس سے میرے والد مرحوم حاجی غازی سموں کے پرانے تعلقات تھے وہ میرے والد صاحب کو غازی وہابی کے نام سے پکارتے تھے۔ الحمد للہ بعد میں والد صاحب کی جہد مسلسل سے ان کے بیٹے پکے اہل حدیث بن چکے ہیں برادر غلام علی کھتری حفظہ اللہ کپڑے کے تاجر ہیں اور خالد کھتری صاحب جو اس وقت کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔ دونوں متبع سنت ہے زبیدی صاحب نے بریلوی مکتب فکر کے علماء کو ساتھ ملا کر قادیانیوں کے بڑھتے اقدام کو روکنے کی کوشش کی جس کی بنیاد پر کنری میں خاتم المرسلین ﷺ کانفرنس ہوئی جس میں زبیدی صاحب نے ریاست بہاولپور سے علامہ محدث عبدالحق احمد پوری اور مولانا عبدالعزیز ملتانی، علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی اور مولانا عبداللہ رتوڈیرو والے رحمہ اللہ مدعو کیے گئے وہ کانفرنس بہت کامیاب ہوئی تحریک ختم نبوت زور پکڑنے لگی عوام کے اندر کتاب وسنت کی دعوت کو تقویت ملنا شروع ہوئی تو یہ کانفرنس قیام پاکستان سے پہلے کی ہے جس میں علامہ زبیدی صاحب نے بھرپور کردار ادا کیا۔

میری اس عظیم شخصیت سے پہلی ملاقات کنری شہر میں اپنے والد مرحوم کے ہمراہ ہوئی غالباً ۱۹۸۷ء کی بات ہے میں چھوٹا بچہ تھا والدہ صاحب نے بتایا کہ بیٹا یہ مولانا یوسف زبیدی صاحب ہیں۔

دوسری ملاقات غالباً ۱۹۸۹ء جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ میر پور خاص میں ہوئی اس کے بعد جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص میں وقفہ وقفہ سے آتے رہتے ان کے دروس وعظ سننے کا موقع ملتا ایک بار ہم طلباء استاد محترم الشیخ عبدالستار ملتانی رحمہ اللہ سے سنن نسائی پڑھ رہے تھے۔ علامہ یوسف زبیدی دوران تدریس کلاس میں آکر بیٹھ گئے عبارت پڑھنے کی باری میری تھی میں عبارت پڑھ رہا تھا کہ استاد بھی کبھی ترجمہ وتفہیم کر رہے تھے ۳۰ منٹ تک بیٹھ رہے بعد میں اس کلاس اور تدریس کے بارے طلباء سے سوالات کیے میرے ایک کلاس فیلو نے سوال کیا کہ آپ زبیدی کیوں کہلاتے ہیں تو ہنس کر جواب دیا بیٹا میں جامعہ زبیدیہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں پڑھتا رہا ہوں زمانہ طلب علمی سے ہی اپنی نسبت اپنی مادر علمی کی طرف کی ہوئی ہے۔

ان کی شخصیت ایسی دلکش تھی اپنی گوناگوں صفات کی بناء پر آج تک ان کو یاد کیا جاتا ہے جس نے سنا وہ بھی یاد کرتا ہے جس نے دیکھا وہ بھی یاد کرتا ہے۔

آپ کا خطاب علماء کے لیے مفید ہوتا تھا اور عوام کے لیے بھی مفید ہوتا تھا۔

آپ کی سند عالی تھی۔

آپ کے ہمعصر علماء میں۔

(۱) ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری

(۲) مولانا عبداللہ معمار

(۳) مولانا عبدالحق محدث احمد پور شرقیہ

(۴) مولانا عبدالعزیز ملتانی

(۵) مولانا عبداللہ رتو ڈیرو

(۶) علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی

(۷) علامہ سید داؤد غزنوی

(۸) علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی

(۹) علامہ محمد اسماعیل سلفی

(۱۰) علامہ احسان الٰہی ظہیر

(۱۱) علامہ عبدالغنی کامونکی والے

(۱۲) مولانا علی محمد صمصام

(۱۳) مولانا نور حسین گھرجاکھی

(۱۴) مولانا عبدالخالق رحمانی (رحمہم اللہ)

شامل تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ

حیات مبارکہ کے کچھ خوش نما واقعات و پہلو

(افتخار احمد الازہری)

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ایک عبقری شخصیت کے حامل تھے بڑے حلیم الطبع نرم گو اور مدمقابل کے مقابلے میں اس کی غصیلی باتوں پر صابر اور خندہ پیشانی سے پیش آنے والے تھے۔ حدیث مبارکہ "لاتغضب" غصہ مت کرو، کا مصداق اور ہر معاملہ خوش اسلوبی اور خندہ پیشانی سے حل کرنے والے تھے طبیعت میں سختی اور غصہ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ کی بابرکت زندگی میں بہت سے ایسے واقعات ہوئے لیکن آپ نے ہر معاملے کو انتہائی خوش اسلوبی اور بصیرت سے حل فرمایا۔ آپ کی زندگی کے ایسے ہی کچھ واقعات اور پہلوؤں کے متعلق ہم یہاں گفتگو کرتے ہیں۔

1:...... زبیدی صاحب رحمہ اللہ کی عادت تھی کہ جماعت کی مرکزی مسجد جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ میں بعد نماز فجر درس قرآن ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ DC میر پور خاص کی طرف سے آپ کو بلاوا آیا آپ آفس تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ بریلوی مسلک کی سنہری مسجد کے امام صاحب تشریف فرما ہیں۔ DC صاحب کہنے لگے کہ مولانا صاحب آپ کے خلاف شکایت آئی ہے کہ آپ فجر کے بعد اوپر اسپیکر کھول کر درس دیتے ہیں۔ آپ کی نماز جلد ہو جاتی ہے اور مسلک حنفیہ کے مطابق ان کی نماز دیر سے ہوتی ہے تو آپ کے درس کی وجہ سے سنہری مسجد کے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے مولانا صاحب نے DC صاحب کی بات کو سنا اور فرمانے لگے کہ یہ اتنا بڑا مسئلہ تو نہیں تھا کہ آپ کو تکلیف دی گئی مولانا صاحب مجھے کہہ دیتے یا کسی ذریعہ سے پیغام بھجوا دیتے تو میں بالٹی کا رخ دوسری طرف کروا دیتا یا آواز کم کروا دیتا۔ زبیدی صاحب کے جواب پر DC صاحب نے ان مولانا صاحب سے کہا کہ آپ نے پہلے خود انھیں کیوں نہیں کہا اور زبیدی صاحب سے معذرت کی کہ آپ کو تکلیف دی اور ان مولانا صاحب کے متعصبانہ رویہ پر سرزنش بھی کی۔ یوں آپ کی کمال بصیرت سے ایک معاملہ نہایت خوش اسلوبی سے حل ہو گیا۔ یہاں یہ وضاحت کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ سنہری مسجد کا فاصلہ جامع مسجد سے بہت کم ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

2:......مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ ۱۹۴۰ء میں پہلی بار میر پور خاص تشریف لائے اس وقت میر پور خاص شہر میں ڈاکٹر عادل ربانی حفظہ اللہ کے والد محترم مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ واحد اہل حدیث تھے ان کے ساتھ مل کر مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ نے بزم توحید کے نام سے ایک پلیٹ فارم بنایا اور لوگوں کو اس کے تحت جمع کرنا شروع کیا تو نصرت الٰہی سے مزید تین ساتھی حاجی عبداللہ صاحب، حاجی نذیر احمد صاحب اور حاجی خیر الدین رحمہم اللہ بھی مل گئے۔ مولانا صاحب روزانہ کسی گھر میں درس دیتے اور رمضان المبارک میں اکبر آرا مشین والے کے گھر میں نماز تراویح کی امامت کرواتے، اور باقی نمازیں جامع مسجد اسٹیشن والی جو کہ احناف کے زیر انتظام تھی میں ادا کرتے۔ اس وقت جامع مسجد کے امام مولانا محمد صالح صاحب تھے۔ ایک مرتبہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر مولانا صالح صاحب نے آپ کو درس کے لیے بٹھا دیا۔ آپ کے درس سے لوگ اتنے متاثر ہوئے کہ اس جامع مسجد میں آپ کو خطبہ جمعہ دینے کا بھی موقع مل گیا، کئی لوگ آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر آپ کے ساتھی بن گئے۔ اسی مسجد میں ایک اور ایمان افروز واقعہ کچھ یوں پیش آیا کہ مسجد ہذا کے امام مولانا محمد صالح نے ایک رسالہ بعنوان ''بیس رکعات تراویح ہی سنت ہے'' مرتب کیا اور اسے چھپنے کے لیے پریس میں دے دیا۔ ایک بار آپ وہاں سے گزرے تو پریس مالک جو آپ کو جانتا تھا کہ آپ اہل حدیث ہیں کہنے لگا کہ مولانا صاحب آپ کے خلاف ایک رسالہ چھپنے کے لیے آیا ہے۔ آپ نے جب دیکھا تو اس کی ایک کاپی لی اور اس کا جواب تحریر کیا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور احناف کی مستند کتابوں سے آٹھ رکعت سنت کا ثبوت فراہم کیا اور یہ رسالہ چھپوا کر جمعہ کے دن مسجد لے گئے۔ مولانا محمد صالح جو یہ ارادہ کیے ہوئے تھے کہ ان کا بیس رکعت والا رسالہ بعد از جمعہ تقسیم کرنا ہے تو نماز کے بعد اعلان کر دیا کہ میں نے بیس تراویح کے ثبوت پر ایک رسالہ مرتب کیا ہے بعد نماز جمعہ ساتھی لے کر جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ مولانا صالح صاحب والا رسالہ لے کر آنے والا شخص وہ بھول آیا اور نماز کے بعد مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ کا رسالہ لوگ لے کر چلے گئے اور جب کچھ حنفی لوگوں نے وہ رسالہ مولانا محمد صالح کو دکھایا کہ وہاں تو یہ تقسیم ہو رہا ہے تو ان کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کے دلائل سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ آپ کے ساتھی بن گئے اور خصوصاً حکیم علی احمد مرحوم جو کہ بہت پکے اہل حدیث تھے، آپ کے ہمنوا بن گئے۔

3:......محترم محمد ہاشم میمن صاحب مدیر مالیات جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص اس واقعہ کے راوی ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے زیر قیادت ایک تبلیغی قافلہ لے کر جھڈو شہر کی طرف گئے وہاں ایک بریلوی مکتبہ فکر کی مسجد میں قیام کیا۔ زبیدی صاحب رحمہ اللہ نے اس مسجد میں درود شریف کے فضائل

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پر ایک طویل خطاب فرمایا، جسے لوگوں نے بہت پسند کیا اور وہاں کے باشندے یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ایسا بیان ہم نے آج پہلی بار سنا۔ زبیدی صاحب نے اس طرح کے تبلیغی دورے بہت سے علاقوں کے کیے اور بڑے علمی نقوش چھوڑے اور مسلک حقہ لوگوں تک پہنچایا۔

4:...... ایک واقعہ زبیدی صاحب رحمہ اللہ خود بیان کیا کرتے تھے کہ دورانِ تعلیم مجھے تقریر کا بہت شوق تھا دہلی انڈیا میں ہم جہاں زیرِ تعلیم تھے میں وہاں سے کچھ دور ایک جنگل میں رات کے وقت تقریر کی ریہرسل کے لیے چلا جاتا اور وہاں اکیلا ہی تقریر کرتا۔ میرے کچھ دوستوں اور کچھ لوگوں نے میرا مذاق اُڑایا کہ وہاں جنگل میں تمھاری تقریر کون سنتا ہے؟ تو میں نے ویسے ہی کہہ دیا کہ بہت ساری مخلوقات میری تقریر سنتی ہیں اگر نہیں یقین تو میرے ساتھ چل کر دیکھ لو۔ وہ لوگ میرے ساتھ جنگل آ گئے تو میں نے ویسے ہی کہہ دیا کہ جو جو میری تقریر سنتے ہیں وہ کسی طرح اپنی موجودگی کا احساس دلاؤ تو ایک دم پورے جنگل میں بہت ساری روشنیاں سی ہو گئیں جسے دیکھ کر میرے ساتھ والے گھبرا گئے اور مجھے بھی اس دن پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی اتنی مخلوق اس جنگل بیابان میں میری تقریر سنتی ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا قیام'' اور زبیدی صاحب رحمہ اللہ مجلس شوریٰ کے اولین رکن

۱۹۴۸ء میں جب مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا قیام ہوا تو مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ ناظم اعلیٰ اور میاں عبدالمجید رحمہ اللہ کو ناظم مالیات مقرر کیا گیا۔ مرکزی کابینہ کی تعیین کے بعد رکن سازی کا سلسلہ شروع ہوا اور پورے ملک سے جماعتی احباب کو یکجا کیا جانے لگا تو میر پور خاص میں امارت کی باگ دوڑ مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ کو دی گئی۔ ناظم اعلیٰ حاجی نذیر احمد رحمہ اللہ اور ناظم مالیات عبدالسلام مغل صاحب کو مقرر کیا گیا۔ مولانا صاحب تاحیات امارت کی ذمہ داری انتہائی خوش اسلوبی سے ادا کرتے رہے۔

میر پور خاص میں اہل حدیث مساجد کا قیام:

میر پور خاص میں سب سے پہلی اہل حدیث مسجد ''فتح مسجد'' پرانی سبزی منڈی تعمیر کی گئی لیکن چونکہ اس وقت جماعت انتہائی کمزور تھی تو بریلویوں نے اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ بات انتظامیہ تک پہنچ گئی اور کیس چل پڑا۔ اسی دوران نائی پاڑہ میں رمضان غوری صاحب کے سسر نے ایک پلاٹ مسجد کے لیے وقف کر دیا۔ اور بعد میں ان کی بیٹی نے اپنا مکان بھی مسجد کے لیے وقف کر دیا، یوں اس پلاٹ میں محمدی مسجد اہل حدیث کے نام سے باقاعدہ پہلی مسجد قائم ہو گئی۔ بعد میں جب فتح مسجد کا فیصلہ ہوا تو فتح مسجد کے عوض جماعت اہل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث کو لال چندہ باغ میں ایک پلاٹ دے دیا گیا اور ۱۹۶۹ء میں اس پلاٹ میں جامع مسجد اہل حدیث کی بنیاد رکھ دی گئی جو مرکزی مسجد قرار پائی۔ جامع مسجد کی تعمیر میں احباب جماعت کا جذبہ دیدنی تھا خود مزدوری کرتے چندہ کرتے اور کچھ کراچی کے احباب نے تعاون کیا اور یوں جامع مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ مسجد ہذا میں زبیدی صاحب رحمہ اللہ بعد نماز فجر درس قرآن اور بعد نماز عشاء درس حدیث مستقل بنیادوں پر دیتے تھے۔ آپ کا درس سننے کے لیے دور دور سے لوگ آتے اور انھی دروس کی برکت سے اور آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر حاجی محمد اسماعیل میمن حفظہ اللہ اور محمد ہاشم میمن حفظہ اللہ آپ کے ہمنوا بن گئے۔

عظیم دینی درسگاہ جامعہ بحر العلوم السّلفیہ میر پور خاص کا قیام:

زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے دروس لوگوں کے دلوں پر بڑا اثر چھوڑتے تھے اور یہی تاثیر تھی کہ حاجی محمد اسماعیل اور محترم ہاشم میمن صاحب آپ کا بے حد احترام کرتے اور ہر بات میں آپ سے مشورہ کرتے۔ ایک مرتبہ حاجی اسماعیل صاحب نے ہاشم صاحب سے مشورہ کیا کہ ایک دینی ادارہ قائم کیا جائے۔ ہاشم صاحب نے حاجی صاحب کے مشورے کو سراہا اور ساتھ دینے کا پختہ عہد بھی کیا اور پھر دونوں حضرات نے زبیدی صاحب رحمہ اللہ سے یہ مشورہ کیا تو آپ نے بھی صاحبین کی مکمل حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا اور مشورے کو سراہا اور پھر ایک کمیٹی بنائی گئی اور باہمی مشورے کے بعد زبیدی صاحب رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق موجود پلاٹ پر جامعہ بحر العلوم السّلفیہ کی بنیاد رکھ دی گئی اور خود زبیدی صاحب رحمہ اللہ نے اس جامعہ کا نام "مدرسہ بحر العلوم السّلفیہ" تجویز کیا۔ تمام اراکین نے اس سے اتفاق کیا۔ یوں ۱۷، اپریل ۱۹۸۲ء کو اس عظیم جامعہ کی تعمیر کی ابتداء ہوئی اور ۱۸، اپریل ۱۹۸۳ء کو تعمیر پایہ تکمیل کو پہنچی اور خود مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ نے اس جامعہ کی بنیاد بھی رکھی اور جامعہ کا نصاب بھی مرتب کیا ان حضرات گرامی کی محنت اور خلوص کا ثمر ہے کہ یہ جامعہ آج تک پوری آب و تاب سے علم کے موتی بکھیر رہا ہے اور دینی علم کے میدان میں ترقی کی منازل طے کر رہا ہے "الحمد للّٰه علی ذالك" یہاں ایک بات خاص طور پر ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ زبیدی صاحب رحمہ اللہ ایک حاذق حکیم بھی تھے یہی وجہ تھی کہ جب آپ نے جامعہ کا نصاب مرتب کیا تو اس نصاب میں حکمت کی کتابوں کو بطور مطالعہ لازمی قرار دیتے ہوئے شامل کیا اور خود ذاتی طور پر اس میں دلچسپی لیتے تھے۔ لیکن طلبہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے کوئی طالب علم اس سے کما حقہ استفادہ نہ کر سکا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جامعہ کی پہلی کمیٹی اور اس کا مختصر تعارف:

(۱) مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ:

صدر کمیٹی، مدیر التعلیم، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص، پیدائش ۱۹۱۴۔ وفات ۲۴، اگست ۲۰۰۹ء کو کراچی میں ہوئی اور اپنے آبائی علاقے کنری کے قریب گاؤں میں مدفون ہوئے۔

(۲) حاجی محمد اسماعیل میمن حفظہ اللہ، مہتمم جامعہ، پیشہ ایڈووکیٹ، پیدائش: ۱۹۳۱۔ انتہائی نفیس شخصیت کے مالک خوف خدا رکھنے والے وعدے اور زبان کے پاسدار اساتذہ و طلباء سے بے پناہ محبت و شفقت کرنے والے۔

(۳) محترم محمد ہاشم میمن صاحب حفظہ اللہ، مدیر مالیات پیشہ ایڈووکیٹ، پیدائش: ۱۹۴۴۔ دیانت و امانت میں اپنی مثال آپ، جامعہ کے فنڈ کی ایک ایک پائی کا خیال اور حساب رکھنے والے، اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

(۴) محترم حاجی نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ۔ میر پور خاص جماعت کے سابقہ ناظم اعلیٰ اور پف اسٹور کے مالک، جماعت اور جامعہ کے بہترین معاون، طلباء و جامعہ سے بے انتہاء محبت کرنے والے اور ان کی تکالیف کا فوری ازالہ کرنے والے، بعد میں فیصل آباد منتقل ہو گئے اور وہیں منصور آباد کے علاقے میں انتقال فرما گئے۔ اور اپنی وفات تک جامعہ کے معاون رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین

(۵) مولانا محمد رمضان رحمانی رحمہ اللہ، میر پور خاص کی عبقری شخصیت تقریر و مناظرہ کے دھنی اور خداداد ذہنی صلاحیتوں کے مالک بہترین راقی تادم مرگ جامعہ اور جماعت کی خدمت میں مصروف عمل رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے۔ آمین

(۶) محترم عبدالسمیع صاحب رحمہ اللہ۔ رمضان رحمانی صاحب کے بڑے بھائی اپنی ذات میں انجمن باہمت آدمی اور جماعت کا فنڈ خود جمع کرتے تھے اور پیدل ہی شہر میں ہر جگہ پہنچتے تھے۔

(۷) محمد جمیل ترین رحمہ اللہ: پیشہ میں سونار تھے جماعت کے مخلص ساتھی تھے، انتقال سے پہلے اپنا مکان بھی جامعہ کے لیے وقف کر دیا تھا۔

(۸) ڈاکٹر محمد سعید مغل رحمہ اللہ۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر مرکزی جمعیت میر پور خاص کے ناظم نشر و اشاعت جامعہ کے طلباء کو مفت دوا اور علاج کی سہولیات دیا کرتے تھے۔ اور جماعت اور جامعہ کے اچھے معاون تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۹) محمد رفیق سلفی صاحب حفظہ اللہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص کے ضلعی امیر اور جماعت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھنے والے اور اپنی تمام مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر جماعت اور جامعہ کو وقت دینے والے اور اب تک اہم ستون کے طور پر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(۱۰) محمد رمضان غوری صاحب: محمدی مسجد اہل حدیث نائی پاڑہ کے متولی جامعہ کے ساتھ مخلص اور ابتدائی دور میں جامعہ کی بہت خدمت کی۔

(۱۱) محترم ماسٹر منظور احمد سلفی صاحب: جماعت کے مخلص ساتھی نائی پاڑہ کے رہائشی تھے، بعد میں کچھ ذاتی مجبوریوں کی وجہ سے کمیٹی کی ممبر شپ سے معذرت کر لی تھی۔

(۱۲) محترم جناب عبدالرشید صاحب: یہ بھی نائی پاڑہ کے رہائشی جماعتی ساتھی تھے پیشہ کے لحاظ سے ٹیچر تھے اور کمیٹی کے اولین ممبر تھے لیکن بعد میں مجبوری کی وجہ سے انھوں نے بھی کمیٹی سے معذرت کر لی۔

(۱۳) محترم جناب عبدالسلام مغل صاحب رحمہ اللہ: اولین اہلحدیث جنھوں نے مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ کے ساتھ جماعت کے لیے تن من دھن کی قربانیاں دیں، اور تادم مرگ جماعت اور جامعہ کے خدمت گزار رہے۔

(۱۴) محترم عبدالرزاق اکبر جی صاحب: جماعت اہل حدیث میر پور خاص کے خاص ساتھی اور اہم رکن بیج کے کاروبار سے منسلک اور اب تک جامعہ اور جماعت کی خدمت میں مشغول۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال رسول الله ﷺ:

المومنون شهداء الله فی الارض. (البخاری)

تاثرات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے استاد

(مولانا عبدالمتین سلفی)

الحمد للّٰہ وحدہ والصلاۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہ......

اما بعد! محترم ومکرم جناب علامہ مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ آپ کی شخصیت باکمال تھی۔ آپ نبی ﷺ کی حدیث اور تعلیم کے مطابق کہ جس میں اخلاقِ حسنہ پر ایک مسلمان کی راہنمائی کی گئی اُس اخلاق کو اختیار کرنے والے اور اُس کا بہترین نمونہ تھے جو شخص بھی آپ سے ملاقات کرتا وہ آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ وہ بڑا ہو یا چھوٹا، سب سے آپ بہترین اخلاق سے پیش آتے مجھے یاد ہے میرا آپ کے سامنے بچپن گزرا ہے آپ بچوں سے سلام میں پہل فرماتے اور بچے بھی آپ کے اِرد گرد جمع کر لیتے آپ کی ایک عادت تھی، آپ یونانی حکمت بھی جانتے تھے اور ہومیو پیتھک کے ڈاکٹر بھی تھے۔ اسی وجہ سے بسا اوقات آپ اپنی جیب میں ہومیو پیتھک کی میٹھی گولیاں رکھتے جب بھی کوئی بچہ آپ سے ملاقات کرتا، اُسے بطور ثانی کے وہ گولیاں ہومیو پیتھک کی عنایت فرماتے جس کی وجہ سے بچے بھی آپ سے محبت کرتے اور خوش ہوتے، اسی طرح مخلوقِ خدا پر رحم ترس اور دادرسی فرماتے، یہی وجہ ہے کہ ہومیو پیتھک کلینک پر آنے والے مریضوں سے صرف دوا کے مختصر سے پیسے لے کر دوا عنایت فرماتے اور دینی حوالے سے بھی نصیحت فرماتے یہاں تک کہ اگر کسی شخص نے کسی مرض کے حوالے سے راستے میں روک کر دوا کا پوچھا تو اُسے بے لوث مخلصانہ دوا کا انتخاب کر کے لکھ دیتے، اسی طرح درسِ قرآن جامع مسجد اہلحدیث میں دیا کرتے اور خطباتِ جمعہ بھی پڑھایا کرتے۔ خطبہ جمعہ ہو یا درسِ قرآن بیان کا انداز دل موہ لینے والا ہوتا تھا اس قدر پیار بھرے اور میٹھے انداز میں بیان فرماتے کہ دل چاہتا کہ آپ بیان ہی فرماتے رہیں بیان ختم نہ کریں۔ ایک بات جو بہت عمدہ تھی وہ یہ کہ جب مختصر درسِ قرآن فرماتے تو اگلے دن کے لیے کچھ باتیں جو اُس حدیث کا حصہ ہوتیں چھوڑ دیتے تاکہ اگلے دن وہ باتیں بیان فرمائیں یہی وجہ ہے کہ درس سماعت کرنے والے اگلے دن کے انتظار میں رہتے اور اُنھیں حدیثِ رسول ﷺ کی پیاس رہتی۔ مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ میرے چچا مرحوم مولانا محمد رمضان رحمانی رحمہ اللہ کے استاذ بھی تھے۔ میرے چچا ان کا بڑا ادب واحترام کرتے اور اُن کے ادب واحترام کی وجہ سے اُن کے سامنے اُونچی آواز سے بات نہ کرتے، راقم کے لیے یہ بات اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور فضل سے کم نہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ زبیدی رحمہ اللہ صاحب نے شفقت فرماتے ہوئے راقم کی امامت و خطابت میں کئی نمازیں بھی ادا کیں اور ''خطبہ جمعہ و عیدین'' بھی ساعت فرمائے یہ زبیدی صاحب رحمہ اللہ کی کمال شفقت تھی ورنہ کہاں زبیدی رحمہ اللہ صاحب اور کہاں فقیر اور حقیر راقم کوئی نسبت نہیں بنتی۔ دوسری بات جو کسی شرف سے کم نہیں راقم کے لیے وہ یہ ہے کہ جب مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی یکم رمضان ۲۰۰۹ء کو کراچی میں وفات ہوئی تو آپ کا جنازہ میر پور خاص لایا گیا جہاں دور رمضان المبارک صبح فجر کی نماز کے بعد جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ میں نمازِ جنازہ ادا کیا جانا تھا میرے چچا مرحوم مولانا رمضان رحمانی صاحب باوجود شاگرد ہوتے ہوئے بھی راقم کے ساتھ محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ کے جنازے کے لیے امامت کے لیے راقم کو آگے کر دیا اور اس طرح یہ شرف اس راقم کے حصہ میں آیا، میں نے زبیدی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ پڑھائی، پہلا جنازہ میر پور خاص میں ادا کیا گیا جب کہ دوسرا جنازہ مولانا یوسف زبیدی رحمہ اللہ کے آبائی گاؤں کنری میں ادا کیا گیا۔ اس طرح قرآن و احادیث اور سنت کا شیدائی اور بہترین اخلاق کا حامل مہتاب ہمیشہ کے لیے چھپ گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو منور فرمائے کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

راقم: مولانا حافظ عبدالمتین

مدرس جامعہ بحر العلوم السلفیہ و امام و خطیب

مرکزی جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ میر پور خاص

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرے مربی
علامہ حکیم محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ صاحب

(راقم: محمد رفیق سلفی)

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ۱۹۶۹ء گرمیوں کی چھٹیوں میں نیوھالہ سے تعلیم کے سلسلے میں میر پور خاص میں نویں جماعت میں داخلے کے لیے میں اور میرے بڑے بھائی محمد صدیق میر پور خاص آئے اس وقت یہاں جماعت کی ایک ہی محمدی مسجد اہل حدیث نائی پاڑہ میں تھی اور جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ والی مسجد تعمیر نہیں ہوئی تھی۔ تمام لوگ نائی پاڑہ والی مسجد میں نمازیں ادا کرتے تھے وہاں پر علامہ محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ، مولانا شیر محمد اور مولانا محمد رمضان رحمانی صاحب رحمہ اللہ جمعہ کے خطبات دیتے تھے۔ ان دنوں علامہ محمد یوسف زبیدی صاحب رحمہ اللہ ہیر آباد میں اپنا مطب چلاتے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد مطب میں جماعتی احباب اور دوسرے مسلک کے علماء کرام بھی ان کے مطب میں آتے تھے آپ ان کی چائے سے تواضع کرتے تھے اور علماء کرام سے دوا وغیرہ کے پیسے نہیں لیتے تھے۔ علامہ صاحب کا کہنا تھا کہ ان سے اچھا سلوک کرنے سے تعصب میں کمی آجاتی ہے۔ ۱۹۷۲ء میں جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ کی تعمیر ہوگئی تو ان کا مطب جامع مسجد کی دکان میں شفٹ ہوگیا۔ آج کل اس دکان میں سلفیہ چیری ٹیبل چل رہا ہے۔ اب جامع مسجد لال چند باغ میں خطبہ جمعۃ المبارک، صبح وشام درس قرآن وحدیث دیتے اور لال چند باغ کے گراؤنڈ میں عیدین کی نمازیں پڑھاتے جب تک آپ زندہ رہے آپ کے درس میں دوسرے مسالک کے لوگ بھی مستقل آتے رہتے تھے۔ ان دنوں حاجی اسماعیل میمن ایڈووکیٹ صاحب و محمد ہاشم میمن صاحب ایڈووکیٹ غریب آباد میں رہتے تھے یہ لوگ بھی بڑے شوق سے آپ کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ علامہ صاحب کا وتیرہ تھا ہر درس وخطبہ کے لیے تیاری کرتے تیاری کے بغیر درس وغیرہ نہیں دیتے تھے۔ آپ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا جب بھی وقت ملتا مطالعہ شروع کر دیتے۔ عشاء کی نماز کے بعد اپنے مطب میں رات دیر تک مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ آپ کا تعلق جماعت اسلامی سے بھی تھا، اس وقت میر پور خاص شہر اور ضلع کی امارت بھی آپ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے پاس تھی۔

جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ کی مسجد میں جب نمازوں اور جمعہ کے خطبات اور درس کا سلسلہ شروع ہوا تو نوجوانوں میں عبدالقیوم مفتی، عبدالقیوم جٹ، عبدالوہاب رحمانی، محمد رمضان غوری، اسلام الدین محمدی، ظفر اللہ خان منظر عالم بڑوں میں حاجی نذیر حسین، عبداللہ صاحب، ڈاکٹر سعید مغل، ڈاکٹر سعید مغل کے والد، عبدالسمیع، محمد رمضان رحمانی مولانا شیر محمد، مولانا رفیع الدین، حاجی ابراہیم زرگر، جمیل احمد خان ترین، عبدالجبار ٹین والے، حاجی عرفان، عبدالحکیم، ماسٹر منظور احمد سلفی، عبدالرشید شاہین اور دیوبندی و بریلوی حضرات بھی شوق سے شریک ہوتے تھے۔ علامہ صاحب حلیم طبیعت کے مالک تھے۔ بڑے سکون سے بات سنتے۔ اور جب کوئی اپنی بات پوری کر لیتا تو اس کے بعد بڑی نرمی اور سکون سے اس کی بات کا جواب دیتے۔ نہ تو بیچ میں ٹوکتے اور نہ ہی بیچ میں بولتے تھے۔ دوسرے مسالک کے علمائے کرام ولوگوں کا بہت احترام کرتے تھے ان کی اس طبیعت کی وجہ سے ہر مسلک کے لوگ آتے تھے۔ درس و خطبہ میں تنقید کرنے کی بجائے اصلاحی پہلو پر بات کرتے۔ علامہ صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص کی شہر کی جماعت کے امیر اور مرکزی شوریٰ کے رکن رہے جب تک اس دنیا میں رہے میر پور خاص سے علامہ یوسف زبیدی رحمہ اللہ حاجی نذیر حسین، مولانا محمد رمضان رحمانی، ڈاکٹر سعید مغل اور راقم مرکزی شوریٰ کے رکن تھے ہر مجلس شوریٰ کے میٹنگ میں ہمیں ساتھ لے کر جاتے تھے۔ جب بھی جماعت کی میٹنگ میں جاتے تو تحریری تجاویز دیتے تھے۔ جب جماعت نے لاہور میں اپنے مرکز کی جگہ خریدی اس کی افتتاحی تقریب میں اپنے ساتھ ہمیں لے کر گئے، وہاں پر بھی آپ نے تحریری تجاویز دیں۔ دوسرے روز مینار پاکستان پر گئے اور وہاں پر اس کی تاریخی حیثیت بتائی۔

مینار پاکستان پر سالانہ آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس ہوئی اس میں ہمیں لے کر گئے جس میں محمد رمضان غوری صاحب بھی شریک تھے انھوں نے کہا سلفی صاحب علامہ صاحب کا اس سالانہ کانفرنس میں خطاب ہونا چاہیے میں نے پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی صاحب سے کہا انھوں نے علامہ صاحب کا اسٹیج سے خطاب کے لیے اعلان کیا مگر آپ نہ گئے کہا میں نے اس کے لیے تیاری نہیں کی ہے۔ ایک دفعہ ہمیں اپنے گاؤں خانوالہ جو کہ قصور کے پاس تھا وہاں پر بھی لے کر گئے تھے۔ پنڈی کانفرنس دس سال بعد آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس میاں فضل کی نظامت میں لاہور میں منعقد ہوتی اس میں سندھ سے جماعت لے کر گئے۔

جامع مسجد اہل حدیث لال چند باغ میں شبان اہلحدیث و مرکزی جمعیت طلبہ اہل حدیث کی بنیاد ڈالی اس میں علامہ صاحب نے اپنے نوجوانوں اور طلبہ کی تربیت کی، مجھے خاص طور پر اجلاس بلانے کی تربیت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنے درس دینے اور لوگوں سے ملاقات کرنے اور اخبارات میں خبریں دینے اور خبریں بنانے کی عملی تربیت کی۔ لال چند باغ مسجد میں ہر جمعۃ المبارک کو بعد نماز جمعہ اپنے مطب میں اجلاس بلاتے تھے جس کا انتظام و انصرام میں کرتا اس میں کوٹ غلام محمد، چک ۳۳۳ اور دیگر علاقے کے طلبہ و نوجوان بھی آتے تھے۔ ان کے ہمراہ میں نے بہت سے علاقوں کے دورے بھی کیے میں ۱۹۶۹ء میں میر پور خاص میں آیا اور کھسک پورہ میں ربانی منزل پر رہائش تھی یہاں پر رحمانی صاحب کا لوہے کا گودام تھا یہاں پر ظہر، عصر اور مغرب کی باجماعت نماز ادا کی جاتی تھی۔ کراچی سے علامہ محمد اسحاق روپڑی صاحب رحمہ اللہ اکثر علامہ محمد یوسف زبیدی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کے لیے آتے تھے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے اکثر جلسے گردوارہ روڈ، سبزی منڈی روڈ پر ہوتے تھے جس سے علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ، علامہ قاری عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ اور پنجاب سے معروف علماء کرام آتے تھے۔ ان کے انتظامات، میں اور علامہ محمد یوسف زبیدی صاحب ایک کارکن کی طرح کام کیا کرتے تھے۔ لال چند باغ کی مسجد میں پنجاب سے گھر جاکھی صاحب تبلیغی جماعت لے کر آتے تھے یہ تمام علماء کرام رحمانی صاحب کے گھر پر رکتے تھے۔ ان دنوں حاجی نذیر حسین صاحب غریب آباد میں رہتے تھے۔ انھوں نے لال چند باغ میں رہائش اختیار کی تو اب علماء کرام کا حاجی نذیر حسین کے ہاں انتظام کیا جاتا تھا۔ بھٹو دور میں علامہ یوسف زبیدی صاحب نے روپوشی کے دن بھی گزارے۔ علامہ صاحب جہاں بھی جاتے ایک کوشش ہوتی کہ یہاں پر درس قرآن و حدیث شروع ہو۔ ایک دفعہ آپ جھڈو گئے عصر کی نماز کا وقت تھا مسجد بریلوی مسلک کی تھی اس میں اس وقت نماز پڑھانے کے لیے مولوی موجود نہیں تھا آپ کو سفید بالوں اور بڑی داڑھی کی وجہ سے آگے کر دیا گیا، آپ نے نماز پڑھائی ساتھ میں چند منٹ درس درود مصطفی ﷺ کے عنوان پر دیا وہ لوگ آپ سے بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ جب بھی آپ یہاں آئیں تو اس مسجد میں درس ضرور دیں۔ زبیدی صاحب کی طبیعت میں یہ بات شامل تھی جیسے لوگ دیکھتے ویسا درس دیتے بغیر تنقید کے دیتے۔

علامہ محمد یوسف زبیدی صاحب کے درس سے متاثر ہوکر حاجی محمد اسماعیل میمن ایڈووکیٹ نے سٹلائٹ ٹاؤن میں زمین خریدی اور مدرسہ تعمیر کروایا جس کا نام مدرسہ بحر العلوم السلفیہ رکھا گیا تھا۔ علامہ صاحب مدرسہ کی سند بنوانے کے لیے لاہور گئے تو وہاں پر رشید قمر صاحب نے مشورہ دیا یہ مدرسہ نہیں بلکہ جامعہ ہے اس کے بعد اس کا نام جامعہ بحر العلوم السلفیہ رکھا گیا۔ جامعہ میں بھی آپ نے بچوں کو پڑھایا۔ کراچی سے اہل حدیث ٹرسٹ والے آئے تو آپ کی علمی طبیعت سے بہت متاثر ہوئے انھوں نے آپ کو مرکزی مسجد اہل حدیث

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کورٹ روڈ پر جمعۃ المبارک کے خطبوں کے لیے کہا۔علامہ محمد یوسف زبیدی صاحب کا میر محمدی صاحب سے بہت زیادہ گھریلو تعلقات تھے، میر محمدی صاحب کراچی میں تبلیغی پروگرام کے سلسلے میں قاری صہیب میر محمدی اور اپنے ماموں قاری عزیر کے ساتھ آئے تھے۔

ماہ رمضان میں رات کے وقت کراچی سے فون آیا عبدالعزیز گل صاحب کا کہ علامہ یوسف زبیدی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہم لوگ انھیں میر پور خاص لے کر آرہے ہیں اس کے بعد انھیں گاؤں لے کر جائیں گے میر پور خاص کی جماعت نے احباب کے لیے سحری کا انتظام کیا ایک نماز جنازہ میر پور خاص میں دوسرا جنازہ اپنے گاؤں میں مفتی مولانا محمد یوسف قصوری صاحب نے پڑھا۔ اس جنازہ میں بھی میر پور خاص کی جماعت کے احباب شامل ہوئے تھے۔ علامہ صاحب کے ساتھ کوئٹہ مجلس شوریٰ، گوجرانوالہ اور لاہور کے مجلس شوریٰ کے اجلاس پر ساتھ جاتا رہا ہوں۔

علامہ یوسف زبیدی صاحب رحمہ اللہ حکمت و ہومیو پیتھک کے ڈاکٹر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے لوگوں کو بڑی شفا دی، وہ نبض شناس تھے۔ علاج کے سلسلے میں خواتین بہت زیادہ ہوتی تھیں، وہ صرف ناخن وغیرہ دیکھ کر ہی دوا دیتے تھے۔ جب خواتین کو معلوم ہوتا کہ علامہ صاحب آئے ہیں تو ان کے گھر میں رش ہو جاتا تھا انہیں اپنے آرام کے لیے گھر پر تالہ لگانا پڑتا تھا، بچوں کو اپنی میٹھی گولیاں دیتے تھے۔ ہومیو میں بھی اللہ تعالیٰ نے اچھا خاصہ ملکہ خاص دیا تھا۔ وہ دوائیں استعمال کرواتے تھے جو کبھی دوسرا ڈاکٹر سوچ بھی نہیں سکتا۔

علامہ صاحب کبھی کبھی اپنے تعلیمی دور کے واقعات بھی بتاتے تھے۔ میر پور خاص میں کس طرح سے درس کا سلسلہ شروع کیا وہ بتاتے تھے، پہلے جماعت کی کوئی مسجد نہ تھی لوگ علامہ کے گھر پر جمع ہوتے تھے علامہ صاحب نے جامع مسجد اسٹیشن جہاں کتابیں فروخت ہوتی وہاں کے عالم دین کو کہا محترم درس کا سلسلہ شروع کروائیں انھوں نے کہا چلو ایک ہی درس دیں آپ نے اس طرح سے درس شروع کیا۔ آپ کو جہاں کہیں بھی موقع ملتا آپ درس ضرور دیتے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ سے ایک ملاقات کا احوال

﴿رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝﴾

(مولانا امام الدین جونیجو)

بندہ ناچیز کو موبائل فون پر کال آئی موبائل دیکھنے پر پتہ چلا کہ کال کرنے والے جامعہ بحرالعلوم السلفیہ کے شیخ الحدیث اور ہمارے دوست مولانا افتخار احمد تاج الدین الازہری ہیں۔ علیک سلیک کے بعد اصل موضوع پر آتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ پر ایک خصوصی نمبر شائع کر رہے ہیں لہٰذا آپ ان کے حوالے سے کچھ تحریر ارسال کر دیں جس میں ان کے ساتھ کسی خصوصی ملاقات وغیرہ کا تذکرہ ہو تو ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔ مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ سے ملنے کے لیے دل میں ہمیشہ تڑپ رہتی تھی۔ جامعہ بحرالعلوم السلفیہ میں جب بھی کوئی بڑا پروگرام ہوتا تھا تو ان سے نہ صرف ملاقات ہوتی تھی بلکہ حکیمانہ گفتگو اور عمدہ نصیحتیں سننے کو ملتیں تھیں۔ آپ کی شکل وصورت اور کردار سے دین اسلام کی جھلک نظر آتی تھی۔ کیوں کہ تقویٰ، پرہیزگاری اور صالحیت میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ ان سے ایک خصوصی ملاقات کا احوال کچھ اس طرح ہے کہ آج سے تقریباً ۲۵ سال پہلے ضلع میرپور خاص کے S-P ایس۔ پی محترم داؤد جونیجو صاحب میں ایک ضروری کام پڑ گیا دل میں سوچا کہ محترم ضلع کے اتنے بڑے افسر ہیں میرا کام ہو گا یا نہیں ہو گا اس لیے مولانا زبیدی صاحب سے مشورہ کرتا ہوں پھر یا تو وہ میرے ساتھ چلیں گے یا کوئی چٹ وغیرہ دے دیں گے کیونکہ آپ میرپور خاص کے رہنے والے ہیں ان سے ضرور واقفیت ہوگی۔ یہ سوچ کر میں ان کے گھر پہنچا مجھے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے علیک سلیک کے بعد باتیں اور گفتگو ہوتی رہی اتنے میں مولانا کا چھوٹا نواسہ بھی آ گیا جنھیں دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ یہ چھوٹا بچہ اور آپ دونوں جونیجو قوم کے ہو یہ بات مجھے سمجھ نہیں آئی پھر مولانا صاحب نے خود اس کی وضاحت کی کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح داؤد جونیجو سے کروایا ہے اور یہ چھوٹا بچہ S-P داؤد جونیجو کا فرزند ہے یہ سن کر میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ بعد ازاں انھوں نے ایس۔ پی صاحب کو فون کیا اور کہا کہ میرے ساتھ آپ کی قوم کا میرا دوست اور بھائی مولانا امام الدین جونیجو ہے ہم دونوں آپ سے ملنے کے لیے آ رہے ہیں کیوں کہ ان کا ایک ضروری کام ہے جو آپ نے حل کرنا ہے۔ پھر مولانا صاحب خود میرے ساتھ چلے اور ان سے میرا تعارف کروایا اور میرے مسئلہ کا حل نکلوایا۔ جزاہ اللہ خیرًا وادخلہ الجنۃ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خداداد صلاحیتوں کے مالک

علامہ حکیم محمد یوسف الزبیدی رحمہ اللہ

منیر احمد جونیجو، مدرس جامعہ بحر العلوم السلفیہ

یہ دنیا ایک عارضی ٹھکانہ ہے جو بھی آتا ہے وہ ایک مقررہ مدت کے لیے آتا ہے جیسے ہی یہ مدت پوری ہوتی ہے تو انسان الوداع کہتے ہوئے چلا جاتا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک بے شمار لوگ اس دنیا میں آئے اور چلے گئے لیکن ان میں سے کئی لوگوں کا تذکرہ تک نہیں ملتا لیکن اگر کسی کا تذکرہ ملتا ہے تو دو وجوہات کی بنا پر اچھے کاموں اور اچھے کردار کی وجہ سے تذکرۂ خیر یا بُرے کاموں اور بُرے کردار کی وجہ سے ''تذکرۂ شر'' اول الذکر لوگوں کا تذکرہ ہمیشہ انتہائی عزت و احترام کے ساتھ کیا جاتا ہے ان کے عظیم کردار کی خوشبو تا قیامت جاری وساری رہتی ہے۔ ایسے ہی عظیم لوگوں میں سے ''مولانا محمد یوسف الزبیدی رحمہ اللہ'' بھی ایک ہیں، آپ رحمہ اللہ گاؤں خانوالہ ضلع قصور میں ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام شہاب الدین تھا اور خاندانی اعتبار سے ان کا پیشہ زراعت اور کاشتکاری تھا اور علامہ یوسف الزبیدی رحمہ اللہ کے بڑوں کا شمار علاقہ کے معززین میں ہوتا تھا۔

ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے بعض فطری صلاحیتیں رکھی ہوئی ہوتی ہیں جسے ہم اپنی زبان میں ''خداداد صلاحیت'' کہتے ہیں، اگر ابتداء سے ایک باصلاحیت بندے کو مناسب ماحول اور من پسند فیلڈ مل جائے تو اپنے شعبہ میں ماہر بن کر نکلتا ہے یہی کچھ علامہ موصوف رحمہ اللہ کے ساتھ ہوا چونکہ آپ رحمہ اللہ فطری طور پر تعلیم اور تعلم کے ساتھ وابستگی رکھتے تھے لہٰذا ابتداء سے ہی آپ دین کے رنگ میں رنگ گئے علوم عصریہ کے ابتدائی سات سال مکمل کرنے کے بعد درس نظامی کی تعلیم شروع کی جس کے لیے مختلف مدارس میں داخلہ لیا اور مختلف اساتذہ سے علوم دینیہ میں مہارت حاصل کی۔

کسی بھی طرح یہ ممکن نہیں کہ دین کا ایک سچا طالب علم جو دن ورات قرآن وحدیث کا مطالعہ کرتا ہو وہ شوق جہاد سے سرشار نہ ہو یہی وجہ ہے کہ علامہ موصوف نے تلوار بازی، نیزہ بازی، تیراکی اور گھڑ سواری میں ممتاز مقام حاصل کیا اور بحکم خداوندی اپنے آپ کو ہر وقت جہاد کے لیے تیار رکھا۔

ماضی کے علماء کرام اور موجود زمانہ کے علمائے کرام میں ایک واضح فرق ''شعبہ طب'' کا ناپید ہونا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ماضی کے علمائے کرام علم طب سے خصوصی وابستگی رکھتے تھے جس کی بنیادی وجہ ان کا خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہونا ہے جب کہ فی زمانہ پیسے کی چکاچوند اور مال کی ریل پیل نے خدمت انسانی کے جذبہ کو ٹھنڈا کر دیا ہے لیکن پیشتر زمانہ کے علمائے کرام انسانی خدمت کے جذبے سے سرشار ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ علامہ یوسف الزبیدی رحمہ اللہ شعبہ طب میں بھی فعال رہے اور باقاعدہ طب یونانی کا کورس کیا اور اچھے نمبروں سے پاس بھی کیا اور بعد ازاں آپ ہومیو پیتھک کے بھی اچھے ڈاکٹر بن گئے تھے اور آپ نے طب کی عربی کتب ''کلیات نفیس، قانون حمیات اور شرح اسباب باقاعدہ حکماء سے پڑھیں۔

تدریسی خدمات:

دین کی تعلیم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان تعلیم حاصل کرنے کے بعد دوسروں کو تعلیم دے اور ان کے عقائد کی درستگی کے ساتھ ساتھ اخلاقی تعلیم پر بھی توجہ دے مولانا موصوف مدرسہ زبیدیہ دہلی (ہندوستان) سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے آبائی گاؤں سے تدریسی آغاز کیا اور اکثر بڑے بڑے زمینداروں کے بچوں کو قرآن مجید پڑھانا شروع کیا اور دعوت وتبلیغ کا کام سنبھالا، عالم باعمل اور خداداد صلاحیتوں سے سرشار ہونے کی وجہ سے آپ کی باتیں اس قدر پر تاثیر ہوتی تھیں کہ غیر مسلم بھی سن کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ دین کی تبلیغ میں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتحریر کو بھی ایک نمایاں مقام حاصل ہے علامہ موصوف تصنیفی میدان میں بھی بالکل پیچھے نہیں رہے بلکہ چند ایک کتب اور کئی ایک کتابچہ اور پمفلٹ ان کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

مولانا موصوف رحمہ اللہ اپریل ۱۹۴۱ء میں صوبہ سندھ منتقل ہوئے اور سندھ کے مشہور شہر کنری میں آباد ہوئے اور یہاں پر بھی دعوت وتبلیغ اور دین کی نشر واشاعت کا کام جاری رکھا۔

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ خدمت خلق کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا چاہے ۱۹۵۵ء کا دادو میں آیا ہوا سیلاب ہو یا ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ریگستانی مجاہدین کے ساتھ ریلیف کا کام ہو یا تھرپارکر میں آئی ہوئی قحط سالی یا بارش سے ہونے والے نقصانات ہوں سماجی خدمت میں کبھی پیچھے نہیں رہے ہر ہر گاؤں جا کر متاثر لوگوں کی مالی مدد دلجوئی کرنے کی کوشش کرتے رہے اور اس بات کا میں خود چشم دید گواہ ہوں غالبًا ۱۹۹۸ء یا ۱۹۹۹ء میں دورہ تھر کے دوران ہمارے گاؤں گوگاسر میں مولانا انور ساحرؔ صاحب کی معیت میں تشریف لائے اور غریب افراد میں نقد رقم تقسیم کی۔ اور یوں پوری زندگی تعلیم، تدریس، تبلیغ، خدمت خلق اور گوشہ نشینی عبادت الٰہی میں گزار کر ۲۰۰۹ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تاثرات

(امیر الدین مہر)

مولانا رحمہ اللہ ایک سچے مسلمان، متقی و پرہیزگار وسیع القلب اور متحمل مزاج تھے اور امت مسلمہ کی وحدت کا جذبہ رکھنے والے شریعت پر من وعن عمل کرنے والے اور متبع سنت تھے۔

اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے ساتھیوں، احباب اور اولاد کو دین پر قائم رکھے۔ آمین

تاثرات

(پروفیسر ڈاکٹر عبدالعزیز نھڑیو)

حکیم محمد یوسف زبیدی صاحب کا شمار جماعت کے جید علمائے کرام میں ہوتا ہے ان کی خدمات کا دائرہ نہایت ہی وسیع ہے، آپ نے میر پور خاص عمرکوٹ اور تھرپارکر کے اضلاع میں دعوت کا کام بخوبی سرانجام دیا، آپ جامعہ بحر العلوم السّلفیہ کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ میری ان سے پہلی ملاقات نوکوٹ میں ہوئی تھی جب آپ ۱۹۷۹ء کے سہ روزہ آل پاکستان کانفرنس کے سلسلے میں تشریف لائے تھے لاہور جانے کے لیے آپ نے حیدرآباد سے ٹرین کی بوگی بک کروائی تھی جس میں مجھے بھی ان کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی آپ کے علامہ بدیع الدین رحمہ اللہ کے ساتھ انتہائی گہرے مراسم تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول و منظور فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ جماعت اہل حدیث کے لیے ان کی محنت، قربانیاں، خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمونہ سلف شخصیت

(ابوعمار محمد بلال جونیجو)

﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا﴾ (العنکبوت)

عہد متحدہ ہندوستان میں سلسلہ حدیث کو مستقل طور پر درس نظامی میں اولیت دینے کا اعزاز جس شخصیت کے نصیب میں آتا ہے وہ میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ ہیں۔ پھر اس سلسلہ حسنہ کی ترویج اور تبلیغ میں آپ کے تلامیذہ ہیں۔ آپ کے تلامیذہ میں تاحین حیات تدریس حدیث میں آپ کے مشہور و معروف شاگرد محدث دہلی الشیخ احمد اللہ صاحب رحمہ اللہ پرتاب گڑھی (متوفی ۱۳۶۲ھ) تھے جنہوں نے اکثر تدریس کا وقت دہلی کے مشہور درس گاہوں مدرسہ علی جان دہلی اور مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ مدرسہ زبیدیہ دہلی میں گزارا۔ الشیخ احمد اللہ صاحب رحمہ اللہ کے جن تلامیذہ عظام کی کبرسنی میں ناچیز کو زیارت کا شرف حاصل ہوا ان میں گمنام محدث دیار سندھ علامہ محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ میر پور خاص اور علامہ فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ احمد پور شرقیہ بہاولپور ہیں۔ بات فقط زیارت تک محدود نہیں بلکہ دونوں بزرگوں سے اجازۃ روایۃ لینے کا شرف حاصل ہے۔ دونوں بزرگوں کی اجازۃ روایۃ کو سند عالی کا درجہ حاصل ہے۔ اجازۃ روایۃ کے علاوہ جب ناچیز دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیر والا میں الشیخ سلطان محمود رحمہ اللہ کے پاس پڑھتا تھا تو الشیخ فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ سے بار بار ملاقات ہوتی تھی اور آپ کی قیمتی باتیں خصوصاً عہد طالب علمی کی باتیں سننے کا موقعہ ملتا تھا۔ اتفاق سے جب میرا آخری سال باقی تھا تو زبیدی صاحب کی بھی جلالپور آمد ہوئی۔ چونکہ زبیدی صاحب بھی سندھ کی معروف درسگاہ جامعہ بحرالعلوم السّلفیہ کے مدیر تعلیم تھے اور جامعہ کے لیے شیخ الحدیث کی ضرورت تھی۔ اس سلسلے میں آپ کی جلالپور آمد ہوئی۔ آپ کے ساتھ آپ کے دیرینہ ہم رفیق میر پور خاص کی مشہور معروف بزرگ شخصیت مولانا رمضان رحمانی رحمہ اللہ بھی تھے۔ زبیدی صاحب جب جلالپور آئے اور ہمارے شیخ سلطان محمود رحمہ اللہ اور محقق العصر مولانا رفیق اثری حفظہ اللہ سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے محسوس کیا کہ ہمارے اساتذہ نے زبیدی صاحب کا بڑا احترام کیا خصوصاً اثری صاحب نے آپ کو گزارش کی کہ طلباء کو نصیحت کریں اور اتفاق سے سال کا اختتام تھا تو طلباء کو نتائج تقسیم انعامات تقریب کے موقع پر انعامات وغیرہ بھی زبیدی صاحب کے ہاتھ سے دلوائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دراصل اثری صاحب ہر بات پر زبیدی صاحب کو مقدم کر رہے تھے اس محبت کے پیچھے جو چیز پنہاں تھی وہ یہ کہ زبیدی صاحب اجازۃ روایۃ کے درجہ عالیہ سے سرشار تھے اور اہل علم ہی اس کی قدر و منزلت جانتے ہیں اس لیے کسی نے صحیح کہا ہے:

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

قدر شیر شیر بداند کے بداند رو بھی

مذکورہ پروگرام کے بعد زبیدی صاحب اور رحمانی صاحب کا پروگرام جامعہ سلفیہ فیصل آباد تھا۔ وفاق المدارس السلفیہ کے سالانہ امتحان تھے۔ اس لیے میں اور میرے ہم رفیق مولانا عبدالرزاق ابراہیمی مدیر جامعہ شمس العلوم بدین اور مولانا عبدالقیوم مدیر مدرسہ نور الاسلام سینھر کھوئی بھی تھے۔ اس سفر کے توسل سے زبیدی صاحب کو بہت قریب سے دیکھا آپ میں زہد تقویٰ ہر وقت ذکر سے زبان ترحیٰ الواسعہ باوضو رہنے سے سلف صالحین کی یاد تازہ سے محسوس ہو رہا تھا کہ واقعی آپ بالواسطہ الشیخ احمد اللہ کے الشیخ میاں نذیر رحمہ اللہ کے تلمیذ تھے۔ درحقیقت جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے ایسے اہل علم کی زیارت کے لیے آنکھیں ترستی ہیں کیونکہ ایسے علماء عمل سے ہی علم حدیث کو آبیاری کرتے تھے اور اپنے اساتذہ کے لیے صدقہ جاریہ اور جماعت حقہ کے لیے قیمتی سرمایہ تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زبیدی صاحب کی برزخی زندگی کو آسان فرمائے اور آپ کے متروکہ آثار قبول فرمائے۔ خواہ تحریری صورت میں ہوں یا جامعہ بحر العلوم السلفیہ کی سنگ بنیاد کی صورت میں ہو یا تلامذہ کی صورت میں ہو۔ الامر فوق الادب کے تحت چند سطور پر مشتمل یہ چند الفاظ تحریر کیے ہیں۔ حقیقت میں اس بات کے اہل نہیں ہیں فقط سلف صالحین سے انس کے بناء پر یہ چند سطریں قارئین کی نظر کی ہیں۔

احب الصالحین ولست منهم

لعل الله یرزقنی صالحاً

☆......☆......☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انٹرویو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد یوسف الذبیدی رحمہ اللہ کی زبانی

مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص

تاریخ کے آئینے میں

تحریر: سلمان فارسی

مجلہ بحر العلوم کے لیے لیا گیا ایک خاص انٹرویو

گزشتہ دنوں میں حضرت علامہ محمد یوسف الزبیدی رحمہ اللہ کی میر پور خاص آمد ہوئی تو جامعہ کے شیخ الحدیث جناب افتخار احمد صاحب نے مولانا صاحب سے گزارش کی کہ آپ کچھ جماعت کے بارے میں چند حروف تحریر فرمایئے تاکہ ہم میر پور خاص کی تاریخ جان سکیں تو مولانا صاحب نے معذرت کا اظہار کیا کیوں کہ کچھ طبیعت خراب تھی اور کچھ حج کی وجہ سے مصروفیات بہت زیادہ تھیں لیکن میر پور خاص کی جماعت نے کافی اصرار کیا تو مولانا صاحب نے کہا کہ میں لکھ نہیں سکتا لہٰذا شیخ صاحب نے راقم الحروف کو ان کے آبائی گاؤں کنری ہمراہ روانہ کیا راقم کو ان سے رشتہ داری بھی تھی لہٰذا احقر نے مولانا صاحب کے قیمتی وقت سے چند لمحات لیے وہ اور مختصر انٹرویو لیا جو آپ کے سامنے پیش خدمت ہے۔

سوال:...... مولانا صاحب آپ نے میر پور خاص میں جماعت کا کام کس طرح شروع کیا؟

جواب:...... میر پور خاص میں ۳/ اپریل ۱۹۴۰ء کو آمد ہوئی، اس وقت میر پور خاص میں صرف مولانا رفیع الدین صاحب واحد اہل حدیث تھے جو مجھ سے ملے تو میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو علم سے نوازا ہے لہٰذا میرے اوپر فرض بنتا ہے کہ میں اس کے دین کا کام شروع کروں لہٰذا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میں نے کام شروع کر دیا اور بزم التوحید کے نام سے لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ تو اس کے تین ارکان حاجی عبداللہ صاحب اور حاجی نذیر صاحب اور حاجی خیر الدین صاحب بنے اور میں انھیں درس قرآن اور درس حدیث دیا کرتا تھا اس وقت ہمارے پاس کوئی مسجد نہ تھی ہم میر پور خاص کے ریلوے اسٹیشن کے نزدیک جامع مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے اس میں مولانا محمد صالح صاحب ہوا کرتے تھے ان کے ساتھ میں اکثر رہا کرتا تھا ایک دن میں نے مولانا صاحب کو کہا کہ آپ جمعہ والے دن بعد نماز عصر کو درس قرآن دیا کریں انھوں نے درس قرآن دینا شروع کر دیا اور میں ان کا درس پابندی سے سنا کرتا تھا اس طرح میں نے دو تین دفعہ اس طرح کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخر میں مولانا محمد صالح صاحب نے کہا کہ مولانا یوسف صاحب آپ بھی تو عالم دین ہیں یہ درس آپ دیا کرو تو میں نے درس قرآن دینا شروع کر دیا الحمد للہ اس درس قرآن سے کافی ساتھی متاثر ہوئے اور مجھ سے مختلف قسم کے سوالات کرتے میں ان کا تسلی بخش جواب دیتا آخر کار مجھے جامع مسجد میں جمعہ پڑھانے کا موقع مل گیا اب تو اللہ تعالیٰ کا کرنا ہوا ساتھیوں کا اضافہ ہونے لگا اور اس طرح کارواں بنتا رہا انھی دنوں قادیانیوں نے ایک کتاب لکھی میں نے اس کا جواب دیا اور کتاب مفت تقسیم کی۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ہوا کہ جامع مسجد کے امام محمد صالح صاحب نے رمضان المبارک میں مسجد میں ایک فتویٰ جاری کیا کہ مسنون تراویح بیس ۲۰ ہیں آٹھ سنت سے ثابت نہیں ہیں اور ایک پمفلٹ چھپوانے کے لیے پریس میں دے دیا ایک دن میں پریس کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ پریس والے نے مجھے آواز دے کر کہا کہ مولانا صاحب مولوی صاحب نے آپ کے خلاف ایک پمفلٹ چھپوایا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ میں اہل حدیث ہوں میں اس وقت کسی کام سے جا رہا تھا میں فوراً اس وقت گھر گیا اور اس پمفلٹ کا جواب تحریر کیا اور پریس والے کو کہا آپ اس کو بھی چھاپ دیں۔ لہٰذا اس نے یہ بھی چھاپ دیا اور ہم یہ پمفلٹ جمعہ والے دن جامع مسجد میں لے آئے مولانا صالح صاحب نے وہ پمفلٹ جمعہ والے دن تقسیم کرنے تھے ہم نے بھی اس کا جواب تیار کر کے مختلف گیٹ پر اپنے ساتھیوں کو کھڑا کر دیا مولانا صاحب نے دوران تقریر اعلان کیا کہ میں نے بحوالہ یہ ثابت کر دیا ہے کہ تراویح صرف ۲۰ ہے نماز کے بعد آپ وہ پمفلٹ باہر ساتھیوں سے حاصل کر لیں اللہ تعالیٰ کا کیا کرنا ہوا کہ ان کے ساتھی وہ پمفلٹ لانا بھول گئے ہم نے اپنا پمفلٹ تقسیم کر دیا اب جو بھی لوگ پڑھتے پریشان ہوتے کہ مولانا صاحب نے تو ۲۰ کا ثبوت پیش کیا ہے اور یہاں تو آٹھ تراویح کا ثبوت مل رہا ہے اور وہ بھی احادیث شریف کے بعد احناف کی مستند کتابوں سے بحوالہ نقل کیا گیا تو چند ساتھیوں نے جو مولانا صاحب کے قریب تھے لے کر گئے جب مولانا صالح صاحب نے وہ پمفلٹ پڑھا تو ان کا چہرہ فق ہو گیا فوراً اپنی زبان سے نازیبا الفاظ نکالنے لگے بہر حال اس کا لوگوں میں بڑا اثر ہوا کہ جو بات بھی ہم نے تحریر کی تھی وہ بحوالہ تھی تو الحمد للہ اس سے ہمارے اور ساتھی بنے اس طرح ہم کو ایک شاہی بازار کے حکیم علی احمد خان مرحوم سے ملاقات ہوئی وہ بھی پکے اہل حدیث نکلے الحمد للہ اس طرح ہمیں ساتھی ملتے رہے۔

سوال:...... سنا ہے کہ آپ کے ہاتھ ایک عیسائی پادری اور ایک ہندو تھا کرنے اسلام قبول کیا ہے؟

جواب:...... جی ہاں! یہ بات درست ہے میرا ہیرآباد چوک پر دواخانہ تھا ایک دن میرے دواخانے میں ایک عیسائی داخل ہوا جس نے کالا جبہ پہنا ہوا تھا اور گلے میں بڑی صلیب لٹکائی ہوئی تھی، آ کر کہنے لگا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا صاحب میں نے سنا ہے کہ تم عالم دین ہو میں اسلام کے بارے میں آپ سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں میں نے پہلے اس کی خاطر تواضع کی اور اس کے بعد اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور اس کے مختلف سوالات کے مدلل جوابات دیے۔ وہ میرے اس رویے سے کافی متاثر ہوا میں نے اس کو جاتے وقت کہا کہ آپ میرے مہمان ہو جب بھی میرے پاس آؤ یہ پادری والا لباس بدل کر آنا تو مجھے خوشی ہوگی کیوں کہ دیکھو آپ کو دیکھنے کے لیے لوگوں کی بھیڑ جمع ہے بہر حال وہ آتا رہا اور ایک دن خود کہنے لگا مولانا صاحب میں تو آپ کے پاس اس لیے آیا تھا کہ آپ کو عیسائی کروں گا اور ہم اس طرح ہی کرتے ہیں لیکن آپ نے مجھے اسلام کی ایسی دعوت پیش کی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اب میں دین اسلام قبول کروں آپ مہربانی فرما کر مجھے کلمہ پڑھایئے میں نے کہا کہ آپ کل ڈپٹی کمشنر راجہ بشیر احمد کے دفتر میں تشریف لائیں لہٰذا میں وعدہ کے مطابق ڈپٹی کمشنر کے پاس پہنچ گیا اور وہ پادری بھی آ گیا ڈپٹی کمشنر صاحب نے ہماری کافی عزت کی اور میں نے ان کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا یہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں کوئی قانونی پیچیدگی تو نہیں انھوں نے کہا کہ کوئی نہیں لہٰذا میں نے ڈپٹی کمشنر کے سامنے ان کو کلمہ پڑھایا اور اس کا اسلامی نام محمد الیاس رکھا اور الحمد للہ اس طرح وہ اسلام کا داعی بن گیا اور اسی طرح ہندو خاندان جس کا تعلق ٹھاکر قبیلے سے تھا وہ اسلام قبول کرنے آیا الحمد للہ اس کو بھی قانونی کارروائی کرنے کے بعد کلمہ پڑھایا اور اس کا اسلامی نام عبدالرحمٰن رکھا۔

سوال:...... اس وقت مرکزی جمعیت میر پور خاص کا کیا حال ہے؟

جواب:...... الحمد للہ مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص اپنے مخصوص انداز میں کام کر رہی ہے اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ حق کی دعوت گھر گھر عام ہو الحمد للہ مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص جماعت میں مولانا محمد رمضان رحمانی صاحب، محمد رفیق صاحب اور حاجی سمیع صاحب کافی محنت کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر سعید صاحب، عبدالرزاق اور وحید صاحب جماعت کا بھرپور ساتھ دے رہے ہیں اور اسی طرح محمدی مسجد میں رمضان غوری صاحب، اسلام دین، صدیق اکبر میں عبدالحمید صاحب، محمد سلیم، ظفر الدین صاحب اور عبدالماجد کام احسن انداز میں کر رہے ہیں۔ مساجد میں صبح و شام دروس ہوتے ہیں جامع مسجد لعل چندہ باغ میں مولانا عبداللہ جامی صاحب اپنے مخصوص انداز میں توحید کے جوہر بکھیر رہے ہیں اور محمدی مسجد میں مولانا اقبال صاحب اور صدیق اکبر میں مولانا محمد عبداللہ جونیجو کام سرانجام دے رہے ہیں۔

سوال:...... اس وقت مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص کے تحت کون سے ادارے کام کر رہے ہیں؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواب:...... الحمد للہ مرکزی جمعیت اہل حدیث میرپور خاص کے تحت اس وقت مختلف شعبہ جات کام کر رہے ہیں اور سب سے سرفہرست جامعۃ بحر العلوم السلفیہ سیٹلائیٹ ٹاؤن ہے جس کی بنیاد ۱۹۸۲ء کو احقر نے رکھی تھی اور ایک سال کے مختصر مدت میں اس کی تعمیر مکمل ہوئی اور اس کا با قاعدہ افتتاح ۱۹۸۳ء کو علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ اور میاں فضل حق رحمہ اللہ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے کیا تھا جس میں اب تک ماشاء اللہ ۶۰ حفاظ کرام اور ۳۶ علماء کرام سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔

اور اسی طرح مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر نگرانی ایک شعبہ خدمت خلق کے تحت سلفیہ چیریٹیبل کے نام سے کام کر رہا ہے جس سے اوسطاً روزانہ ۲۰۰ مریض مفت دوا حاصل کرتے ہیں اس کام کے افتتاح میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ میاں فضل حق رحمہ اللہ نے ہم سے دل کھول کر تعاون کیا۔ امداد میں ۲۰ ہزار روپے ارسال کیے اور اس کے علاوہ ہم کو ہر ماہ ۵ ہزار روپے روانہ کرتے ہیں اور اب ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند ارجمند میاں نعیم الرحمٰن طاہر صاحب اپنے والد کے پودے کو سیراب کر رہے ہیں۔ الحمد للہ پہلے اس کی کوئی شاخ نہیں تھی اب الحمد للہ اس کی مزید دو شاخیں بن چکی ہیں ایک سیٹلائیٹ ٹاؤن میں اور دوسری پاک کالونی میں جس میں نادار اور غریب مریض ۵ روپے پرچی کے ذریعہ اپنا علاج کرواتے ہیں اور اس طرح جماعت مختلف کام سرانجام دیتی رہتی ہے۔

سوال:...... میرپور خاص میں جماعت کا لڑکیوں کے لیے کوئی مدرسہ نہیں ہے کیا اس کے بارے میں آپ نے نہیں سوچا؟

جواب:...... نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں یہ تو ہمارا اولین فرض ہے ہم نے تو پہلے یہ ہی سوچا تھا کہ جامع مسجد میں لڑکیوں کا مدرسہ قائم کریں لیکن پھر ہماری جماعت کے دو مخلص ساتھی حاجی محمد اسماعیل صاحب اور محمد ہاشم میمن صاحب سے ملاقات ہو گئی وہ روزانہ میرا درس قرآن اور درس حدیث سننے کے لیے جامع مسجد آیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہن میں یہ بات ڈالی اور حاجی اسماعیل صاحب نے کہا پہلے ہم لڑکوں کے لیے مدرسہ تعمیر کریں گے اور اس کے بعد لڑکیوں کے لیے مدرسہ تعمیر کروائیں گے ابداء میں انھوں نے ایک پلاٹ خریدا اور اس پر تعمیر کا سارا خرچہ برداشت کیا اب الحمد للہ لڑکوں کا مدرسہ ٹھیک کام کر رہا ہے ان شاء اللہ عید الاضحیٰ کے بعد ہم باقاعدہ بچیوں کی پڑھائی کا کام شروع کر دیں گے اور فی الحال جامی صاحب کی زوجہ یہ کام سرانجام دے رہی ہیں اور مستقبل میں ان شاء اللہ ایک باقاعدہ پلاٹ خریدنے کا ارادہ ہے جس کی تلاش شروع کی جا چکی ہے، ان شاء اللہ بہت جلد کام شروع کر دیا جائے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نادر تحریریں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ

(محمد یوسف زبیدیؒ)

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی سیّد الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

امابعد! یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اس بار مجلہ ''بحر العلوم'' دنیائے اسلام کے عظیم مفکر اور قرآن حکیم کے ممتاز مفسر خطیب العصر حضرت علامہ ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی السندھی المکی رحمہ اللہ کی ذات گرامی پر مجلہ موصوف کا (شیخ العرب والعجم نمبر) شائع فرما رہے ہیں۔ اس نمبر میں مجھے بھی کچھ رقم کرنے کا آپ نے فرمایا ہے۔

حضرت شاہ صاحب سے میری ملاقات اور تعلقات ذرا تفصیل طلب ہیں۔ جنہیں عرض کرنا واقعات کی روشنی میں عرض خدمت ہے۔ حضرت العلام جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ سے میری ملاقات قیام پاکستان سے پہلے سے تھی جو درج واقعات سے سامنے آئے گی۔ قیام پاکستان سے پہلے کنری شہر میں میرا یونانی دواخانہ بنام ''کوثر دوا خانہ'' تھا۔ کنری شہر میں صرف ایک مسجد تھی جو ریلوے اسٹیشن کے قریب تھی اور میں اس کا اعزازی خطیب تھا۔ شہر میں ملکیت کے لحاظ سے ہندوؤں اور قادیانیوں کا مرکز تھا۔ قادیانیوں کا کنری میں کپاس کا ایک کارخانہ بھی تھا۔ قادیانی تبلیغی طور پر بہت سرگرم تھے۔ وہ مختلف ہتھکنڈوں سے تبلیغی کام کرتے تھے۔ غرباء کو لالچ اور دیگر لوگوں سے دوستیاں پیدا کر کے کام کرتے تھے۔ شہر میں ایک قادیانی ڈاکٹر تھا جو اپنے آپ کو مرزا قادیانی کا صحابی کہتا تھا اُس کا نام ڈاکٹر احمد دین تھا۔ وہی قادیانیوں کا امیر بھی تھا۔ مجھ سے بھی بحث مباحثہ شروع کر کے مجھے رام کرنے کی کوشش کی ان کا ایک ٹولا باقاعدہ ایک ہفتہ تک روزانہ مجھ سے بحث کرتا جب مایوس ہوگیا تو اپنی ایک کتاب (احمدیہ پاکٹ بک) مجھے دے کر چلا گیا۔ میں نے جواب میں ان کو (محمدیہ پاکٹ بک) دی وہ جان چھڑا کر بھاگ گیا۔ قادیانی ایک تحریک کی طرح کام کرتے ہیں اور کسی تحریک سے کوئی تحریک ہی نپٹ سکتی ہے۔ الحمد للہ جماعت اہل حدیث بھی ایک تحریک ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں میری محترم شاہ صاحب سے قیام پاکستان سے تقریباً پانچ سال پہلے ملاقات ہوئی جب وہ نئے نئے عالم دین فارغ التحصیل ہوئے تھے۔ کنری میں بریلوی مسلک کے ایک مولوی عبدالرحیم صاحب قبیلہ ''ڈل'' سے تعلق رکھتے تھے ان کی شہر میں کپڑے کی دکان تھی۔ میں نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ ہم مل کر سیرت خاتم

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

النبیین ﷺ مہم سے قادیانی فتنہ سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ وہ آمادہ ہوئے تو میں نے ان سے کہا تم اپنا کوئی عالم دین منگوالیا کرو اور میں بھی کچھ ساتھیوں کو دعوت دوں گا۔ چنانچہ ہم نے کنری میں سیرت خاتم المرسلین ﷺ سے کانفرنس کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ میں نے ریاست بہاولپور سے مولانا عبدالحق صاحب محدث احمد پور شرقیہ اور مولانا عبدالعزیز صاحب ملتانی، حضرت شاہ بدیع الدین شاہ راشدی اور حضرت شاہ صاحب کے استاد گرامی حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ رتو ڈیرو والے ان سے رابطہ کر کے کانفرنس رکھی۔ الحمد للہ نتیجہ بہت اچھا سامنے آیا۔ اس کے علاوہ خطبہ جمعہ درس قرآن و درس حدیث بھی جاری رکھا۔ اس کے علاوہ مولانا الیاس برنی رحمہ اللہ کی کتاب ''مقدمہ قادیانی'' بڑا اسیٹ منگوا کر پڑھے لکھے لوگوں میں تقسیم کیا۔

حضرت شاہ صاحب سے قیام پاکستان تک قریبی ملاقات رہی۔ تین سال تک کانفرنس کے بعد بریلوی مسلک کے علماء نے محسوس کیا کہ قادیانیوں کا قلع قمع تو ہو رہا ہے۔ لیکن لوگ وہابیت سے متاثر ہو رہے ہیں اور ہم سے برگشتہ۔

چنانچہ بریلوی علماء نے آپس میں مشورہ کر کے ایک ہینڈ بل شائع کیا کہ قادیانی، وہابی، شیعہ وغیرہ یہ لوگ دین اسلام کے مخالف ہیں بلکہ دین کے بھیڑیے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ہم ان کو مناظرہ کا چیلنج کرتے ہیں۔ شیعہ تو کنری میں تھے ہی نہیں چنانچہ قادیانیوں نے بریلویوں کا چیلنج منظور کر لیا۔ میں نے کافی سمجھایا بریلوی مولوی نہ سمجھ سکا۔ شاہ صاحب سے مشورہ کے بعد ہم نے بھی چیلنج منظور کر لیا۔ اب بریلوی سخت پریشان انہوں نے مناظرے کے لیے دو وفد ترتیب دیے۔ ایک وفد مناظر تلاش کرنے کے لیے دہلی بھیجا اور دوسرا لاہور، دہلی سے انہیں کوئی ایسا مناظر نہ ملا جو بیک وقت اہل حدیث اور قادیانیوں سے مناظرہ کر سکے۔

مایوس ہو کر وہی مولوی عبدالرحیم میرے پاس آیا اور کہنے لگا ہم نے آپ کو دعوت مناظرہ دے کر غلطی کی ہے۔ (حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے اختلاف امتی رحمۃ) میں نے کہا آپ کو اب یاد آیا جب کہ آپ نے اشتہار میں چیلنج کیا ہے۔ اب میرے پاس زمینداروں کی سفارشیں لانا شروع کیں ہم واپس اعلان کرتے ہیں۔ اب ہم مل کر قادیانیوں سے مناظرہ کا انتظام کریں۔ مجھے فوراً ایک سو روپے دیے کہ آپ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ سے رابطہ کر کے ان کو کرایہ بھیجیں۔ وہ قادیانیوں سے مناظرہ کریں۔ میں نے ساتھیوں سے مشورہ کے بعد حضرت شیخ الاسلام جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سے مشورہ کیا (واضح رہے کہ اس زمانہ میں ایک سو روپے آج کے دس ہزار روپے کے برابر تھے۔ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے مجھے فرمایا میں اپنے شاگرد (مولانا عبداللہ معمار صاحب رحمہ اللہ کو) بھیج رہا ہوں۔ اور معمار صاحب رحمہ اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی آمد کا سن کر قادیانی پریشان ہوگئے۔ بہر حال تاریخ مناظرہ سے ایک دن پہلے بریلویوں کا لاہور والا وفد
1 لاہور سے مولوی عمر اچھروی کو لے کر پہنچا۔ اس کے آنے سے بریلوی پھر برگشتہ ہوگئے اور وعدہ توڑ دیا اور کہا کہ اب ہمارا زبردست مولوی آ گیا ہے اب ہم تم سے بھی مناظرہ کریں گے۔ میں نے ساتھیوں کے مشورہ سے عمر اچھروی سے مسائل مناظرہ اور شرائط مناظرہ طے کرنے چلا گیا۔ یاد رہے کہ عمر اچھروی صاحب سے اہل حدیث کے دو مناظرے پہلے پنجاب میں ہو چکے تھے۔ ایک مناظرہ ایک ہفتہ تک رہا اور طے تھا کہ جب تک ہر متنازعہ مسئلہ کا ثالث تحریری فیصلہ نہ دے اور مسائل حل نہ ہو جائیں مناظرہ جاری رہے گا۔ اسی مناظرہ میں ثالث نے تحریری طور پر اہل حدیث کو غالب اور کامیاب اور سچے قرار دیا تھا۔ ہمارے مناظر صاحب مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب ضلع فیروز پور والے تھے جو جناب محبوب شاہ صاحب کے فرزند ارجمند اور مشہور عالم دین اور مناظر تھے۔ عمر اچھروی صاحب اتنے عاجز آئے کہ تحریری لکھ کر دے دیا کہ میرے پاس ان دلائل کا جواب نہیں ہے۔ پھر جب تک عبدالرحیم شاہ صاحب زندہ رہے عمر اچھروی صاحب کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

جناب شاہ صاحب کی وفات کے بعد عمر اچھروی پھر حرکت میں آنے لگے۔ دوسرا مناظرہ ہمارے گاؤں میں ہوا تھا۔ میں ان دونوں مناظروں میں موجود تھا۔ جو اچھروی صاحب سندھ تشریف لائے تو مسائل پر مناظرہ سے انکار کر دیا۔ بلکہ یہ کہا کہ تم مولوی ثناء اللہ صاحب سے وجود میں آئے ہو۔ پہلے صدیوں تک اسلامی تاریخ میں کہیں اہل حدیث کا وجود ہی نہیں تھا تم تو آج مولوی ثناء سے شروع ہوئے ہو اور ہم زمانہ قدیم ابتدائے اسلام سے ہیں۔

تم پہلے وجود ثابت کرو۔ تم ہم سے کیا بات کرو گے۔ عمر اچھروی صاحب مجھے نہیں جانتے تھے اور میں ان کے گھر کا بھیدی تھا۔ اور عجب یہ تھا کہ اچھروی صاحب ہمارے گاؤں کے ایک امام مسجد (میاں شریف الدین) کے داماد تھے۔ میں ان کے گھر کے افراد تک سے واقف تھا۔ میں نے ان سے کہا اب تو ہم آپ کے سامنے موجود ہیں ہمارے جو اختلافی مسائل ہیں مثلاً فاتحہ خلف الامام، بلند آواز سے امام کے پیچھے آمین کہنا۔ میت کا سوئم (تیجہ) ساتواں، چالیسواں، نذر لغیر اللہ (پیر صاحب کے نام کی گیارہویں شریف وغیرہ تمام مسائل پر مناظرہ ہوگا مگر اچھروی صاحب آمادہ نہ ہوئے کیونکہ وہ ان مسائل پر اہلحدیث سے پہلے ہی شکست فاش کھا چکے تھے۔ وہ دوسرے مناظرہ میں بھی بری طرح ہارے تھے ان کا موضوع بھی یہی تھا کہ تم آج مولوی ثناء اللہ سے شروع ہوئے اور ہم زمانہ قدیم سے ہیں۔

میں نے واضح کیا جب ہم آپ کے سامنے موجود ہیں تو ہماری ذات سے آپ کو جو اختلافات ہیں وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے لائیں۔ فیصلہ ہو جائے گا۔ لیکن عمر اچھروی صاحب آمادہ نہ ہوئے۔ اور اہل حدیث کے سامنے ہونے کے باوجود نفی کرتے رہے ان کے بہت سے ساتھی بھی مسائل کا سامنا کرنے سے گریزاں رہے۔ جب وہ کسی طرح آمادہ نہ ہوئے تو مناظرہ اس بات پر ٹھہرا کہ اہل حدیث اپنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وجود ثابت کریں۔ میں نے شرائط مناظرہ طے کر کے اپنے ساتھیوں کو صورت حال سے آگاہ کیا۔

بریلوی دوسرے دن مناظرے میں بری طرح شکست کھا گئے۔ ہماری طرف سے مناظر مولانا عبدالعزیز ملتانی رحمہ اللہ تھے جو سرائیکی زبان میں دلائل پیش کر رہے تھے، ہمارے مناظر نے ''غنیۃ الطالبین'' نکالی اور اچھروی صاحب سے کہا کہ کیا آپ کے پاس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب غنیۃ الطالبین ہے یا میں بھیجوں اچھروی صاحب نے کہا کہ میرے پاس کتاب ہے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب نے فرمایا کہ اچھروی صاب کتاب کا فلاں صفحہ کھولیے۔ وہاں لکھا ہے:

''الذین یرفعون ایدیھم فی الصلوۃ ویؤمنون خلف امامھم اھلحدیث''

اچھروی صاحب! حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو ''ہمارے مناظر نے پوچھا؟'' کتنے سو سال ہو چکے ہیں جو ایک ہزار سال سے کم نہیں ہیں۔ ہم ان کے زمانے میں موجود تھے جس کا حوالہ خود پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ دے رہے ہیں۔ اور وہ خود بھی اسی عقیدے و سنت اور عمل کے قائل تھے۔

عمر اچھروی صاحب نے اپنی باری پر اٹھتے ہی انکار کر دیا میں عبدالقادر جیلانی کو نہیں مانتا۔

بس پھر کیا تھا اچھروی صاحب کے ساتھیوں سمیت سب حیرانی میں ڈوب گئے کہ یہ ہمارے مولوی صاحب پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر کو ماننے سے انکار کر رہا ہے ہمارے مناظر نے کہا لوگو سن لیا آپ لوگوں نے آپ کا مولوی صاحب پیران پیر سے انکار کر رہا ہے جب کہ سندھ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو پیر بادشاہ کہا جاتا ہے۔ ہمارے مناظر نے واضح طور پر سرائیکی زبان میں لوگوں کو خطاب کر کے کہا لوگو دیکھو تمہارا مولوی پیر بادشاہ کو ماننے سے انکار کر رہا ہے۔ اور اچھروی صاحب سے کہا کہ عمر صاحب لکھ کر دیجیے کہ میں نہیں مانتا۔ اچھروی صاحب اتنے متذبذب ہوئے کہ نہ نگلتے بنے نہ اگلتے بنے اور ٹالتے۔ مختلف الزامات کہ میں یہ ہے اور وہ ہے ملتانی صاحب نے کہا ان پر الگ سے مناظرہ رکھ لو پہلے لکھ کر دو میں پیر بادشاہ کو نہیں مانتا ہم مانتے ہیں وہ ہر بار اپنی باری میں ٹالنے کی کوشش کرتا مگر ملتانی چھوڑنے والی نہیں تھے۔

آخر عمر اچھروی نے لکھ کر دیا کہ غنیۃ الطالبین حنفی مذہب کی کتاب ہی نہیں ہے اور میں اسے نہیں مانتا۔ جس پر مناظرہ اسی پر ختم ہو گیا اور اچھروی صاحب بری شکست سے دوچار ہوئے۔ یہ تحریر کئی سال تک میرے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پاس محفوظ رہی۔ (جو آج لکھ رہا ہوں)

اہل حدیث غالب اور فاتح رہے۔ قیام پاکستان کے بعد میں میر پور خاص منتقل ہو گیا۔ یہاں سے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے رابطہ رہا ہم مختلف مواقع پر راشدی صاب کو دعوت دیتے تھے۔ میر پور خاص میں شاہ صاحب کے علاوہ کامونکی کے مولانا حضرت شاہ عبدالغنی صاحب، مولانا قاری عبدالخالق رحمانی صاحب، مولانا علی محمد صمصام اور کئی بار مولانا نور حسین صاحب گھرجاکھی رحمہ اللہ اور کئی دوسرے علمائے کرام تشریف لایا کرتے تھے۔ کبھی ہیرآباد محمدی مسجد کے پاس کبھی گوردوارہ چوک میونسپلٹی کے سامنے اور ایک بار ایک بہت بڑا جلسہ ہوا تھا۔

تاآنکہ جامعہ بحر العلوم السلفیہ کا افتتاح ہوا۔ ۱۹۸۳ء میں حضرت سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ کے دست مبارک سے ہوا تھا اور ان سے ہمیشہ رابطہ رہا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا کی روحانیت

مولانا یوسف زبیدیؒ

مجھے مولانا جان محمد بھٹو صاحب سے ۱۹۵۲ء سے تعارف و شناسائی حاصل رہی اور ۱۹۵۲ء سے میں نے جماعتی دعوت کے سلسلہ میں مولانا کے ساتھ دسیوں بار ضلع تھرپارکر کے دورے کیے۔ اس دور میں کام کا طریق کار یہ ہوتا تھا کہ جس شہر اور قصبہ کا بھی دورہ رکھتے تو تقریر کے بعد بازار میں نکل جاتے اور ایک ایک دُکاندار سرکاری دفتروں میں کام کرنے والے ملازموں اور دیگر معززین شہر سے انفرادی ملاقات کرتے اور ان کے سامنے جماعت اسلامی کی دعوت پیش کرتے اور اس دنیا میں مسلمان کے مقام، حیثیت اور ذمہ داریوں کے بارے میں ان سے بات ہوتی۔

مولانا کے ساتھ دوروں کے دوران ان کی شخصیت سے متعلق واقعات تو بہت ہیں لیکن اس وقت ذہن میں دو واقعات آرہے ہیں۔ غالباً ۵۲ء کی بات ہے سامارو شہر میں ہمارا کوئی حلقہ نہیں تھا پہلی بار مولانا کے ہمراہ سامارو کے دورے کا پروگرام تھا۔ پورے شہر میں ایک بھی فرد ایسا نہ تھا جس سے تعارف ہوتا یا جس سے یہ توقع ہوتی کہ وہ ہمارے پروگرام کو کامیاب بنانے میں تعاون کرے۔ مولانا نے اس کی پرواہ کیے بغیر جیپ میں بیٹھ کر لاؤڈ اسپیکر پر پورے شہر میں اعلان کیا کہ آج یہاں علمائے کرام آئے ہوئے ہیں۔ لوگوں سے درخواست ہے کہ وہ فلاں مقام پر جمع ہوں تقریر ہوگی۔ اس اعلان کے بعد لوگ کافی تعداد میں میدان میں جمع ہوئے اور مولانا نے گاڑی میں بیٹھ کر گھنٹے ڈیڑھ تک تقریر کی۔ اس کے بعد میں نے بھی اردو میں تقریر کی۔ تقریر کے بعد لوگوں سے ملاقات ہوئی اور وہاں جماعت کا حلقہ قائم ہوگیا۔

اسی طرح ایک واقعہ دولت لغاری کا ہے۔ دولت لغاری میں مولانا جمعہ کے موقعہ پر تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو ایک صاحب جو دو دن سے وہاں ہمارے لیے وجہ پریشانی بنے ہوئے تھے، نے اُٹھ کر اعتراضات شروع کر دیے اور اختلافی مسائل اُٹھائے۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ عالم الغیب اور حاضر ناظر ہیں یا نہیں۔ اس وقت مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ یہ ایسا موقعہ تھا کہ تھوڑی سی عدم احتیاط بھی لوگوں کے جذبات کو بھڑکا دیتی۔ مولانا نے اس وقت نہایت فراست سے کام لیا اور سختی سے اس کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

مولانا نے فرمایا کہ اس قسم کے سوالات کرنے والوں کو ان مسائل سے ... فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔ پھر کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہاں دو قسم کے لوگ موجود ہیں ایک وہ جو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ تصور رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ بھی علم غیب رکھتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو علم غیب میں شریک نہیں سمجھتے۔ سوال کرنے والے کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ ہم جو بات یہاں پیش کرنے کے لیے آئے ہیں وہ بات پیش نہ کرسکیں اور یہاں فساد کی فضا قائم ہو۔

اگر میں یہ کہوں کہ رسول اللہ ﷺ حاضر ناظر نہیں تھے تو ان صاحب کو نہیں وہابی کا طعنہ دے کر لوگوں کو ہم سے بدظن کرنے کا موقعہ ملے۔ اس کے برعکس اگر میں دوسرا جواب دوں تو بھی ان صاحب کو فتنہ کھڑا کرنے کا موقعہ ملے۔

اس کے بعد مولانا نے اسلام کی بنیادی دعوت اس انداز سے پیش کی کہ سارا مجمع عش عش کر اٹھا اور ان صاحب پر بُری طرح لعن طعن ہوئی۔ مولانا بھٹو صاحب کے مسلسل کام، دوروں اور تقریروں اور رابطہ کا نتیجہ تھا کہ ضلع تھرپارکر میں ۱۹۶۱ء تک جماعت کے متفقین کے ساتھ حلقے ہو گئے تھے۔ اس میں مقامی آبادی سے تعلق رکھنے والے حلقے زیادہ تھے سال میں ایک بار ضرور ان حلقوں کا دورہ کرتے۔ لیکن بعد میں ضلعی نظم کی طرف سے یہ رابطہ برقرار نہ رکھا جاسکا چنانچہ اب یہ حلقے ۱۲، ۱۳ سے زیادہ نہیں رہے۔

مولانا جان محمد صاحب جماعتی دعوت کے سلسلہ میں ہر مکتبہ فکر کے علمائے کرام سے بھی رابطہ رکھتے تھے۔ ہمارے ضلع میں متعدد علماء کرام جمعیۃ علمائے اسلام سے وابستہ ہیں۔ مولانا ان کے ہاں برابر جاتے وہ مولانا کا اسی طرح احترام کرتے تھے جس طرح اپنے مسلک کے بزرگوں کا کیا جاتا ہے۔ یہاں ایک واقعہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ میر پور خاص میں جمعیۃ علمائے اسلام کے ایک عالم مولانا عطاء اللہ صاحب رہتے تھے۔ جو شروع میں مولانا مودودی اور جماعت کے سخت مخالف تھے انھوں نے ایک بار مجھے بتایا کہ آپ کے مولانا جان محمد بھٹو صاحب تو صاحب روحانیت بزرگ ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگے۔ مولانا سونڈا ضلع ٹھٹھہ کے دورے پر تشریف لائے تھے۔ میں وہاں اپنے مریدوں کے پاس موجود تھا میں نے مولانا سے کہا کہ جماعت اسلامی میں روحانیت سرے سے ہے ہی نہیں مولانا نے پوچھا روحانیت سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا ذکر اللہ اور قلب کا جاری ہونا۔ اس پر مولانا جان محمد صاحب نے کہا کیا شرعی اعتبار سے یہ ضروری ہے کہ جس کا قلب ذکر کرے شریعت میں اس کا ممتاز مقام ہے۔ اس پر میں خاموش رہا۔ دفعتاً میں نے دیکھا کہ

www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا کا قلب جاری ہو گیا اور اس سے میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ کا ذکر سن رہا تھا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ یہ سیاسی قسم کے مولانا ہیں ان کے اندر یہ روحانیت کیسے آ گئی؟ مولانا نے کہا کہ جناب! قلب کے جاری ہونے کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ تو ہر شخص کر سکتا ہے۔ اس میں ذرا ریاضت اور محنت کرنی پڑتی ہے۔ مجھے بھی یہ چیز محنت سے ہی حاصل ہوئی ہے میں اسے کرامت اور بزرگی تصور نہیں کرتا۔

مولانا جان محمد صاحب غیر معمولی ذہین انسان بھی تھے ان کی ذہانت کا ایک واقعہ مجھے چوہدری غلام محمد مرحوم نے بتایا۔ چوہدری صاحب نے بتایا کہ مولانا مودودی سندھ کے دورے پر تشریف لائے تھے۔ غالباً سکھر کی بات ہے وہاں مولانا محترم نے اردو میں ڈیڑھ گھنٹہ کی تقریر کی۔ تقریر کے خاتمہ پر مولانا جان محمد بھٹو صاحب سے کہا گیا کہ وہ مولانا کی تقریر کا مفہوم سندھی زبان میں ترجمہ پیش کریں چوہدری صاحب کا کہنا تھا کہ بھٹو صاحب نے مولانا کی تقریر من عن پیش کی حالانکہ انھوں نے نوٹس بھی نہیں لیے تھے اور نہ ہی انھیں پیشگی اس کے لیے کہا گیا تھا۔

مولانا جان محمد صاحب اپنی شیریں گفتاری، ملنساری، اور اخلاص میں اپنی مثال آپ تھے۔ کارکنوں اور ساتھیوں سے تعلقات کا یہ عالم تھا کہ ہر کارکن کے بچوں کے نام یاد رکھتے تھے اور بچوں کے نام لے کر ان کو بلاتے تھے اور ان کی خیریت پوچھتے تھے۔ مولانا کم گو اور زیادہ سننے والے انسان تھے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أخو اعلم حَيّ خالد بعد موته
وأوصاله تحت التراب رميم

تصانیف

خدمات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز محمدی

مرتب: محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ

ابتدائیہ:

یہ مختصر سا کتابچہ دین کے ایک اہم رکن نماز کے متعلق لکھا گیا ہے میں اور قابل قدر بھائیوں بزرگوں اور پیاری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں سے گزارش کروں گا کہ اس رسالہ کو پورے غور وخوض سے پڑھیں اور اس میں بیان کردہ احکام و امور کو پوری دلجمعی کے ساتھ ادا کریں کیا خبر کہ اس وقت کی ادا کی جانے والی یہ نماز کہیں ہماری زندگی کی آخری نماز نہ ہو اور پھر ہمیں کہیں وہ وقت میسر نہ آ سکے کہ ہم اپنے مہربان رب سے دوبارہ مناجات کرسکیں۔ مومن کا ہر کام اللہ کی رضا کے لیے ہوا کرتا ہے اور پھر اللہ کی رضا اس کے پیارے حبیب ﷺ کی اتباع سے ہی میسر آتی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾

(آل عمران 32،31)

"اے نبی لوگوں سے کہہ دو اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے اور ان سے کہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت قبول کرو۔ الخ"

اور یہ اطاعت زندگی کے ہر لمحہ اور ہر قدم پر مومن اختیار کرتا ہے عبادات ہوں یا معاملات، اجتماعی امور ہوں یا انفرادی اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہی ہونا چاہئیں۔ اور پھر طریق عبودیت بھی وہ ہی ہو جو اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہو

﴿وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾ (الحشر: ۷)

"تمہیں جو کچھ میرا پیغمبر دے اس کو تھام لو (لے لو) اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ۔"

دین اسلام دراصل اسی چیز کا نام ہے۔ صحیح معلومات ہو جانے کے بعد بھی اگر کوئی شخص اپنی ذات اور نفس کی بھی پیروی کرتا ہے تو پھر وہ خود ہی فیصلہ کرلے کہ اس کا مقام کیا ہے فرمایا رب العزت نے:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴾ (النساء : ۱۱۵)

''اور جس نے راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی اور اہل ایمان (اطاعت گزار بندوں) کا راستہ اختیار نہ کیا تو پھر ہم اس کو ادھر ہی (دھکا) دے دیتے ہیں جس طرف وہ جا رہا ہوتا ہے اور ہم اُسے جہنم میں داخل کریں گے جو (بات نہ ماننے والوں کے لیے) بدترین ٹھکانہ ہے۔''

ہم نے اس رسالہ میں کوشش کی ہے کہ نماز کے متعلق ہر وہ مسئلہ جو اللہ کے پیارے محبوب ﷺ سے صحیح روایات سے ثابت ہے اس کو احباب تک پہنچائیں اس معاملے میں ہم نے اپنے بعض قابل قدر شیوخ سے استفادہ کرنے سے بھی گریز نہیں کیا ہے تاکہ بات واضح ہو سکے۔ اور اگر کہیں ہم سے کوتاہی سرزد ہوئی ہے تو ازراہ خیر خواہی ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ طبع ثانی میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔

ہم نے پورے خلوص اور جذبہ خیر سے کوشش کی ہے کہ ہر بات کو کتاب وسنت کے حوالہ جات سے مزین کریں ہاں البتہ بعض مسائل کی تشریح اور وضاحت میں کچھ طوالت ہوگئی ہے خصوصاً زبان سے نیت، سینے پر ہاتھ باندھنا، آمین بالجہر، پاؤں ملانا، رفع الیدین، تثویب وغیرہ۔ میں امید کرتا ہوں کہ کہ اس دعوت کو محض احقاق حق کے لیے قبول کرتے ہوئے اپنے غور سے پڑھیں اور خدا کے دربار میں عمل کا تحفہ اطاعتِ رسول کے جذبہ سے ادا کریں۔ بہرحال جان بوجھ کر میری طرف سے کوتاہی نہیں ہوئی میں نے ہر بات کو مدلل بنانے کی خاطر حتی الوسع کوشش کی ہے اور پیش نظر رضائے الٰہی کے حصول اور یوم جزا کی جواب دہی کا احساس رکھا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہماری قلبی کیفیات سے باخبر ہے۔ اور یہ ہر پڑھنے والے برادر اور عزیز کی ذمہ داری ہے کہ وہ عمل کے اعتبار سے کل خدائے تعالیٰ کے حضور معلومات مل جانے کے باوجود اپنے آپ کو کس رنگ میں پیش کرتا ہے مجھے امید ہے کہ میری ان گزارشات کو ملحوظ فرماتے ہوئے نہایت غور وخوض سے اس کا مطالعہ فرمائیں گے اور پھر ہر خوف ولالچ سے بے نیاز ہو کر اپنی عاقبت کی بھلائی کے پیش نظر اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ کیونکہ یہ بات کھلی اور واضح ہے کہ کل یوم آخرت ہمیں اپنے خالق حقیقی کے حضور اکیلے اکیلے حاضر ہونا ہوگا۔ وہاں دنیا کا کوئی سہارا (سوائے نیک اعمال اور اطاعت اللہ اور اطاعت رسول کے) کچھ کام نہیں آئے گا کیونکہ دین اصل میں نام ہی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

والسلام

خادم ملت حکیم محمد یوسف زبیدی عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

....

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم .

توحید کے بعد دین کا دوسرا بڑا رکن نماز ہے جس کے صحیح ادا کرنے کے متعلق قرآن وحدیث میں بہت تاکید فرمائی گئی ہے۔ یہ مختصر سا کتابچہ نماز کی اہمیت اور اس کی فرضیت اور اس کے صحیح مطابق سنت ادا کرنے کے فضائل نیز اس کے چھوڑنے اور ترک کرنے پر وعید اور نماز کو سنت کے مطابق ادا کرنے کے طریقہ پر مشتمل ہے اسے سمجھ کر پڑھیئے اور یاد کر کے سنت کے مطابق نماز ادا کیجئے ابتداء میں نماز کے مسائل کتاب و سنت کی روشنی میں درج ہیں اور پھر اس کی ترتیب اور آخر میں پوری نماز با ترجمہ بیان کی گئی ہے صحیح نماز وہی ہے جو سنت کے مطابق ادا کی جائے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ ."

(سنن النسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب النساء: ۳۹۳۹)

''نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہے۔''

جو نماز اللہ تعالی کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اسے پورے خشوع وخضوع سے ادا کرنا چاہیے اس کی اہمیت اسی سے واضح ہے کہ دین کے سب احکامات اللہ تعالی نے اپنے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معرفت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجے لیکن نماز اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں بلا کر عطا فرمائی گئی۔ فرمایا نماز دین کا ستون ہے۔ (مشکوۃ)

جس نے نماز قائم کی اس نے دین قائم کیا جس نے نماز چھوڑ دی اس نے دین کو ڈھا دیا۔ "مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ" نماز جنت کی کنجی ہے نماز کی ادائیگی گناہوں کو دھو ڈالتی ہے۔ نماز ادا کرنے سے موسم خزاں کے پتوں کی طرح نمازی کے گناہ گر جاتے ہیں۔ شرک و بدعت سے پاک نماز آگ میں نہیں جائے گا۔ نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے جس نے سنت کے مطابق نماز ادا کی اس پر جنت واجب ہوگئی صحیح نماز سے قیامت کے دن نور آتا ہوگا اور دخول جنت کا ذریعہ ہے "وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" (بخاری، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافر: ٦٣١)

نماز ایسے ادا کرو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ خلاف سنت نماز اللہ تعالی کو پسند نہیں ایسی نماز نمازی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔زندگی کے تمام کاموں سے اہم کام نماز ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے نماز کو کافر جانتے تھے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جونماز نہ پڑھے وہ کافر ہے بے نماز قیامت کے روز قارون فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا جہنم میں ایک طبقہ سخت اور تیز آگ والا ہے جس کا نام سقر ہے قیامت کے روز بے نمازی کو اس میں داخل کیا جائے گا داروغہ اہل جہنم سے سوال کرے گا

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ﴾

تمہیں اس سخت آگ والے طبقہ ''سقر'' میں کس چیز نے داخل کیا۔''

﴿قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ﴾

''کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مساکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔''

قرآن پاک نے بتایا ہے کہ:

﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾

یعنی اس طبقہ والے دوزخیوں یعنی بے نمازیوں کے حق میں کسی کی شفاعت بھی قبول نہیں ہوگی۔

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (الروم: ۳۱)

''نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔''

حقوق اللہ کے بارے میں سب سے پہلے نماز کا ہی سوال ہوگا۔(ابویعلی)

روزے محشر کہ حال گداز بود
اولیں برش نماز بود

لہٰذا نماز پوری پابندی سے مطابق سنت ادا کرنی چاہیے نماز بے حیائی سے روکتی ہے القرآن۔نماز سیکھنا اور اس کو سنت طریقہ سے صحیح طریقہ سے ادا کرنا فرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ﴾ (طٰہٰ: ۱۳۲)

تو اہل وعیال کو نماز کا حکم دو اور خود بھی نماز کی پابندی کرو۔

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (طٰہٰ: ۱۴)

''مجھے یاد کرنے کے لیے نماز پڑھا کرو۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ.)) (ابو داؤد)

"جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو تو ان کو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کی ہو جائے تو اس کو مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کو الگ سلاؤ۔"

دن رات میں نماز پانچ بار فرض ہے فجر ظہر عصر مغرب اور عشاء۔ جس نماز کے ادا کرنے کے اتنے فضائل اور اس کے چھوڑ دینے پر اتنی سخت وعید ہو اسے پیارے نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق ادا کرنا چاہیے نماز کے لیے سب سے پہلے "طہارت" پاک ہونا ضروری ہے۔ نماز ادا کرنا اس تصور کے ساتھ کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ (مشکوۃ)

اور پھر وضو سنت کے مطابق ادا کرنا چاہیے۔ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر موقوف ہے۔ (مشکوۃ)

اور نیت دل کا فعل ہے نہ کہ زبان کا۔ وضو کے وقت دل میں نیت ہو۔ نماز کے وقت دل میں نیت کرنا ضروری ہے (نیت کی تشریح بعد میں آرہی ہے۔)

وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام مسواک کرتے تھے مسواک منہ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اگر اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں ہر وضو کے ساتھ مسواک کو فرض قرار دیتا۔ بغیر بسم اللہ کے وضو نہیں ہوتا۔ اور بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ (مشکوہ)

وضو کے اعضاء دھونے کے ساتھ ہی مومن کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جنت کی کنجی نماز اور نماز کی کنجی وضو اور وضو کی کنجی بسم اللہ اور ہر عبادت کی کنجی صحیح نیت ہے۔

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) (مشکوۃ)

وضو سے پہلے اگر بول و براز کی حاجت ہو تو اس سے فارغ ہو جانا چاہیے کیونکہ پیشاب پاخانہ روک کر نماز پڑھنا منع ہے۔

قضائے حاجت کی دعا:

جب پیشاب پاخانہ کے لیے جائیں تو یہ دعا پڑھیں۔

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.)) (بخاری و مسلم)

"اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے۔"

فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱)...... غُفْرَانَكَ. (مشکوۃ)

''اے اللہ میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔''

(۲)...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى، وَعَافَانِي. (مشکوۃ)

''سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جس نے مجھ سے یہ مصیبت دور کی اور مجھے عافیت دے۔''

مسئلہ:...... راستے میں اور سایہ دار درخت کے نیچے، پانی کے گھاٹ وغیرہ میں قضائے حاجت کرنا منع ہے۔ پانی میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔ غسل خانے میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔ جانوروں کے بلوں میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔ عذر ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے۔ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا چاہیے کیونکہ اس سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔

پیشاب کرتے وقت دایاں ہاتھ شرم گاہ کو نہیں لگانا چاہیے۔ (مشکوۃ)

کسی عذر سے برتن میں پیشاب کرنا جائز ہے۔ (مشکوۃ)

جب قضائے حاجت کے لیے جائیں تو پردہ کی جگہ جا کر بیٹھنا چاہیے۔ (مشکوۃ)

دائیں ہاتھ سے استنجا نہیں کرنا چاہیے۔ (مشکوۃ)

استنجاء میں تین ڈھیلوں سے کم استعمال نہیں کرنے چاہئیں اگر تین ڈھیلوں سے استنجا کرلیا جائے پھر اگر پانی نہ ملے تو کفایت کر جاتا ہے۔ ویسے بعد میں پانی استعمال کرنا افضل ہے۔ (مشکوۃ)

ہڈی، کوئلے، گوبر وغیرہ سے استنجا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ گوبر ناپاک ہے۔ اور ہڈی جنوں کا کھانا ہے (مشکاۃ المصابیح) استنجاء کے بعد ہاتھ کو مٹی، صابن وغیرہ سے مل کر صاف کرلینا چاہیے۔ (مشکوۃ)

طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی طہارت دو قسم کی ہوتی ہے طہارت ظاہری اور طہارت باطنی طہارت ظاہری مثلاً کپڑوں کا پاک ہونا جسم کا پاک ہونا نماز کی جگہ کا پاک ہونا۔ باوضو ہونا، وضو کا پانی پاک ہونا وضو کا برتن پاک ہونا۔

جسم کی طہارت غسل اور وضو سے ہوتی ہے مگر باطنی طہارت صحیح عقیدے اور نیت سے ہوتی ہے۔ مسواک سے نماز کے ستر درجے بڑھ جاتے ہیں۔ وضو میں اعضاء کو دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے وضو کے اعضاء کو ایک ایک بار یا دو دو بار یا تین تین بار دھونا جائز ہے۔ اعضاء کو دو دو بار دھونا نور علی نور ہے۔ اور تین تین بار دھونا انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے۔

صحیح وضو کے بعد آدمی تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا میری امت کے اعضاء

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وضو کے اثر سے قیامت کے روز چمک رہے ہوں گے اور جہاں تک وضو کا پانی اعضاء کو پہنچے گا وہاں تک مومن کو نور کا زیور پہنایا جائے گا۔ موسم کے لحاظ سے وضو کے پانی کا ناگوار ہونے کے باوجود صحیح وضوء کرنا خطاؤں کی معافی اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔ (مشکوۃ)

وضو کا طریقہ

نیت؛ اور بسم اللہ سے وضو شروع کر کے پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین بار دھوئیں اور انگلیوں کا خلال کریں پھر تین بار کلی کریں دانتوں کی میل کچیل دور کریں اگر منہ سے بو آرہی ہے تو فرشتوں کو ناگوار گزرتی ہے پھر سیدھے ہاتھ سے تین بار ناک میں پانی اچھی طرح سے چڑھائیں بائیں ہاتھ سے ناک کو جھاڑیں۔ تین بار دونوں ہاتھوں سے ٹھوڑی تک منہ دھوئیں اور ایک چلو سے داڑھی کا خلال کریں پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت تین بار دھوئیں پہلے دایاں پھر بایاں۔ پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر دونوں ہاتھوں کو اس سے بھگوئیں اور دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح اس طرح کریں کہ پیشانی سے سر کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پیچھے تک لے جائیں۔ اور پھر دونوں ہاتھوں کو پھیرتے ہوئے واپس لے آئیں جہاں سے شروع کیا تھا۔ پھر کانوں کا مسح کریں یعنی پانی سے ہاتھوں کو تر کر کے شہادت کی دونوں انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈالیں اور ان کو کانوں کے اندرونی حلقوں میں گھما کر انگوٹھوں کو کانوں کی پشت پر نیچے سے اوپر تک پھیریں۔ پھر داہنا پاؤں ٹخنوں تک تین بار دھوئیں پھر بایاں پاؤں ٹخنوں تک اسی طرح تین بار دھوئیں۔ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کریں وضو کے بعد شرمگاہ پر پانی کا چھینٹا دینا سنت ہے۔ (مشکوۃ)

گردن کا مسح کرنا ثابت نہیں ہے بلکہ بدعت ہے۔ (ہدایہ: 18/1)

اعضاء دھونے کی دعا

اعضاء دھوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي، و بَارِكْ لِي رِزْقِي ."

(مسند احمد: ١٦٥٩٩)

"اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما میرے اہل میں روزی میں فراخی اور برکت عطا فرما۔"

وضو کے بعد یہ دعا پڑھیں:

"أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ ." (سنن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الترمذی، رقم: ٥٥)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ معبود برحق اور اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے سچے رسول ہیں اے میرے اللہ مجھے پاک رہنے والا بنا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس دعا کو وضو کے بعد پڑھ لیا کرے گا قیامت کے دن اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے۔ وہ جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہوگا۔

وضو کے بعد اس دعا کی بھی بڑی فضیلت ہے:

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ."

"اے اللہ تو ہی تعریف والا ہے اور تو تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تیری طرف رجوع ہو کر بخشش چاہتا ہوں۔"

حضور علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی وضو کے بعد یہ دعا پڑھے گا تو فرشتے اس کو لکھ کر اس پر مہر لگا کر عرش خداوندی کے نیچے محفوظ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ مہر کھولی جائے گی اور پڑھنے والے کو پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ (مشکوۃ)

سبحان اللہ کتنا ثواب ہے۔ ماشاء اللہ آپ نے سنت کے مطابق وضو کر لیا اب نماز کی تیاری فرمائیے۔

تیمم کا طریقہ

اگر پانی میسر نہ ہو یا وضو کرنے سے بیماری کی زیادتی کا ڈر ہو تو بجائے وضو کے تیمم کر لینا چاہیے تیمم کا آسان طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ پاک مٹی پر ماریں پھر ان کو پھونک مار کر منہ پر اور دونوں ہاتھوں پر مع پہنچوں کے ملیں اور وضو والی دعا پڑھ لیں۔ سنت یہ ہے کہ تیمم سے ایک نماز پڑھیں دوسری نماز کیلیے دوسرا تیمم کریں جب پانی مل جائے یا بیماری کا اثر جاتا رہے تو پھر نماز وضو سے ہی پڑھنی چاہیے۔

نواقض وضو کا بیان

مسئلہ: ...... ریح خارج ہونا، لیٹ کر سو جانا، پیشاب پاخانہ سے فارغ ہونا، مذی یا منی کا نکلنا، ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ خود بخود قے آنا، نکسیر پھوٹنا، سنگی لگوانا، نواقض وضو نہیں ہیں۔ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا ضروری ہے۔ بغیر لیٹے اگر اونگ آجائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

جورابوں پر مسح

مسئلہ: ...... تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ، وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ. (مسند

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احمد : ۱۸۲۰۶ ، ابو داود ابن ماجہ)

حضور علیہ السلام نے وضو فرمایا اور اپنی جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔

امام ابوحنیفہ بھی جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔ (ہدایہ جلد اول ص 158)

مسئلہ:...... وضو کے بعد اعضاء کا پونچھنا جائز ہے۔ (مشکوۃ)

مسئلہ:...... نماز میں اطمینان اور حضور قلب ضروری ہے نماز سیکھنا اور اس کو صحیح طریقہ سے ادا کرنا فرض ہے نمازی کا اللہ تعالی محافظ اور نگہبان ہوتا ہے اس شخص کی نماز نہیں ہے جس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو بدبودار چیز کھا پی کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔ نماز سنت نبوی کے مطابق ادا کرو اذان اور تکبیر کے درمیان دعا رد نہیں ہوتی۔ اذان اور تکبیر کے درمیان بھی نماز ہے۔ سات جگہوں پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے غسل خانہ شارع عام، مذبح خانہ، قبرستان، بیت اللہ کی چھت، اونٹوں کا باڑہ، کوڑا کرکٹ والی جگہ۔

اوقات نماز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو نماز, جنازہ، بیوہ کا نکاح۔

صبح صادق ہونے کے بعد جلد نماز ادا کرنا مسنون ہے۔

"نماز سورج ڈھلتے ہی ادا کرو" (بنی اسرائیل: ۷۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سایہ یک مثل ہونے پر نماز عصر ادا فرمائی نماز مغرب غروب آفتاب کے فورا بعد ادا کرنا مسنون ہے۔

نماز عشاء سورج کی سرخی غائب ہونے سے لے کر آدھی رات تک پڑھنا درست ہے البتہ نماز عشاء دیر سے پڑھنا افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیسری رات کا چاند غروب ہونے تک بھی پڑھاتے تھے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء سے پہلے سونے اور بعد میں باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے

وتر آخر رات پڑھنا افضل ہے۔

سنتیں گھر میں پڑھنا زیادہ بہتر ہیں۔

ممنوعہ اوقات

تین وقتوں میں نماز ممنوع ہے۔ طلوع، غروب اور جب سورج عین سر پر ہو، اس وقت کو وقت زوال کہا جاتا ہے مسافر کو سفر میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھنا جائز ہے جماعت کے لیے تکبیر اقامت ہو جانے کے بعد فرضوں کے سوا کوئی نماز نہیں ہوتی فجر اور عشاء کی نمازیں منافقوں پر بھاری ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسجد سے متعلق ادعیہ و احکامات

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

نماز کے ضروری مسائل معلوم ہونے کے بعد آپ مسجد میں تشریف لے گئے تو مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعائیں پڑھیں

(۱) "بِسْمِ اللّٰهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ." (مشکاة)

"اللہ کے نام کے ساتھ درود اور سلام اللہ کے پیارے رسول پر اے میرے رب میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔"

(۲) "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" (صحیح مسلم: ۷۱۳)

"اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔"

مسئلہ: ...... مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اندر رکھنا چاہیے اور مذکورہ کوئی ایک دعا پڑھنی چاہیے اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالنا چاہیے اور یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

مسجد سے نکلنے کی دعا

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ." (صحیح مسلم: ۷۱۳)

"اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔"

اذان و اقامت

اذان کا طریقہ یہ ہے کہ کسی اونچی آواز والے آدمی کو کسی بلند مقام پر کھڑے ہو کر کانوں میں شہادت کی انگلی ڈال کر اونچی آواز میں ٹھہر ٹھہر کر اذان کہنا چاہیے جبکہ اقامت ہلکی آواز سے جلدی کہنی چاہیے یعنی اقامت کے کلمات کو لمبا نہیں کھینچنا چاہیے۔ (مشکوۃ)

اذان کھڑے ہو کر کہنی چاہیے اور حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کہتے ہوئے دائیں طرف اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے ہوئے بائیں طرف منہ پھیرنا چاہیے۔ بخاری مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ

"أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ."

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہے اور اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہے سوائے "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ." کے یہ دو مرتبہ کہنا چاہیے۔ (بخاری مسلم)

اور اس کے جواب میں: أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا (اللہ اسے قائم اور دائم رکھے۔) کہے

اذان کے فضائل درج ذیل ہیں:

جس نے بارہ سال خلوص سے اذان کہی اس کی نجات یقینی ہے۔ مؤذن قیامت کے دن عزت والے ہوں گے شیطان اذان سن کر بھاگ جاتا ہے۔ وغیرہ۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کلمات کی ترتیب اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے اذان کہلوائی آپ نے فرمایا کہ بلند آواز سے کہ

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر

پھر فرمایا کہ بلند آواز سے کہہ:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ.

پھر فرمایا بلند کی آواز سے وہی شہادتیں کے کلمات دوبارہ کہہ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ

پھر فرمایا کہ اونچی آواز سے کہہ:

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ صبح کی اذان ہو تو:

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

نوٹ:...... الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کو تثویب کہتے ہیں یہ مسنون ہے اس کے علاوہ اذان سے پہلے یا بعد تثویب کے طور پر کچھ کلمات کہنا زمانہ نبوت خلفائے راشدین کے زمانے میں قطعاً ثابت نہیں ہے تابعین کے دور میں بعض لوگوں نے کچھ کلمات کو کہنا شروع کر دیا چنانچہ بنوامیہ کے دور میں جب خلیفہ یا حکام مسجد میں پہنچتے تو مؤذن اذان اور اقامت کے درمیان (جس طرح آج کل کہتے ہیں کہ نماز کھڑی ہونے میں اتنے منٹ باقی ہیں قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اور حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ وغیرہ بار بار کہنا (تاکہ لوگ جلد نماز میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شامل ہو جائیں) چنانچہ ایک مسجد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور آپ نے یہ تحویب سنی تو ساتھی سے فرمایا کہ یہ بدعت ہے جلدی کرو بدعتیوں کی مسجد سے نکل چلو اور پھر آپ نے وہاں نماز ادا نہیں فرمائی فرمایا یہ بدعت ہے یہاں نماز نہیں ہوگی ملاحظہ ہو جامع ترمذی ج 1 ص 177 امام ترمذی فرماتے ہیں انما کرہ عبد اللہ بن عمر التثویب الذی احدثہ الناس یعنی حضرت عبداللہ بن عمر نے اس تحویب کو ناپسند کیا جسے لوگوں نے از خود بنایا تھا تحویب جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے وہ صرف صبح کی نماز کے وقت الصلاۃ خیر من النوم ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا:

"لَا تُثَوِّبَنَّ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ." (ترمذی: 177/1)

یعنی فجر کے سوا کسی وقت تحویب مت کہو۔ مگر مختلف زمانوں میں بدعتی لوگ مختلف تثویبیں گھڑتے رہتے ہیں جس کا ایک خاکہ اور نقشہ پیش کر رہا ہوں تا کہ آپ اہل بدعت کے حالات سے واقف ہو جائیں یہ تمام تفصیلات ملاحظہ ہوں حضرت علامہ مقریزی کی کتاب الخطط والاثار مقریزی جلد 4 صفحہ 44, 47)

عباسی خلفاء نمازوں میں کم حاضر ہوتے امامت کے فرائض بھی کوئی دوسرا آدمی سرانجام دیتا فاطمیوں کا بھی یہی حال تھا یہ غالی شیعہ تھے اہل بیت کے ذکر سے ساری کمی پوری کرتے ان کے زمانے میں خلفاء پر سلام کا نام تحویب لکھ لیا گیا۔ فاطمیوں نے حی علی خیر العمل اور محمد وعلی خیر البشر کا اضافہ کیا۔ فاطمیوں کا فتنہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ختم ہوا اور پھر دوبارہ مسنون حجازی اذان جاری ہوئی یہ تقریباً 567 کا واقعہ ہے یہ علاقے ترکوں نے فتح کیے اور ترک حنفی تھے انہوں نے عراقی اذان جاری کی۔ فقہ حنفی کے لیے مدرسے جاری کیے۔ اس وقت نہ اذان میں ترجیع تھی نہ اقامت فرادی (اکہری) بلکہ انہوں نے اذان اور اقامت ایک ہی جیسی جاری کی 791ھ میں ایک گورنر نے جس کا نام منطاش تھا بعض جاھل فقیروں اور صوفیوں کے مشورے سے اس نے ایک جھوٹا خواب گھڑا اور مصر کے داروغہ نجم الدین الطنبدی کو سنا کر تحویب کے طور پر آج کل کی مروجہ صلاۃ (اذان سے پہلے الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ بلند آواز سے) جاری کر دی یہ داروغہ بقول علامہ مقریزی بڑا ظالم جاھل اور ظالم تھا۔

کہ پھر اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہے (مسلم ابو داؤد مشکاۃ)

آج کل بغیر ترجیع کے جو اذان کہی جاتی ہے وہ بھی حدیث میں آتی ہے دونوں احادیث پر عمل کرنا چاہیے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

"فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ."

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی جس طرح مؤذن کہے ویسے ہی کہو یعنی اذان والے کلمات آہستہ آہستہ جواب میں کہے جائیں سوائے حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اس کے جواب میں:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہنا چاہیے۔

اگر بارش کا دن ہو اور پھسلنے کا خطرہ ہو تو حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کی جگہ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ کہنا جائز ہے۔

اقامت: اگر اذان ترجیع کے ساتھ کہی جائے تو اقامت بھی ترجیع سے گیارہ کلمات کہے جائیں۔

اگر اذان اکہری یعنی پندرہ کلمات یا صبح کی اذان کے سترہ کلمات کہے جائیں تو اقامت کے کلمات گیارہ ہونے چاہییں۔ اکہری اذان سے دوہری اقامت یعنی سترہ کلمات کہنا اس کا کہیں بھی ثبوت نہیں۔

اذان کے بعد کی دعائیں

(١) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا (صحيح مسلم: ٣٨٦)

(٢) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. (صحيح مسلم: ٣٨٤)

تشہد والا پورا درود ابراہیمی بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ. (بيهقي: ٢٠٠٩)

"دلی اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوں اے اللہ! محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے ابراہیم اور آپ کی آل پر رحمت بھیجی تھی بے شک تو تعریف کیا گیا ہے۔ اور ان کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

مغرب کی اذان کے بعد کی دعا

"اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ، وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ؛

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَاغْفِرْلِی . " (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب ما یقول عند اذان المغرب رقم : ۵۳۰)

"اے اللہ یہ تیری رات کے آنے اور دن کے جانے کا وقت ہے اور یہ تیرے بلانے والے کی آوازیں ہیں پس مجھے بخش دے۔"

صف بندی

جماعت میں صف بندی نہایت ضروری ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اقیموا صفوفکم فانی اراکم من وراء ظهری وکان احدنا یلزق منکبه بمنکب صاحبه وقدمه بقدمه . "

(بخاری ص ۱۰۰ ج ۱، معالم السنن خطابی ص ۲۳۲ ج ۱)

"یعنی صفوں کو درست کرو میں تمہیں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں (لوگ اس حکم کی تعمیل کے لیے) کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملایا کرتے تھے۔"

ایک حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے جس میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفیں سیدھی کرو کندھے برابر کرو "صفوں کے درمیان" سوراخ بند کرو جب ساتھی ملانے کی کوشش کرے تو مل جاؤ شیطان کے لیے کوئی سوراخ نہ چھوڑو جو صف کو ملائے اللہ تعالیٰ اس کو ملا دے گا جو اسے توڑے اللہ اسے قطع کر دے گا اس مضمون کی بہت سی احادیث موجود ہیں گویا صف ملانے سے دلوں کے بُعد دور ہوتے ہیں۔ فقہ حنفی کی کتاب الدرالمختار بھامش الشامی ج 1 صفحہ 593 ہے:

(ویصف) ای یصفهم الامام بان یامرهم بان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا مناكبهم.

یعنی امام صفیں سیدھی کرنے کا حکم دے کہ لوگ مل کر کھڑے ہوں سوراخ بند کر دیں کندھوں کو برابر کریں۔

عام لوگ سستی میں تنگ دلی سے کام لیتے ہیں پاؤں ملا کر کھڑے ہونا ناپسند کرتے ہیں یہ مسئلہ پاؤں ملانے اور خلائیں بند کرنے کا اختلافی نہیں ہے محض ہماری بے سمجھی ہے اس لیئے پاؤں ملانے پر توجہ دینا چاہیے۔

افتتاح الصلاۃ

حدیث شریف میں ہے:

"كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا ." (متفق علیه)

"یعنی حضور پاک ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے مونڈھوں کے برابر جب نماز شروع کرتے اور جب تکبیر کہتے رکوع کے لیے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے۔"

ایک روایت میں ہے جب دو رکعت پوری کر کے تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تب بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ (مشکوۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو اللہ اکبر کہتے پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع الله لمن حمده کہتے پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جاتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے تو بھی اور دوسرے سجدے میں جاتے تو بھی اور دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تب بھی اللہ اکبر کہتے تھے اسی طرح ساری نماز میں کرتے۔ لیکن آپ ﷺ کے زمانے کے بعد حالات میں کچھ نزاکت زیادہ آگئی تھی اور لوگ نزاکت کی وجہ سے امام ہونے کی صورت میں تکبیرات اونچی آواز میں کہنا چھوڑ گئے تھے یہ اس زمانے کی بات ہے جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نہایت بوڑھے ہو گئے تھے ایک دن انہوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور چار رکعت میں 22 مرتبہ تکبیرات بلند آواز سے کہیں۔ حضرت عکرمہ تابعی ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے جا کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آج میں نے ایک بوڑھے کے پیچھے نماز پڑھی ہے اس نے اونچی آواز میں بائیس تکبیریں کہیں وہ کوئی احمق معلوم ہوتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تیرا ستیاناس ہو یہ تو رسول اللہ ﷺ کی سنت طریقہ ہے۔ (بخاری مشکوۃ)

نیت

سب سے پہلے نیت نماز۔ نیت کا معنی قصد اور ارادہ ہے تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ قصد اور ارادہ دل کا فعل ہے نہ کہ زبان کا۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"النية هى القصد والجزم على فعل الشىء ومحلها القلب لا تعلق لها باللسان اصلا ." (اغاثة اللهفان ص١٥٦ج١)

"یعنی نیت کسی فعل کے قصد اور ارادہ کو کہتے ہیں جس کا محل دل ہے اس کا زبان سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔"

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں: فالنية امر قلبى . (فيض البارى ص٨ج١) یعنی نیت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دل کا فعل ہے۔

لہٰذا اگر نمازی نے دل میں نیت کر لی تو تمام ائمہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی نماز صحیح ہوگی۔زبان سے نیت کرنا اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ ائمہ دین سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

چنانچہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"کان ﷺ اذا قام الی الصلاہ قال الله اکبر ولم یقل شیئا قبلها ولا تلفظ بالنیه البته ولا قال اصلی لله صلاة کذا مستقبل القبله اربع رکعات اماما او ماموما ولا قال اداء ولا قضاء ولا فرض الوقت وهذه عشر بدع لم ینقل عنه قط باسناد صحیح ولا ضعیف ومسند ولا مرسلٍ لفظة واحدة منها البته بل ولا عن احد من اصحابه ولا استحسنه احد من التابعین ولا الائمه الاربعه." (زادالمعاد ص۵۱ ج۱)

"یعنی رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس سے پہلے کچھ نہ کہتے تھے اور زبان سے نیت نہ کرتے اور نہ یہ کہتے تھے کہ میں چار رکعت نفل نماز منہ طرف کعبہ شریف کے امام یا مقتدی ہو کر پڑھتا ہوں۔اور نہ ادا یا قضا یا فرض وقت وغیرہ کا نام لیا یہ دس بدعات ہیں اس بارے میں ایک لفظ بھی کسی نے رسول اللہ ﷺ سے باسند نہیں نقل کیا نہ ضعیف سند سے نہ مرسل سے نقل کیا ہے۔ بلکہ آپ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی منقول نہیں ہوا اور کسی ایک تابعی نے اس کو پسند نہیں کیا اور چاروں اماموں نے بھی اسے اچھا نہیں سمجھا۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"لا یجوز التلفظ بالنیة بمعنی ان ذلك خلاف السنه اذا لم ینقل ذلك من النبی ﷺ واصحابه ومن تبعهم." (لمعات شرح مشکوۃ ص55 جلد اول کذا فی اشعة اللمعات ص33 ج1)

یعنی نیت کا لفظوں سے اظہار کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے پیروکاروں سے منقول نہیں ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

" ولو مکث احدهم عمر نوح علیه السلام یفتش هل فعل رسول الله ﷺ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

او احد من اصحابه شيئا من ذلك لما ظفر به الا ان يجاهر بالكذب البحت فلو كان فى هذا خير لسبقونا اليه ولدلونا عليه . "

(اغاثة اللهفان ص۱۵۸ ج۱)

"یعنی اگر کوئی شخص حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر عمر تلاش وجستجو کرتا رہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے اس میں سے کچھ کیا ہے تو وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوسکے گا سوائے سفید جھوٹ بولنے کے۔ اگر اس میں ...لائی ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے پہلے کرتے اور ہمیں بتا کر جاتے۔"

حضرت مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی اکام النفائس میں لکھتے ہیں:

"كثيرا ما سالت عن التلفظ بالنية هل ثبت ذلك من فعل رسول الله ﷺ واصحابه وهل له اصلا فى الشرع؟ فاجبت بانه لم يثبت ذلك من صاحب الشرع ولا من احد من اصحابه . " (فتوى علماء حديث ص۹۰ حصه دوم)

"یعنی زبان سے نیت بول کر کرنے کے بارے میں بہت دفعہ مجھ سے سوال کیا گیا کہ یہ چیز رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ثابت ہے یا نہیں اور کیا شرع محمدی ﷺ میں اس کا ثبوت اور اصل ہے؟ میں نے جواب دیا کہ زبان سے نیت کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہے۔"

مجدد الف ثانی احمد سرہندی لکھتے ہیں:

"حال آنكه ازاں سرور عليه السلام وعلى آله الصلاة والسلام ثابت نشده است نه بروايت صحيح و نه بروايت ضعيف و نه اصحاب كرام رضى الله عنهم و تابعين عظام رحمهم الله كه بزبان نيت باشند بلكه چوں اقامت مے گفتند تكبير تحريمه" (دفتر اول حصه سوم مكتوب نمبر 186/ 73 طبع امرتسر)

"یعنی زبان سے نیت کرنا رسول اللہ ﷺ سے سند صحیح بلکہ سند ضعیف سے بھی ثابت نہیں ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام زبان سے نیت نہیں کرتے تھے بلکہ جب اقامت کہتے تو تکبیر کہتے تھے۔ لہٰذا زبان سے نیت بدعت ہے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سینے پر ہاتھ باندھنا

نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں سینے پر ہاتھ باندھنے چاہئیں اس کے متعلق بے شمار دلائل موجود ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) "عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ فوضع یدہٗ الیمنٰی علٰی یدہٖ الیسریٰ علٰی صدرہٖ."

یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لیا۔ (صحیح ابن خزیمہ ص۲۴۳ ج۱)

سینے پر ہاتھ باندھنے کے متعلق ابن خزیمہ کی یہ صحیح حدیث ہے جو کہ درج ذیل کتب میں بھی ہے۔ بلوغ المرام، فتح الباری ص۱۵۳ ج۲، نووی شرح مسلم ج۱ ص۱۷۲، تلخیص الحبیر ص۸۷ ج۲، تحفۃ الاحوذی ج۴ ص۲۱۵

فقہ حنفی کی کتاب شرح وقایہ ص۱۳۵ ج۱، شرح قدوری ص۱۲۵ مسند احمد ص۱۷۹ ج۳ میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی یہ حدیث موجود ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں باب باندھا ہے:

(۲) "یعنی نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔"

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ مسجد کی طرف کھڑے ہوئے محراب میں داخل ہوئے پھر آپ نے اللہ اکبر کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھائے پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھا۔ (بیہقی ص۳۰ ج۲)

(۳) عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، وَرَأَيْتُهُ - قَالَ - يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ. (رواہ احمد ص۵۱ ج۳ طبع قدیم مصر، مرعاۃ ص۵۵۷، فتح الغفور ص ۵ قال العلامہ شمس الحق العظیم آبادی اسناد احمد بن حنبل قوی لیس فیہ علۃ)

"قبیصہ بن ہلب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (سلام کے بعد) دائیں بائیں پھرتے ہوئے دیکھا اور میں نے آپ ﷺ کو سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا۔"

(۴) حضرت طاؤس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے پھر دونوں کو سینے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پر باندھ لیتے۔ (فتح الغفور ص ٦، مراسیل ابی داؤد ص ٦)

(٥) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وانحر سے مراد نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے پر باندھنا ہے۔ (فتح الغفور ص ١٣، البیهقی ص ٣٠ ج ٢)

(٦) "عن سلمان الفارسی قال لما رای عیسی علیه السلام انهم قد جده فی طلبها لبس جبة من شعر ثم توضأ واغتسل وصف قدمیه فی محرابه ثم استویا والصق الکعب بالکعب وحاذی الاصابع بالاصابع ووضع یده الیمنی علی الیسری فوق صدره." (زاد المسیر فی علم التفسیر لابن الجوزی ص ٤٥٩ ج ٢، الدرر المنثور ص ٣٤٦ ج ١، ابن کثیر ص ١١٧، ١١٨ ج ٢ ثم قال هذا حسن غریب جدا)

"حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مائدہ کے طلب کے بارے میں ان کے اصرار کو دیکھا تو کوٹ پہنا وضو اور غسل کیا محراب میں اپنے قدموں کو برابر کیا اور ٹخنہ ٹخنے سے ملایا اور انگلیوں کو برابر کیا اور سینے کے اوپر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھا۔"

(٧) "النحر وضع الیمین علی الیسری فی الصلاة حِذاء النحر قاله محمدبن قاسم" (تفسیر فتح البیان ص ٤٦١ ج ١٠)

محمد بن قاسم کہتے ہیں کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے پر باندھنا مراد ہے۔

(7) حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگرد ابوالجوزاء بھی یہی تفسیر بیان کرتے ہیں۔

(احکام القرآن لابن العربی ص 175 ج 4)

(٨) عن ابن جریر الضبی عن ابیه قال رأیت علیًا یمسك شمالهٗ بیمینهٖ علی الرسغ.

یعنی ابن جریر الضبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ناف سے اوپر دائیں ہاتھ سے بائیاں ہاتھ پونچے پر پکڑا یعنی باندھا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلوٰۃ: ٧٥٧، ابوداؤد نسخہ ابن الاعرابی، حاشیہ ابوداؤد ص 110 ج 1 طبع اصح المطابع کراچی۔ مرعات ص 557 ج 1)

(9) علامہ مجدالدین فیروز آبادی لکھتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"كان يضع يمناه على يسراه على صدره." (فتح الغفور ص ۲۴ طبع كراچى)

"یعنی رسول اللہ ﷺ سینے پر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا کرتے تھے۔"

(10) علامہ سیوطی ﷫ لکھتے ہیں:

"وكان ﷺ يضع يده اليمنى على اليسرى ثم يشدهما على صدره وهو في الصلوٰة." (فتح الغفور ص ۲۴ طبع كراچى)

"یعنی رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے پھر دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھ لیتے تھے۔"

شیخ عبدالقادر جیلانی ﷫ کا ارشاد: شیخ موصوف ﷫ نماز کے مسنونات کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔"ضغط اليمين على الشمال فوق السرة." (غنية الطالبين ص ۱۰) یعنی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف سے اوپر رکھنا سنت ہے۔

شمس الدین مرزا مظہر جان جاناں حنفی ﷫:

دست در نماز برابر سینہ مے بست و فاتحہ خلف الامام میخواند و رفع سبابہ میکرد

یعنی نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے تھے اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور تشہد میں رفع سبابہ کرتے تھے (یعنی شہادت کی انگلی اٹھاتے تھے)

علامہ محمد حیات سندھی حنفی فرماتے ہیں:

"ان لوضع الايدى على الصدور في الصلاه اصلا اصيلا ودليلا جليا فلا ينبغي لاهل الايمان الاستنكاف وكيف يستنكف المسلم عما ثبت عن رسول الله ﷺ الذى قال لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به بل ينبغي ان يفعل ذلك." (فتح الغفور ص ۲۹)

"یعنی نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کے لیے مضبوط بنیاد اور واضح دلیل موجود ہے لہٰذا اہل ایمان کے لیے لائق نہیں ہے کہ وہ اس سنت سے انکار اور نفرت کریں مسلمان اس فعل سے انکار اور نفرت کیسے کر سکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو جنہوں نے یہ فرمایا ہو کہ تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک اپنی خواہشات کو رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت نعت کے تابع کرے مسلمان کے لائق ہے کہ وہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی سنت پر عمل کرے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن نجیم حنفی اور ابن امیر الحاج حنفی کا فیصلہ:

"ان الثابت فی السنة وضع الیمین علی الشمال ولم یثبت حدیث یوجب المحل الذی یکون الوضع فیه من البدن الا حدیث وائل المذکور." (البحر الرائق مصری ص ۳۳۱، ابکار المنن ص۱۰۶، فتح الغفور ص ۲۷، مرعاة ص۵۵۷ ج۱)

"یعنی رسول اللہ ﷺ کی سنت سے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے اور کوئی ایسی حدیث ثابت نہیں ہے جو بدن سے باندھنے کے محل (جگہ) کو واجب قرار دیتی ہو سوائے اس حدیث کے (اور اس میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے۔)"

(ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے متعلق فیصلہ): امام نووی نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "هو حدیث متفق علی تضعیفه فان عبد الرحمٰن بن اسحق ضعیف بالاتفاق."

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے متعلق مروی ہے وہ ضعیف ہے اور اس کے راوی عبد الرحمٰن بن اسحاق کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ (شرح مسلم نووی، ج۱، ص۱۷۳ تحفۃ الاحوذی، ج۱، ص۲۱۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اسی روایت کے متعلق فرماتے ہیں: إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ. (فتح الباری ص۳۶٦ ج۲) یعنی اس کی سند ضعیف ہے۔

جامع ترمذی میں دو روایات آتی ہیں پہلی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ سینے پر ہاتھ باندھتے تھے اس کے بعد دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ زیر ناف ہاتھ باندھتے تھے۔ امام ترمذی دونوں حدیثوں پر اپنا فیصلہ فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث صحیح ہے اور دوسری حدیث ضعیف ہے ہے چنانچہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل قوی ہے اور زیر ناف کی حدیث ضعیف ہے۔ (ہدایہ ج1 ص 35)

شرح وقایہ ص 93 میں تو یہ لکھا ہے کہ زیر ناف ہاتھ باندھنے کی کوئی مرفوع حدیث ہے ہی نہیں صرف حضرت علی کا قول ہے وہ بھی بہت ضعیف ہے۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کی حکمت:

مرعات شرح مشکاۃ ص 557 ج 1 طبع لاہور میں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”قال العلماء الحكمه في هذه الهيئه انه صفة السائل الذليل وهو امنع من العبث واقرب الى الخشوع ومن اللطائف قول بعضهم القلب موضع النية والعاده ان من احترز على حفظ شيء جعل يديه عليه وفيه حفظ نور الايمان في الصلاه فكان اولى من اشارته الى العورة بالوضع تحت السره.“

یعنی علماء نے اس ہیئت اور صورت کی حکمت یہ بیان کی ہے (۱) یہ عاجز سائل کی صفت ہے (۲) عبث سے زیادہ مانع ہے (۳) خشوع کے زیادہ قریب ہے۔ (۴) دل نیت کی جگہ ہے اور عادت یہی ہے کہ جو شخص کسی چیز کی نیت کرتا ہے تو (سب سے پہلے) اسی جگہ ہاتھ رکھتا ہے۔ (۵) اور اس سے نماز میں نور ایمان کی حفاظت ہے (جس کا مرکز دل ہے) لہٰذا زیر ناف ہاتھ باندھنے سے شرم گاہ کی طرف اشارہ کرنے کے بجائے نور ایمان کی طرف اشارہ بہتر اور اولیٰ ہے۔

www.kitabosunnat.com

سینے پر ہاتھ باندھنے کے بعد کی دعائیں

(۱)...... اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ. (صحيح البخاري: ٧٤٤)

”اے میرے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری فرما جتنی تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری کر دی ہے اے میرے اللہ مجھے گناہوں سے ایسا پاک صاف کر دیں جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک صاف کیا جاتا ہے اے میرے اللہ میرے گناہوں کو پانی برف اور اولوں سے دھو ڈال۔“

(۲)...... وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ. ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا، إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ. وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا أَنْتَ . لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ . وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ . أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ . (صحيح مسلم : ٧٧١)

''میں نے یکسو ہو کر اس ذات کی طرف منہ کیا ہے جو زمین وآسمان کا خالق ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں بے شک میری نماز میری قربانی میرا جینا میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنی جان پر بہت بڑا ظلم کیا ہے اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں تو مجھے میرے گناہ معاف کر دے حقیقت یہی ہے کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا اور مجھے اچھے اخلاق کی رہنمائی فرما کیونکہ اچھے اخلاق کی رہنمائی تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا اور مجھے بری عادتوں سے بچا اس لیے کہ بری عادتوں سے تیرے سوا کوئی نہیں بچا سکتا میں تیرے دربار میں حاضر ہوں اور ایسی میں سعادت ہے اور سب بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں اور برائی کی نسبت تیری طرف نہیں میں تیری توفیق سے قائم ہوں اور مجھے تیری طرف جانا ہے بابرکت اور شان والی ذات تیری ہے میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔''

(۳)...... سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ .

''اے اللہ تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ بڑا بابرکت ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے شان تیری اور تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔'' (سنن ابی داؤد: ۷۷۵)

تعوذ:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . (ابن ماجه)

''میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے شیطان مردود سے۔''

"أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ؛ مِنْ هَمْزِهِ ، وَنَفْخِهِ ، وَنَفْثِهِ ." (مشكوة)

''میں اللہ سننے والے جاننے والے سے پناہ کہتا ہوں شیطان مردود سے اس کی دیوانگی اور اس کے وسوسوں اور اس کے تکبر سے۔''

مسئلہ:...... بسم اللہ حضور ﷺ سے جہری اور سری دونوں طرح ثابت ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، مشکاۃ)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تسمیہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

سورہ فاتحہ

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۠ ﴾ آمین

مسئلہ آمین بالجہر: ...... جہری نمازوں میں جب امام "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہے تو بلند آواز سے آمین کہنا چاہیے یہ سنت نبویؐ اور سنت صحابہ ہے۔ حضرت وائل فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے فاتحہ کے بعد بلند آواز سے آمین کہی۔

حدیث میں آتا ہے کہ فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں:

"مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ." (بخاری مسلم)

"یعنی مقتدی کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیتے ہیں۔"

ایک روایت میں ہے کہ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (بخاری و موطا محمد) یعنی اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ ترمذی، دارمی، ابوداؤد، ابن ماجہ مصنف ابن ابی شیبہ، مشکوٰۃ میں ہے کہ مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ یعنی آواز کو بلند اور لمبا کر کے آمین کہا۔ ایک حدیث میں ہے کہ آمین سے مسجد نبوی گونج اٹھتی تھی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ یہودی تم سے دو باتوں پر بہت حسد کرتے ہیں مسلمان اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہتا ہے تو یہودی سن کر حسد سے جل جاتے ہیں۔ اور دوسرے جب مسلمان اونچی آواز سے آمین کہتے ہیں تو یہودی حسد سے جل جاتے ہیں۔ لہٰذا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہہ کر اور آمِيْن پکار کر یہود کو خوب جلایا کرو۔

اور کسی ایک صحابی رسول ﷺ سے بھی صحیح سند سے آہستہ آمین کہنا ثابت نہیں ہے۔ اور نہ ہی آمین بالجہر کا انکار ثابت ہے۔ ثابت ہو گیا کہ آمین بالجہر پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

بغداد والے پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے آمین بلند آواز سے کہنا چاہیے۔ حضرت عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بلکہ ... حضرت علامہ محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ ... 193 ... محدث نمبر ...

میں نے خانہ کعبہ میں دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھتے پایا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلند آواز سے آمین کہتے تھے مسجد (بیت اللہ) گونج جاتی تھی۔ (بیہقی قسطلانی)

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی فرماتے ہیں:

"والانصاف ان الجهر قوى من حيث الدليل." (التعلیق الممجد ص ۲/۸۷)

انصاف کی بات ہے کہ بلند آواز سے آمین کہنے کی حدیث دلیل کے لحاظ سے قوی ہے۔

اور حضرت شعبہ رح نے حضرت سفیان ثوری رح کی بات کو قبول کرتے ہوئے آمین بلند آواز کو قبول کیا ہے۔ (سنن الکبری ص 58 ج 2)

اسی طرح علاء بن صالح رح نے بھی حضرت سفیان ثوری کی بات قبول کرتے ہوئے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو بلند آواز سے آمین کہنے والی ہے اس کو قبول کیا ہے۔

ان مختلف روایات سے واضح ہوگیا کہ آمین بلند آواز سے کہنا چاہیے۔ اس کے بعد قرآن پاک سے جو مقام خوب یاد ہو پڑھیں آپ کی سہولت کے لیے چند سورتیں لکھ دی ہیں ترجمہ بھی یاد ہو تو اچھی بات ہے

سورۃ الزلزال:

﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ۬ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ؕ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ؕ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۠﴾

سورۃ التکاثر

﴿اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۠﴾

سورۃ العصر:

﴿وَ الْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۠﴾

سورۃ الکافرون:

﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ وَ لَاۤ اَنَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝﴾

سورۃ اخلاص:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝﴾

سورۃ فلق:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝﴾

سورۃ الناس:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝﴾

سورہ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھ لینے کے بعد قیام مکمل ہوا اَللّٰہُ أَکْبَر کہہ کر رفع الیدین کریں۔

مسئلہ فاتحہ خلف الامام:......امام ہو یا مقتدی سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی کتاب القراءۃ امام بیہقی، امام الکلام مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفی، امام محمد ہدایہ ص 101، امام ابوحنیفہ غیث الغمام بر حاشیہ امام الکلام، عمدۃ الرعایہ از علامہ عینی حنفی ملاں جیون حنفی کی کتاب تفسیر احمدی ان کتابوں میں فاتحہ خلف الامام ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو تحقیق الکلام از علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ)

نیز درج ذیل علماء سے فاتحہ خلف الامام ثابت ہے۔ امام مالک، ابن المبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق رحمہم اللہ۔

اثبات رفع الیدین

(نصب الرایہ للزیلعی سے رفع الیدین کی بحث کا خلاصہ)

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ سنو اور میری طرف متوجہ ہو جاؤ تاکہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھاؤں جس طرح کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرمایا کرتے تھے اسی طریقے پر آپ نماز پڑھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے پھر حضرت عمر قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے اور دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ان کو کانوں کے برابر لے گئے اور پھر تکبیر کہی اور نماز شروع کر دی پھر جب رکوع کیا اسی طرح رفع الیدین کی پھر آپ نے لوگوں سے کہا ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھایا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔ ❶

شیخ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے تمام راوی معروف ہیں جیسے سلیمان بن کیسان ابوعیسی تیمی اس کا ذکر ابن ابی حاتم نے کیا ہے اور ایک بڑی جماعت کا ذکر کیا ہے جنھوں نے ان سے روایت کی ہے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عبداللہ بن قاسم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت ابن عمر اور ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی بیان کی گئی ہے اور پھر ان سے ایک جماعت نے آگے روایت کی ہے اور ان میں کوئی کمزوری نہیں ہے۔ اور پھر امام بخاری نے بھی صحابہ کرام کی ایک جماعت نے بھی رفع الیدین کی حدیث کو بیان کیا ہے اور صحابہ میں بعض کے نام یہ ہیں حضرت ابوقتادہ ابواسید ساعدی، محمد بن مسلمہ البدری، سہل بن سعد ساعدی، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، انس بن مالک، ابوہریرہ،، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن زبیر، وائل بن حجر، مالک بن حویرث، ابوموسی اشعری ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہم

یعنی ان تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین روایت کیا ہے اور امام دارقطنی نے غرائب مالک میں اس حدیث کو خلف بن ایوب بلخی کی روایت سے حضرت مالک بن انس سے انہوں نے امام زہری سے انہوں نے حضرت سالم سے اور پھر انہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں رفع الیدین کرتے دیکھا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے تو تکبیر کے ساتھ ہی رفع الیدین کرتے تھے اور پھر جب رکوع کرتے تب بھی رفع یدین کرتے تھے امام دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر سے ہی روایت بیان کی گئی ہے جس پر کوئی جرح نہیں ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ امام مالک کی طرف سے کوئی جرح نہیں کی گئی ہے۔ (موطا امام مالک فی افتتاح الصلاۃ)

امام بخاری نے اپنی کتاب المفرد میں رفع الیدین کے متعلق اس سند یعنی حدثنی مسدد انہوں نے یزید بن زریع سے انہوں نے سعید بن قتادہ سے اور انہوں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں رفع الیدین کرتے تھے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ابوعمر بن عبدالبر کی سند سے بھی بیان ہوئی ہے جو کہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے حضرت معاذ بن معاذ رضی اللہ عنہ اور ابن ابی عدی اور غندر سعید بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے

❶ امام بیہقی نے اپنی سنن ص 73 ج 2 میں ایک دوسری روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی تو آپ رفع الیدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے (اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ایسے پابندی سے رفع الیدین کرتے تھے گویا کہ ایک متواتر لگاتار) عمل ہے یعنی ایک سماں بندھ جاتا تھا امام بخاری فرماتے ہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کسی راوی کی کمزوری نہیں گردانا اور کسی صحابی سے رفع الیدین نہ کرنے کی کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

امام مالک رح سے ایک اور روایت حضرت نافع رح سے ہے اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے وقت کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے رفع الیدین کرتے کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے امام یحیٰ بن بکیر امام مالک سے یہ الفاظ بھی نقل کرتے ہیں کہ جب رکوع کرتے تب بھی رفع الیدین کرتے تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فی سننہ ج ۲ ، ص ۷۳ عبدالرزاق سے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن جریج کی نماز سے بہتر نماز کو نہیں دیکھا میں نے حضرت ابن جریج کو دیکھا ہے کہ وہ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور حضرت ابن جریج نے یہ نماز حضرت عطاء بن ابی رباح سے سیکھی اور عطاء نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نماز سیکھی اس روایت کو ایوب السختیانی نے عطاء بن ابی رباح سے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے اور وہ متقدمین میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کا ایک اور اثر؛ جو کہ ابن جریج سے اور وہ الحسین مسلم بن یناق سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت طاؤس سے نماز میں رفع الیدین کے متعلق پوچھا حضرت طاؤس نے جواب دیا کہ میں نے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر نماز میں رفع الیدین کرتے دیکھا ہے کہ یہ حضرات نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔

امام بیہقی نے ایک اور ایسی ہی روایت حضرت لیث بن عطاء سے بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ اور ابن عمر اور ابوسعید رضی اللہ عنہم اور ابن عباس، ابن زبیر، ابوہریرہ کو دیکھا ہے یہ سب کے سب رفع یدین کیا کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور اس روایت میں ضعیف نہیں کیا گیا۔ اور اس روایت کو امام بخاری رح نے اپنی کتاب میں سے رفع الیدین کے باب میں حضرت ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر ابوسعید، جابر، ابوہریرہ، انس بن مالک روایت بیان کی ہے کہ تمام صحابہ نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس رفع الیدین کی روایت کو لاتعداد تابعین کرام اور فقہاء مکہ نے اور فقہائے مدینہ نے اور اہل عراق نے اور اہل بصرہ نے اور اہل یمن نے اور اہل خراسان نے بیان کیا ہے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ سعید بن جبیر عطاء بن ابی رباح، مجاہد، قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ بن عمر، عمر بن عبدالعزیز، نعمان بن ابی عیاش، الحسن، ابن سیرین، طاوس، مکحول، عبداللہ بن دینار نافع، عبیداللہ بن عمر، حسن بن مسلم، قیس بن سعید اور اسی طرح روایت کی ہے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے یہ سب کے سب نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے اور عبداللہ بن مبارک رح نماز میں رفع الیدین کیا کرتے تھے اور وہ اپنے زمانے میں ایک مشہور اور معروف امام گزرے ہیں امام ابن مبارک ایک واقعہ کیا بتاتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت نعمان ابوحنیفہ کے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رفع الیدین کی تو حضرت نعمان نے کہا کیا اڑے گا؟ حضرت ابن المبارک نے کہا (ان لم أطر في الأولى) اگر میں پہلی دفعہ (شروع نماز) میں رفع الیدین سے نہیں اڑا تو دوسری بار کرنے سے بھی نہیں اڑوں گا۔

حضرت وکیع فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابن مبارک پر رحم فرمائے بہت حاضر جواب تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم نے رفع الیدین کے متعلق ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، ابن عمر، مالک بن حویرث، وائل بن حجر، ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہم ان کے علاوہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جن میں سے حضرت قتادہ، ابوہریرہ، محمد بن مسلمہ، ابواسید، سہل بن سعد، ابوموسیٰ اشعری، انس بن مالک، جابر بن عبداللہ وغیرہ شامل ہیں اور ان کی صحیح اسناد کے ساتھ روایات ہیں جو کہ سب کی سب قابل حجت اور قابل اعتماد ہیں رفع الیدین کرنے کا ثبوت موجود ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ الحافظ سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ ہم نے دوسری کوئی سنت ایسی نہیں سنی کہ جن کی روایات کے لحاظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر اتفاق کیا گیا ہو جتنا کہ رفع الیدین کی روایت پر اتفاق کیا گیا ہے ان میں چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور عشرہ مبشرہ اور ان کے علاوہ اکابر صحابہ کرام ہیں جو مختلف شہروں میں آباد تھے ان سب نے رفع الیدین پر اتفاق کیا ہے۔

شیخ رحمہ اللہ نے (الامام) کے متعلق فرمایا کہ (جزم الحاکم) یعنی امام حاکم نے ان روایات کے متعلق جزم کا لفظ استعمال کیا ہے اور جزم کا لفظ اس روایت پر بولا جاتا ہے جو روایت بالکل ثابت شدہ ہو اور صحیح ہو امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ ایسے ہی ہے کہ جس طرح ابوعبداللہ فرماتے ہیں اور پھر یہ سنت حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوعبیدہ بن جراح، مالک بن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حویرث، زید بن ثابت ابی بن کعب، ابن مسعود، ابوموسیٰ، ابن عباس، سہل بن سعد ساعدی، ابوسعید خدری، ابو قتادہ انصاری، سلمان فارسی، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عقبہ بن عامر، بریدہ بن الحصیب، ابوہریرہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم ان سب سے ثابت ہے پھر حضرت شیخ الاسلام میں فرماتے ہیں کہ میں نے دوسرے نسخہ کتاب ہی میں بہت سارے نام بھی دیکھے ہیں جن کی ذات اور شخصیت قابل اعتماد اور حجت ہے ان میں حضرت ابوامامہ عمیر بن قتادہ اللیثی ،ابومسعود انصاری اور خواتین میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور اعرابی نے دوسرے بہت سے صحابہ نے رفع یدین کی روایت بیان کی ہے اور ان سب صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین کرنا بیان کیا ہے (کتاب نصب الرایہ، کتاب الصلوٰۃ، ص 416، 417، 418 تالیف حضرت الامام حافظ الزیلعی)

سورۃ فاتحہ اور دیگر کوئی سورت پڑھنے کے بعد قیام مکمل ہوا۔ اللہ اکبر کر کے رفع الیدین کریں اور رکوع میں جائیں۔ رکوع میں سر متوازن ہونا چاہیے۔ نہ زیادہ اونچا ہو نہ نیچا بالکل ایک جیسا برابر ہو۔

رکوع کی دعائیں

(۱)...... سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ

''پاک ہے میرا عظمت والا رب۔'' (نسائی ابوداود)

(۲)...... سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي.

اے میرے اللہ ہمارے رب تو پاک ہیں اور تیری ہی تعریف ہے اے اللہ مجھے بخش دے۔ (بخاری مسلم)

تین سے تیرہ (۱۳) بار (طاق) پڑھیں۔

سجدہ:

پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائیں۔

مسئلہ:...... اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سجدہ سات اعضاء پر کیا کرو دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنے اور پیشانی بمع ناک یہ سات اعضاء ہوئے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ اس طرح کرتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی اور اگر بکری کا چھوٹا بچہ چاہے تو نیچے سے گزر سکے بازوؤں کو کتے کی طرح زمین پر نہ بچھایا جائے بلکہ کہنیوں کو اٹھا کر رکھا جائے۔

خواتین کے لیے سجدے کا کوئی الگ طریقہ نہیں ہے بلکہ مرد اور عورت کے سجدے کا طریقہ بالکل ایک جیسا ہے موجودہ زمانہ میں اکثر خواتین بہنیں سجدہ زمین کے ساتھ چمٹ کر کرتی ہیں ان کو زمین پر ٹکا کر رانوں کو پیٹ سے لگا کر ان کا سجدہ ہوتا ہے جو کہ سراسر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی ہیں عذر ہو تو جائز ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قابل عزت بہنو! ہر عبادت اللہ تعالی کے پیارے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق ہونی ضروری ہے اس میں شرم کی کوئی بات نہیں ہے جبکہ تمام مسلمان نمازی بہنیں وضو رکعات نماز، قیام، قومہ، جلسہ، تشہد وغیرہ سب مردوں کی طرح کرتی ہیں تو آخر سجدہ مردوں کی طرح کیوں نہیں کرتیں۔

پیاری بہنو! حدیث پاک میں مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں بتایا گیا لہٰذا یہ مسئلہ بہنوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

سجدے کی دعائیں

(۱)...... سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی. (مشکوۃ)

''پاک ہے میرا رب جو نہایت بلند مرتبہ والا ہے۔''

(۲)...... اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ. (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، ابواب تفریع استفتاح الصلوۃ، باب ما یستفتح به الصلوۃ......، رقم: ۷٦۰)

''اے اللہ میں نے تیرے لیے سجدہ کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرا فرمانبردار ہوا میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی شکل وصورت بنائی اور اس کے کانوں اور آنکھوں کو چیرا پس بابرکت ہے اللہ جو اچھی خلقت کرنے والا ہے۔''

پھر جب دو رکعت پوری کرتے تو قعدہ (تشہد) فرماتے دو رکعت سے زیادہ کی نماز پر قعدہ کے بعد کھڑے ہوتے تو پھر اللہ اکبر کہتے تھے اسی طرح نماز مکمل کر کے پہلے یا دوسرے قعدے میں التحیات مکمل کرنے کے بعد دونوں طرف منہ پھیر دیتے پہلے سیدھی طرف پھر بائیں طرف اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ دونوں طرف تھے اس طرح نماز ختم کرتے۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ)

باجماعت نماز

اکیلے نماز ادا کرنے سے باجماعت نماز ادا کرنا افضل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ﴿وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ﴾ (البقرۃ:۴۳) یعنی رکوع کرو (نماز پڑھو) رکوع کرنے والوں (نماز پڑھنے والوں) کے ساتھ۔ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ: یعنی باجماعت نماز ادا کرو باجماعت نماز ادائیگی سے تنہا نماز پڑھنے سے 27 درجہ افضل ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ایک ضروری انتباہ:...... (امام کی اقتدالازمی ہے۔)

نماز باجماعت میں امام کی اقتداءضروری ہے تمام ارکان میں مقتدی کا کام امام کے تابع رہنا ہے رکوع سجدہ، وغیرہ ارکان میں امام سے سبقت کرنا حرام ہے اس طرح نماز فاسد ہو جائے گی (گویا مقتدی امام ہو گیا) بلکہ امام کے ساتھ بھی ادا کرنا درست نہیں ہر صورت میں امام کے بعد ہی ارکان کو ادا کرنا چاہیے احادیث اس کی وضاحت سے تائید فرماتی ہیں صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 181، رقم 427 میں حدیث موجود ہے:

"أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ."

یعنی جو آدمی نماز میں امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اسے بے خوف نہیں ہونا چاہیے اس بات سے اللہ تعالیٰ اس کی شکل گدھے جیسی بنا دے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا."

(صحیح مسلم ج۱ ص۱۷۷)

امام ہوتا ہی اس لیے ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو جب سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو جب امام سر اٹھائے تم سر اٹھاؤ اس حدیث کے الفاظ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب امام تکبیر کہہ چکے تو مقتدی اس کے بعد تکبیر کہے جب امام سجدہ میں چلا جائے تو تم سجدے میں جاؤ جب امام سر اٹھا چکے تو تم سر اٹھاؤ امام سے پہل نہیں بلکہ متابعت کرے یعنی پیچھے لگے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ارکان ادا کرنے میں امام سے سبقت کر رہا تھا فرمایا:"لا وحدك صليت ولا بامامك اقتديت" (شرح القسطلانی ج۲، ص ۵۷) "نہ تم نے اکیلے نماز پڑھی نہ ہی امام کی اقتدا کی۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ "انهٗ نظر الى من سبق الامام فقال له ما صليت وحدك ولا صليت مع الامام ثم ضربهٗ وامرهٗ ان يعيد الصلوٰة" یعنی انہوں نے ایک شخص کو امام سے سبقت کرتے دیکھا تو فرمایا نہ تم نے اکیلے نماز ادا کی اور نہ ہی تم نے امام کی اقتداء کی اور اسے مارا اور کہا کہ نماز لٹاؤ۔ (صحیح مسلم بحوالہ رسالۃ الصلاۃ صفحہ 252)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایسی نماز کو ناجائز سمجھتے تھے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"قول النبی ﷺ اذا كبر فكبروا معناه ان تنظروا الامام حتى يكبر ويفرغ من تكبير وينقطع صوته ثم تكبرون بعده والناس يغلطون فى هذه الاحاديث ويجهلونها مع ما عليه عامتهم من الاستخفاف بالصلاة والاستهانة بها

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فساعة یاخذ الامام فی التکبیر یاخذون معه فی التکبیر وهذا خطا."

(رسالہ الصلاہ لاحمد ص ۲۵۲)

یعنی اذا کبر فکبرو کا مطلب یہ ہے کہ امام کی تکبیر ختم ہو جائے پھر مقتدی تکبیر کہیں لوگ جہالت کی وجہ سے غلطی کرتے ہیں اور نماز کے معاملے کو حلقہ سمجھتے ہیں امام کے ساتھ ہی تکبیر کہنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ غلطی ہے امام احمد نے اس مقام پر مسلمانوں کی اس غلطی پر بڑی تفصیل سے لکھا ہے لیکن ہمارے ہاں یہ غلطی عام ہے اور تمام طبقات یہ غلطی کرتے ہیں اگر سبقت نہ کریں تو بھی امام کے ساتھ ضرور ادا کرتے ہیں حالانکہ یہ حدیث کی صاف طور پر خلاف ورزی ہے خطرہ ہے کہ کہیں نماز ہی ضائع نہ ہو جائے اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ تمام ائمہ کے نزدیک اقتداء کی یہی صورت ہے تعجب ہے کہ تمام مکاتب فکر اس غلطی میں مبتلا ہیں جن لوگوں کے نزدیک سنت کی کوئی قدر نہیں ان کی تو بات ہی الگ رہی حضرات اہل حدیث اور دوسرے گروہ بھی اس غلطی میں ہی اول تا آخر مبتلا ہیں۔ الا من رحمه الله

امام احمد کا ارشاد کس قدر درست ہے وہ فرماتے ہیں:

"لو صلیت فی مأة مسجد ما رایت اهل مسجد واحد یقیمون علی ما جاء عن النبی ﷺ وعن اصحابه رحمه الله علیهم."

(رسالة الصلاة لاحمد ص ۱۵٤)

''آپ سو مسجدوں میں نماز ادا کریں کسی بھی مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف پر آپ کو نماز نہیں ملے گی، لہٰذا اس پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔''

نوافل کا بیان

((عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ.)) (رواه الترمذی، ابواب الصلوة، باب من صلی فی یوم ولیلة......، رقم: ٤١٥)

''حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات اور دن میں بارہ رکعت سنت پڑھے گا، اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا: چار رکعتیں ظہر سے پہلے، دو رکعتیں اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فرض نمازوں اور مؤکدہ سنتوں کی رکعتیں

نماز	سنت قبل	فرض	سنت بعد	ٹوٹل
فجر	2	2	0	4
ظہر	4	4	2	10
عصر	4	4	0	8
مغرب	0	3	2	5
عشاء	4	4	2(1یا3 وتر	13-11

فرائض کے علاوہ مذکورہ بالا سنتوں کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں ان کے علاوہ باقی سب نوافل ہیں اور غیر مؤکدہ ہیں۔

غیر مؤکدہ سنتوں اور نوافل کا بیان:

نفل کے معنی زائد کے ہیں وہ مرضی کی نماز ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے روز نمازوں کی کوتاہی وغیرہ کو نوافل سے مکمل کر دیا جائے گا پنجگانہ نماز میں اصل رکعت تو وہی ہیں جو اوپر لکھی گئی ہے بقیہ نوافل ہیں ہر شخص کی مرضی کی نماز ہے اور اپنی خوشی کی عبادت ہے نوافل گھر میں پڑھنے کا ثواب ہے۔

احادیث میں نوافل کا بہت ثواب آتا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفلوں میں سے کسی پر اتنی تاکید نہیں فرماتے جتنی فجر کی سنتوں پر فرماتے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے اور بعد چار چار رکعتیں ادا کیں اللہ تعالیٰ نے اسے آگ پر حرام کر دیا۔ (ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، مشکوٰۃ)

عصر سے پہلے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے جو چار رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداود مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مغرب کی اذان کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس طرح ستونوں کی اوٹ میں نماز پڑھا کرتے تھے گزرنے والا گزرتا تو سمجھتا کہ شاید فرضوں کی جماعت ہو چکی ہے۔ (مشکوٰۃ)

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت پڑھ لیا کرو (تین بار فرمایا) اور تیسری مرتبہ فرمایا جو چاہے۔ (مشکوٰۃ، بخاری، مسلم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعتیں دو دو رکعت کر کے ادا فرماتے لیکن دو دو رکعت ادا کرتے۔ (ترمذی، مشکوۃ)

ایک حدیث میں ہے جو شخص مغرب کے بعد دو رکعت پڑھتا ہے اس کی نماز پہنچا دی جاتی ہے

دوسری روایت میں ہے دو کے بجائے چار رکعت کی الفاظ ہیں۔ (مشکوۃ)

لیکن یہ حدیث مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے ایک روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مغرب کے بعد چھ رکعت نماز نفل ادا کرے اور ان کے درمیان کوئی بھی بات نہ کرے تو اس کو بارہ برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوۃ)

لیکن یہ حدیث سخت ضعیف ہے امام بخاری اس کو قابل حجت قرار نہیں دیتے۔

فجر کی سنتوں کے بعد کی دعائیں

(١)..... اللهم رب جبرائيل وميكائيل اسرافيل ورب محمد اعوذبك من النار .

الٰہی! رب حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل کے اور اے رب حضرت اسرافیل اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میں آپ سے جہنم کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔ (مجمع الزوائد، ج۱، ص۱۰۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ دعا جمعہ کے دن نماز فجر سے پہلے تین مرتبہ پڑھی جائے تو بندے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (کتاب الاذکار ص 40)

(٢)..... استغفر الله الذى لا اله الا هو الحى القيوم واتوب اليه .

"میں بخشش مانگتا ہوں اس اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ اور قائم ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"

وتر

وتر رات کی نماز ہے جسے تہجد کے ساتھ پڑھنا چاہیے جو شخص تہجد کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا وہ عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھ لے۔ بہتر یہ ہے کہ تہجد کے ساتھ آخر میں پڑھا جائے۔ وتر کے معنی ایک کے ہیں۔ اور وتر ایک رکعت ہے۔ (ابو داؤد نسائی)

اس کے علاوہ تین رکعت اور پانچ رکعت بھی ہیں۔

مختصر طور پر مسائل وتر

وتر ایک، تین، پانچ، سات، نو، گیارہ اور تیرہ تک حدیث شریف میں ہیں جن کے پڑھنے کا طریقہ یہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ تین پانچ سات تک درمیان کی تشہد نہیں ہے صرف آخری تشہد ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

"کان النبی ﷺ یوتر بثلاث لا یقعد الا فی آخرھن." (المستدرك للحاكم)

"یعنی حضور ﷺ تین وتر پڑھتے اور آخر میں بیٹھتے دو رکعت پر نہ بیٹھتے۔

ہاں نو گیارہ، تیرہ میں یہ طریقہ ہے کہ نو رکعت میں آٹھویں رکعت پر تشہد کریں اور نویں رکعت اٹھ کر پڑھ لیں اسی طرح گیارہ میں دس رکعت کے بعد تشہد اور پھر گیارہویں، تیرہ میں بارھویں رکعت پر تشہد اور پھر آخری رکعت پڑھ لیں۔ 3 وتروں میں سے حضور ﷺ سورہ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ اور دوسری رکعت، سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے

دعائے قنوت آخری رکعت کے قومہ میں پڑھنا چاہیے۔ (ابوداود)

وتروں کے بعد سلام پھیر کر سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کہنا چاہیے دو بار کچھ بلند آواز سے اور آخری بار آہستہ آواز سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا وتر حق ہے ہر مسلمان پر خواہ ایک پڑھے یا تین پڑھے یا پانچ بلکہ سات اور نو، گیارہ، تیرہ تک حدیث پاک میں ثبوت ہے۔

دعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِی فِیمَنْ هَدَیْتَ، وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِكْ لِی فِیمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَیْتَ، إِنَّكَ تَقْضِی وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ، وَإِنَّهُ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ، وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ. (ابوداؤد)

"اے اللہ! مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں (داخل کر کے) جن کو تو نے ہدایت دی ہے اور مجھے عافیت دے ان لوگوں میں (داخل کر کے) جن کو تو نے عافیت دی ہے اور میری کارسازی فرما ان لوگوں میں (داخل کر کے) جن کی تو نے کارسازی کی ہے اور مجھے میرے لیے اس چیز میں برکت دے جو تو نے عطا کی ہے اور مجھے اس چیز کی برائی سے بچا جو تو نے مقدر کی ہے، تو فیصلہ کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ جسے تو دوست رکھے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا اور جس سے تو دشمنی رکھے وہ عزت نہیں پا سکتا، اے ہمارے رب تو بابرکت اور بلند و بالا ہے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قربانی

سنتِ ابراہیم علیہ السلام کا عظیم کارنامہ

جسے امام الانبیاء خاتم النبیین ﷺ نے بحکم خالق کائنات امت مسلمہ کو ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

مرتب: خادم دین: محمد یوسف زبیدی

سنت خلیل علیہ السلام اور عید قربان:

مومن کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا خاتم النبیین، امام الرسل رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت سے حاصل ہوتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

1: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: ۳۱)

2: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾

(الاحزاب: ۲۱)

3: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء: ۸۰)

4: ﴿وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر: ۷)

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان اور مسلمانوں کے لیے سال بھر میں دو دن نہایت ہی خوشی اور مسرت کے مقرر فرمائے ہیں۔ ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ۔

یہ دونوں دن اعلیٰ قسم کی عبادت کے دن بھی ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جمعہ تو فرض ہے، لیکن اگر جمعہ اور عید ایک دن اکٹھے آجائیں تو نماز عید ضرور ادا کی جائے گی۔ اور ساتھ ہی نماز جمعہ ادا کرنے کی اجازت دے دی کہ پڑھ لے ثواب نہ پڑھے تو کوئی گناہ نہیں۔ دونوں کو ادا کرے تو نور علیٰ نور۔ کیوں کہ عیدین تو سال میں دو ہیں اور جمعہ ہر ساتویں دن ہے۔

عید الفطر تو رمضان المبارک کے اختتام پر بطور ضمیمہ کے آتی ہے اور یہ نماز شکر ہے۔

عید الاضحیٰ اپنے پہلو میں ایک بہت بڑی یادگار رکھتی ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے، جس میں حضرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے حکم کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہوئے اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی پیش کر کے ثابت کر دیا کہ مؤمن اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر اپنی محبوب سے محبوب چیز اس کی راہ میں قربان کر سکتا ہے، جس میں جان، مال اور اولاد سب شامل ہیں۔

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران : ۹۲)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس عظیم قربانی کا ذکر قرآن حکیم میں بڑی تفصیل سے فرمایا ہے۔

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے صرف خواب میں اشارہ پا کر اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی کو تیار ہو گئے تھے۔

یہ واقعہ ۱۰ ذوالحجہ کو منیٰ میں پیش آیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال مہربانی سے فرمایا:

﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾

"اور ہم نے (حضرت ابراہیم علیہ السلام کو) اس قربانی کے بدلے ذبح عظیم عطا فرما دیا"

اور پھر آئندہ کے لیے حکم جاری فرمایا:

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ (الصافات : ۱۰۸)

"اور ہم نے اس قربانی کو پیچھے آنے والی اُمتوں کے لیے جاری فرما دیا۔"

چنانچہ حجاج کرام حج کے موقعہ پر عرفات سے واپسی کے وقت مقام منیٰ پر ۱۰ ذوالحجہ کو اسی سنتِ ابراہیمی کو زندہ کرتے ہیں۔ اور اس کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اس لیے ہر حاجی، جو حج کے لیے جائے، اس پر اس سنت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اور پھر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری اُمت کو فرمایا کہ حاجی مقام منیٰ میں قربانی کرتے ہیں، تم اپنے گھروں میں اسی سنت پر عمل کرو۔ یہی وہ عید قربان ہے، جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((ما من أيامِ العمل الصالح احب الى اللّٰهِ مِنْ هٰذهِ الايام العشر فقالوا يا رسول اللّٰهِ وَلَا الجهادُ فِي سبيل اللّٰهِ فقال وَلَا الجهاد فِي سبيل اللّٰهِ اِلَّا رجل خَرَجَ بنفسِه ومَالِه فَلم يَرجع مِنْ ذالكَ من شيءٍ))

(صحیح البخاری، مشکاۃ، ص: ۱۲۸)

"ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں کے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے دنوں سے زیادہ پیارے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس عشرہ کے اعمال صالحہ اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ پیارے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جہاد سے بھی زیادہ الا یہ کہ وہ مجاہد جو جان اور مال دونوں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دے (یعنی شہید ہو جائے، وہ برابر ہوسکتا ہے یا بڑھ سکتا ہے۔''

ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ ۹ ذی الحجہ تک کے ہر روزے کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ہر رات کے قیام کا ثواب لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث ہے کہ یوم عرفہ ۹ ذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایک سال گذشتہ کے اور ایک سال آئندہ کے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذوالحج کا چاند دیکھ کر تکبیرات شروع کر دینی چاہئیں جو کہ ۱۳ ذوالحجہ کی نماز عصر تک نمازوں کے بعد اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے نیز صبح و شام بلند آواز میں ادا کرتے رہنا چاہیے۔ کیوں کہ اس میں ہیبت حق اور عظمت اسلام اور کبریائی رب الانام کا ثبوت ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بازاروں میں چلتے پھرتے بلند آواز سے تکبیریں کہا کرتے تھے۔ عورتوں کو بھی تکبیرات کہنی چاہئیں۔ تکبیریں یہ ہیں:

(۱) اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

(۲) اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا۔ (دارقطنی، فتح الباری)

قربانی کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ کوثر میں فرمایا ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝﴾ ''اے نبی (ﷺ) اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ اس آیت کریمہ میں کسی خاص مقام پر قربانی کا ذکر نہیں، بلکہ عام حکم دیا کہ نماز کے بعد قربانی کر۔

قربانی کی فضیلت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما عمل ابن آدم من عمل یومِ النحر احب الی اللّٰهِ من اهراق الدم وانه لیاتی یوم القیامةِ بقرونِهَا واشعارِهَا واظلافِهَا وَاِنَّ الدَّم یقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بهَا نفسًا)) (رواہُ الترمذی و ابن ماجہ مشکاۃ شریف: ۱۲۸)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”بقر عید کے دن دسویں ذی الحجہ کو آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگ، بال اور خون سمیت آئے گا۔ اور (قربانی کے جانور کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی مقام قبولیت کو پہنچ جاتا ہے اس لیے اہل ایمان خوشی اور مسرت سے قربانی کریں۔“

دوسری حدیث: حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

((ما هٰذه الاضاحی قال سُنَّةَ ابیکم ابراهیم علیه السلام قَالوا فَمَا لَنَا فیهَا یَا رسولَ اللّٰهِ؟ قال بکل شعرَةٍ حسنةٌ۔ قَالوا فالصوف یارَسول اللّٰهِ قال بکل شعرة من الصوف حسنةٌ)) (رواه احمد، ابن ماجه، مشکاة، ص: ۱۲۹)

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قربانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لیے اس میں کیا اجر اور ثواب ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اُون کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اون کے ہر روئیں کے بدلے ایک نیکی .....“ غور فرمایئے خلوص نیت اور پاک مال سے قربانی کی جائے تو کس قدر ثواب ملتا ہے۔

قربانی کے جانور کی عمر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تذبحوا اِلَّا مسنة اِلَّا ان یعسَرَ علیکم فتذبحوا جذعة من الضان۔))

(مشکاة، ص: ۱۲۷)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی میں مسنہ جانور ذبح کیا کرو (یعنی جس کے دو دانت نکل آئے ہوں) ہاں اگر دو دانت والا نہ ملے تو جذعہ۔ دُنبہ، بھیڑ، مینڈھا کی قربانی کرو۔“

(جو جذعہ ہو) جذعہ کہتے ہیں، ایک سال کے دُنبہ، بھیڑ، مینڈھا وغیرہ کو۔ بکرا، گائے، اونٹ، دو دانت سے کم کا جائز نہیں۔ بھینس کا حکم گائے کی طرح ہے، جو قیاس ہے۔ مینڈھا، دُنبہ چھ ماہ کا جائز نہیں۔ ”جذعہ“ ایک سال کا ہوتا ہے۔

قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیے؟

قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہیے۔ لنگڑا، لولا کانا، بھینگا، اندھا آگے پیچھے یا درمیان سے کان کٹا ہوا یا

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

چرا ہوا، کمزور بوڑھا، بیمار وغیرہ جائز نہیں۔ جانور موٹا تازہ، تندرست، پنج کلان اور سینگ والا ہو تو وہ افضل قربانی ہے۔

اگر خریدنے کے بعد عیب دار ہو جائے اور اب خریدنے کی سکت نہ ہو یا وقت نہ ہو تو قربانی جائز ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے قربانی کے لیے ایک دنبہ خریدا، جسے بعد میں بھیڑیے نے، اس کی چکی یا کان کاٹ لیا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قربانی کرلو۔ (ابن ماجہ)

مسئلہ:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قربانی کا ارادہ کرنے والا شخص ذوالحجہ کا چاند نکل آنے کے بعد نہ بال کٹوائے اور نہ ناخن کٹوائے یعنی حجامت نہ بنوائے۔ (رواہ مسلم)

اسی طرح ایک شخص قربانی کی ہمت اور طاقت نہیں رکھتا، مگر اجر کا خواہش مند ہے، تو وہ بھی چاند ہونے کے بعد اپنی حجامت نہ بنوائے، بلکہ بعد از نماز عید حجامت بنوائے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی قربانی کا ثواب عطا فرمائے گا۔

ایک ضروری انتباہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من وجد سَعَةً لِاَن يضحي فلم يضحي فلا يَحْضُرَنَّ مُصَلَّانا))

(مستدرك حاكم)

''یعنی جو قربانی کی استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے، وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔''

مسئلہ:......اگرچہ عام طور پر لوگ قربانی ۱۲ ذوالحجہ تک کرتے ہیں، لیکن مسند امام احمد، دارقطنی میں ایک روایت موجود ہے:

((عن جبير بن مطعم رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال كل ايام التشريق ذبحٌ))

''حضرت جبیر بن مطعم کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایام تشریق کے تمام دن (یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳) قربانی کے دن ہیں۔''

مسئلہ:......نماز عید سے پہلے قربانی نہیں ہوتی۔ قربانی دوبارہ کرنا ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذبح کی دعا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عید کے دن دو دُنبے سینگ والے چتکبرے خصی ذبح کیے اور جب آپ ﷺ نے ان کو ذبح کے لیے لٹایا تو یہ دعا پڑھیں:

((اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ. اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ)) (اس کے بعد جس کی طرف سے قربانی کرنی ہو، اس کا نام لے) اور بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا اور ذبح کیا۔ دعا کے بعد تیز چھری سے ذبح کر دے۔

مسئلہ: ......قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح فرمایا کرتے تھے۔ اگر خود نہ کر سکے تو کسی دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے۔ (ابن ماجہ)

مسئلہ: ...... بخاری شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کہ تم اپنی قربانی اپنے ہاتھوں سے ذبح کرو (صحابی کے اس قول سے) ثابت ہوتا ہے کہ عورت بھی (ضرورت کے وقت) اپنے ہاتھ سے قربانی کر سکتی ہے۔

مسئلہ: ......قربانی میت کی طرف سے کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے نادار امتیوں کی طرف سے اپنے دست مبارک سے قربانی کی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، مسند امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوۃ)

مسئلہ: ......ایک بکرا، بکری، دُنبہ، مینڈھا، بھیڑ وغیرہ پورے ایک گھر کی طرف سے جائز ہے۔ (ترمذی)

گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بحوالہ مشکوۃ)

مسئلہ: ......نام و نمود اور فخر و ریا اور شہرت کی غرض سے قربانی نہیں ہوتی ہے۔ اس لیے صرف اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لیے قربانی کرنی چاہیے، جس کا اجر بے حد و حساب ہے۔ (بخاری)

مسئلہ: ......قربانی کے جانور کی ہر چیز رسی، جھول، وغیرہ سب خیرات کر دینی چاہیے۔ (بخاری)

مسئلہ: ......قربانی کے گوشت کی تقسیم حسب ذیل طریقہ سے کی جائے۔

(۱) ایک حصہ مساکین کو (۲) دوسرا حصہ دوست احباب عزیز و اقارب (۳) تیسرا حصہ خود رکھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہاں اگر ضرورت کے تحت سارا خود رکھنا چاہے تو رکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كلوا واطعموا و ادّخروا))

''(قربانی کا گوشت) کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ بنا کر رکھو (اور بعد میں کھاؤ)''

اچھا یہ ہے کہ حاجت مندوں کی حاجت کا خیال رکھا جائے اور ان تک گوشت پہنچایا جائے۔

مسئلہ: ...... قصاب کو اجرت اپنے پاس سے دینی چاہیے۔ کھال وغیرہ اجرت میں دینی جائز نہیں ہے۔ (بخاری)

مسئلہ: ...... قربانی کرنے والا شخص کھال فروخت نہیں کر سکتا، وہ صدقہ کر دے۔ حدیث میں ہے:

((من باع جلد الاضحية فلا اضحية لهٗ))

''جس شخص نے قربانی کی کھال فروخت کی اس کی قربانی نہیں۔ (ترغیب الترہیب)

نمازِ عید کے مسائل

مسئلہ نمبر (۱): حدیث پاک میں ہے کہ عید الفطر سورج تھوڑا اونچا آجائے تو پڑھیں۔ البتہ عید الاضحیٰ جتنا ممکن ہو سکے، سورج نکلنے کے بعد جلد پڑھ لی جائے، تاکہ قربانی اچھے وقت پر کی جا سکے۔

مسئلہ نمبر (۲): عید کی نماز میدان میں پڑھنا سنت ہے۔ اگر بارش وغیرہ ہو تو مسجد میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ عذر کے بغیر مسجد میں نماز عید پڑھنا سنتِ رسول پاک ﷺ کی خلاف ورزی ہے۔ (ابوداؤد)

مسئلہ نمبر (۳): عید گاہ کی طرف آتے اور جاتے وقت راستہ بدل کر چلنا چاہیے۔ اور بلند آواز سے تکبیرات پڑھنی چاہئیں۔

مسئلہ نمبر (۴): خواتین کی عید گاہ میں حاضری واجب ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حدیث ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

((أُمرنا ان نخرج العوائق والحيض فى العيدين يشهدن الخير ودعوة المسلمين تعتزل الحيض المصلّٰى)) (رواه البخارى)

''ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم کنواری اور حیض والی عورتوں کو عید گاہ لے جائیں تاکہ وہ مسلمانوں کی دعا اور خیر کے کاموں میں شریک ہوں البتہ حیض والی عورتیں الگ ہو کر ایک کنارے پر بیٹھیں۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آپ خود اندازہ فرمائیں کس قدر ضروری ہے۔ حضرت عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم تمام قسم کی عورتیں (کنواری اور حیض والی سب کو عیدگاہ لے کر جائیں) حیض والی خواتین نماز میں شریک نہیں ہوں گی۔ البتہ خطبہ سنیں گی اور صدقہ و خیرات میں حصہ لیں گی اور دعا میں دوسری خواتین کے ساتھ شریک ہوں گی۔ حدیث ابن ماجہ میں ہے کہ خود نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ ﷺ کی صاحبزادیاں عیدگاہ جایا کرتی تھیں۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! عیدگاہ جانے کے لیے ہمارے پاس چادریں نہیں ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((لتلبسها صاحبتها من جلبابِهَا)) (بخاری و مسلم) یعنی دوسری عورتیں ان کو چادریں دے دیں، عیدگاہ ضرور جائیں۔

مسئلہ نمبر (۶): پہلے نماز ہوگی اور نماز کی دو رکعت کے فوراً بعد امام خطبہ بیان کرے گا جو کہ خطبہ جمعہ کی طرح درمیان میں بیٹھ کر پھر دوسرا خطبہ پڑھے گا اور امام خطبہ کے دوران بار بار تکبیرات کہے گا۔ (بخاری و مسلم)

نماز کا طریقہ

مسئلہ نمبر (۷): نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ صرف دو رکعت ہے۔ پہلے یا بعد میں کوئی نماز نہیں۔ (بخاری و مسلم)

مسئلہ نمبر (۸): نماز عید بارہ ۱۲ تکبیرات زائد کے ساتھ ادا کی جائے گی۔ چنانچہ جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن دارمی میں کثیر بن عبداللہ کی حدیث ہے کہ:

((كَبَّرَ فِى الْعِيْدَيْنِ فى الاولى سبعًا قَبْلَ الْقِرَاْةِ وَ فى الْاخرة خمسًا قبل الْقِرَاْةِ)) (مشكوة، ص: ١٢٦)

"نبی کریم ﷺ دونوں عیدوں میں پہلی رکعت میں سات تکبیرات قراءت سے پہلے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات قراءت سے پہلے کہا کرتے تھے۔ اس میں تکبیر تحریمہ یعنی (پہلی رکعت میں نماز شروع کرنے والی تکبیر) اور دوسری رکعت میں اُٹھتے وقت کی تکبیر شامل نہیں۔"

اسی طرح حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ سے مرسل روایت بیان کرتے ہیں کہ خود نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں عیدوں میں اور نماز استسقاء میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں قراءت سے پہلے کہا کرتے تھے اور قراءت بلند آواز سے کیا کرتے تھے۔

(رواہ الشافعی، مشکوۃ، صفحہ: ۱۲۶)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، یہ تینوں امام ۱۲ تکبیرات کے قائل ہیں۔ باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح ہے۔

مؤمن کا تو کام ہی یہی ہے کہ وہ ہر کام پیارے نبی ﷺ کے طریقہ کے مطابق کرے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے بلند درجات حاصل کرے۔

آخری بات

عید قربان کے موقعہ پر لوگ جائز و ناجائز طریقوں سے کھال ہتھیانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں کچھ ضروری اُمور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وھو ھٰذا۔ قربانی چونکہ اللہ کے نام پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں کی جاتی ہے، اس لیے قربانی کے جانور کی ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانی چاہیے، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اور صحیح بخاری و ترغیب کی احادیث پیش کی ہیں۔ اس لیے قربانی کی کھال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینی چاہیے۔ اب یہ آپ کا امتحان ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہیں یا کسی دوست اور سفارشی کو۔

رب تعالیٰ کے دین کے لیے جو اچھے سے اچھا مقام آپ سمجھیں، قربانی کی کھال وہاں دیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا دین پھیلے اور دینی مدارس، جہاں قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہو اور اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کی جاتی ہو یا مساکین و غرباء اس کے بہترین مصارف ہیں۔ کھال مسجد میں خرچ نہیں ہو سکتی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال قبول فرمائے۔ اور اپنی راہ میں مال و جان خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

رتبہ العبد الضعیف

محمد یوسف زبیدی عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تحفۃ الابرار من شہر رمضان

مرتب: محمد یوسف زبیدی

ابتدائیہ

ہم خدام جامعہ بحر العلوم السّلفیہ میر پور خاص سندھ اپنے خالقِ حقیقی کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ اس کے پیارے دین کی ترویج و ترقی کے لیے کام کا آغاز کریں۔ اور اس کے عطا کردہ ملکِ پاکستان میں نظامِ برحق (کتاب وسنت اور توحید و رسالت) کی اشاعت کا ذریعہ ثابت ہو سکیں۔

اس کتاب سے پیشتر جامعہ بحر العلوم السّلفیہ میر پور خاص کی طرف سے ایک ڈائری صلوۃ پنجگانہ طلباء مدرسہ کے لیے شائع ہو چکی ہے جس سے پاکستان کا ہر بچہ دینی استفادہ حاصل کر کے نماز پنجگانہ کو کتاب و سنت کے اذکار سے مزین کر سکتا ہے اور اب ماہِ رمضان کی آمد پر جامعہ کی طرف سے ایک دوسرا (تحفہ) کتاب وسنت سے مزین کر کے خدمتِ ناظرین کر رہے ہیں اور بجا طور پر اُمید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مختصر رسالہ سے صحیح استفادہ کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہمارے اعمال تائید ربانی سے عند اللہ مقبول و ماجور ہو سکیں اور ہماری نجات کا ذریعہ بن سکیں فہو المراد۔

خادم قرآن وسنت

حکیم محمد یوسف زبیدی عفی عنہ

جامعہ بحر العلوم السّلفیہ رجسٹرڈ میر پور خاص:

جامعہ بحر العلوم السّلفیہ رجسٹرڈ میر پور خاص ایک قدیم و جدید تعلیم کا حسین امتزاج ہے جس میں عربی ادب صرف ونحو علوم القرآن والحدیث مع اصول حدیث وتفسیر وفقہ اصول فقہ اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کی اہم علمی کتب کے ساتھ ساتھ دورِ حاضر کے جدید علمی انتقادات کے علاوہ رائج الوقت نصاب علمیہ کو بھی شامل نصاب کیا گیا ہے۔ یہ ایک اقامتی ادارہ ہے جس میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ شعورِ دین فہم دین نیز اقامت دین کے لیے طلباء کو تیار کیا جاتا ہے۔ طلباء کو تمام علمی ضروریات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ سال میں تین بار تمام طلباء اساتذہ کرام وشیوخ عظام و دیگر ائمہ تدریس کو نیا لباس بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جامعہ کا الحاق وفاق المدارس السلفیہ پاکستان سے کیا جا رہا ہے جس کی سند (ڈگری) حکومتِ پاکستان کی طرف سے ایم اے فائنل کی سند کے مساوی ہے اس طرح اس ادارہ کا فارغ التحصیل بچہ کسی کالج یا یونیورسٹی سے منسلک ہو سکتا ہے۔ شعبہ حفظ القرآن وغیرہ کا الگ انتظام ہے۔ مدرسہ میں داخلہ یا ماہانہ کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی طلباء کی رہائش کا معقول انتظام ہے طلاب علم اور اہل ثروت حضرات کے لیے دامے درمے سخنے انتفاع کا عمدہ موقعہ ہے۔

راقم خادم جامعہ بحر العلوم السلفیہ
حکیم محمد یوسف زبیدی عفی عنہ

برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ

رمضان المبارک رحمتوں، برکتوں اور اللہ تعالیٰ کی عنایات کا مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت کی آخری کتاب قرآن حکیم نازل فرمائی جس کے متعلق رب کریم خود فرماتا ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ﴾

(البقرۃ: ۱۸۵)

”رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ جو لوگوں کے لیے ہدایت اور حق و باطل کی واضح دلیل ہے۔“

اس مہینہ مبارک کے لیے ہمارے پیارے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

((شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ))

”یہ بڑی عظمتوں، برکتوں کا مہینہ ہے اس مبارک مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“

مزید فرمایا:

((هُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ))

”اس مہینہ کا پہلا حصہ رحمت کا ہے اور درمیانی حصہ مغفرت کا ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی اور خلاصی کا ہے۔“

طبرانی میں حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کہ پہلی رمضان کو رحمت اللعالمین ﷺ نے صحابہ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کرام رضی اللہ عنہم کے ایک بڑے مجمع میں اعلان فرمایا کہ اے لوگو! تمھارے پاس رمضان آ پہنچا۔ لوگو! برکت والا مہینہ آگیا ہے۔ لوگو! رب کی رحمت نے تمھیں ڈھانپ لیا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اُتر رہی ہیں گناہ بخشے جا رہے ہیں۔ دعائیں مقبول ہو رہی ہیں۔ لوگو! تمھارا اس ماہ میں ایک دوسرے سے عبادتوں اور نیکیوں میں بڑھ جانے کی کوشش کرنا اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے بلکہ اس کا فخر وہ اپنے فرشتوں میں کر رہا ہے۔ پس تم بھی رب تعالیٰ کو اپنا جوش و خروش دکھاؤ۔ حقیقی بدنصیب وہ ہے جو اس مبارک ماہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔

جو شخص اس ماہ مبارک کا ایک روزہ بھی بلا عذر شرعی ترک کر دے: ((لَمْ يَصِمِ الدَّهْرَ)) تو اگر ساری عمر روزے رکھے تب بھی اس گناہ کی تلافی ناممکن ہے جو شخص اس مبارک مہینہ میں بھی اپنے اللہ تعالیٰ کو راضی نہ کرے وہ بڑا ہی بدنصیب ہے اور جو شخص وقت سے پہلے بلا عذرِ شرعی روزہ کھول دے اس کو جہنم میں معلق (لٹکایا) رکھا جائے گا اور بار بار اس کی باچھیں چیری جائیں گی جن سے خون بہتا رہے گا اور وہ کتے کی طرح چیخے چلائے گا۔ (حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اس لیے رمضان المبارک کے روزے سنتِ خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ادا کیجیے اور اجر و ثواب پورا پورا حاصل کیجیے۔ امام الانبیاء رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب اللہ رب العزت دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیتا ہے۔ اور روزہ اس سے بالاتر ہے۔ وہ بندے کی طرف سے خاص میرے لیے تحفہ ہے اور میں ہی اپنے بندے کو اس کا اجر و ثواب دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے روزہ اور قرآن دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! میں نے اس کو کھانے اور خواہش نفس (پورا کرنے سے) روکا تھا میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا میں نے اس کو رات میں سونے سے روکا تھا۔ میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ پھر دونوں کی سفارش قبول ہو گی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا بخشا بخشایا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا ناکام اور نامراد نہیں رہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اس مبارک مہینے کو پائے اور فائدہ نہ اُٹھائے اس سے زیادہ نامراد اور کون ہو سکتا ہے؟

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا کہ ملعون اور رحمت سے دور ہوا، وہ شخص جو رمضان کا مہینہ پائے اور پھر بھی اپنی مغفرت کا سامان کر کے مغفرت حاصل نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے چند افراد کے لیے لعنت کا کلمہ نکلا ہے ان میں سے ایک وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بدنصیب ہے جو رمضان المبارک کا مہینہ پانے کے باوجود اس سے اپنے آپ کو محروم کرے۔ ایک طرف رمضان کی عظمت اور فضیلت ہے اور دوسری طرف اس سے فائدہ نہ اُٹھانے والوں کے لیے لعنت اور نامرادی۔ آیئے ہم ان میں سے خیر کی راہ کو منتخب کریں اور اس پر جم جائیں۔

قرآنِ پاک کا نزول اسی ماہِ مبارک میں ہوا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن حکیم اس مہینے میں نازل ہوا۔ اس مبارک مہینے میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں اور اس ماہ کی اول رات ہی سے تمام آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور پھر آخر رمضان تک بند نہیں ہوتے۔ اس مہینے میں مومن کی روزی میں برکت دی جاتی ہے۔ رمضان المبارک میں جہنم کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی نہیں کھلتا۔ یہ مہینہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں کے نزول کا مہینہ ہے۔ گناہوں کی معافی اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ رمضان المبارک کے لیے جنت سال بھر تک سنواری اور مزین کی جاتی رہتی ہے رمضان کی پہلی رات کو عرشِ الٰہی سے ایک لطیف ہوا چلتی ہے اور وہ جنت کے درختوں سے گزرتی ہوئی ایک نہایت سریلی اور شیریں آواز پیدا کرتی ہے۔ اس وقت جنت کی حوریں ندا کرتی ہیں کہ کوئی ہے؟ جو اللہ تعالیٰ سے ہماری خواستگاری کی دُعا کرے۔

ہر رات کو اعلان عام:

رمضان کی ہر رات کو ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ ہے کوئی سائل؟ جسے اللہ تعالیٰ اس کی حاجات عطا کرے، ہے کوئی گنہگار؟ جس کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرلے اور گناہ معاف فرمائے، ہے کوئی ایسے اللہ تعالیٰ کو قرض دینے والا؟ جو نہ مفلس ہے نہ کم دینے والا؟ بلکہ پورا دینے والا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ اے بھلائی کرنے والو آگے بڑھو۔ اور اے برائی کرنے والو! پیچھے ہٹو اور باز آؤ رک جاؤ۔ روزہ داروں کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کرنے کے وقت ہوگی۔ روزے دار کے منہ کی بساند اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ)) ''روزہ (دنیا میں گناہوں سے بچنے کے لیے اور آخرت میں جہنم سے نجات پانے کے لیے) ڈھال ہے۔ (سنن النسائی: ۲۲۲۴)

غم خواری اور صبر کا مہینہ:

یہ مہینہ غمخواری اور صبر کا مہینہ کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر اور منافقوں کے لیے اس سے برا مہینہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک مہینہ میں ہر روز افطار کے وقت دس لاکھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایسے مسلم گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ جو جہنم کے لائق ہوتے ہیں اور پھر رمضان کی آخری رات کو پورے مہینہ کے آزاد شدہ گنہگاروں کے برابر جہنم سے چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ اے اہل ایمان اُٹھو! اور اس پیارے اور مبارک مہینہ کی عبادات اور حسنات کے لیے تیار ہو جاؤ!! اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزے فرض قرار دیے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لهٗ ما تقدم من ذنبه)) (مشکوة)

''جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی اُمید سے ادا کیے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔''

روزے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور حصولِ تقوی پرہیزگاری ہے۔ یعنی اپنے نفس کو ناپسندیدہ خصائل و عادات سے پاک کر کے عمدہ اور اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرنا ہے تاکہ مومن کا نفس حرص، طمع، لالچ، غیبت، چغلی، حسد، کینہ، ریا، عداوت، بغض، جھوٹ، افترا، وعدہ خلافی، فریب، دھوکہ، اکل حرام وغیرہ سے پاک صاف ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ)) (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول...... الخ، رقم: ۱۹۰۳)

''جو مسلمان روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی ضرورت نہیں۔''

اس لیے روزے پورے اہتمام سے سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ادا کرنے سے ہی اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتنے ہی روزے دار ہیں جنھیں روزے سے سوائے فاقہ کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور کتنے ہی تہجد گزار ہیں جن کو نیند خراب کرنے کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

روزے کی فرضیت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ﴾

(البقرة: ۱۸۳)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بنو!"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اتاكم رمضان شهر مبارك فَرَضَ الله عليكم صيامهٗ)) (النسائی: ۲۱۰۶)

"رمضان المبارک آچکا ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض قرار دیے ہیں۔ وہ لوگ بلند مرتبہ اور اونچے درجے پر فائز ہیں جو رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں۔ اور راتوں کو قیام کرتے ہیں۔ (تراویح پڑھتے ہیں)"

بیمار اور مسافر کے لیے رخصت:

تم میں اگر کوئی شخص ماہِ رمضان المبارک میں بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں (یعنی سفر سے واپسی یا تندرست ہونے پر) میں روزے رکھ لے۔ (البقرۃ)

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت اپنے یا بچے کے لیے خطرہ محسوس کرے تو روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے لیکن عذر دور ہونے پر روزے رکھے گی۔ (ابن ماجہ)

نہایت بوڑھے آدمی شیخ فانی کے لیے فرمان مصطفیٰ ﷺ:

((يُطْعِمُ عَنْ كُلِّ يوم مسكينا ولا قضاءَ عليه)) (دارقطنی، حاکم)

"وہ بوڑھا اور ضعیف آدمی جو روزہ نہ رکھ سکتا ہو ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دے اس پر کوئی قضا نہیں۔"

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عمرو ایک ضعیف صحابی تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہے تو رکھ لے اور اگر نہ چاہے تو نہ رکھ (یعنی قضا کر)۔ (بخاری و مسلم)

روزہ کی نیت:

روزہ عبادت ہے اور ہر عبادت کے لیے نیت ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، دارمی، ابن خزیمہ، ابن حبان، دارقطنی)

زبانی نیت بدعت ہے:

نیت دل کا فعل ہے۔ زبانی نیت بدعت ہے جو آج کل جو الفاظ: وبصوم غدٍ نویتُ وغیرہ مروج

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان کا کوئی ثبوت نہیں۔ (فتویٰ کبریٰ ابن تیمیہ، ج:۱ص:۱ تا ۴ فتح القدیر (ابن الھمام رحمہ اللہ حنفی) شرح ہدایہ، رسالہ نیتِ نماز اور قنوتِ وتر) (حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ)

سحری کا وقت:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سحری اور نماز (اذان) میں ۵۰ آیات پڑھنے کا وقفہ ہوتا تھا۔ (بخاری، ترمذی، ابن ماجہ)

سحری کھانا سنت ہے اور باعث برکت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((تسحروا فان فی السحور برکۃ)) سحری ضرور کھاؤ اس میں برکت ہے۔ (بخاری و مسلم) سحری نہ کھانا یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہے۔ (مسلم) سحری میں تاخیر پسند اور سنت ہے۔ (بخاری و مسلم)

روزہ میں بھول کر کھا پی لینا:

بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھول کر کھا پی لینے والا شخص روزہ پورا کرے کیوں کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

متفرق مسائل:

روزہ دار کا خوشبو لگانا، سونگھنا جائز ہے۔ (ترمذی، ج:۱ص:۹۹) روزہ دار کا مسواک کرنا جائز ہے (بخاری، مشکوۃ) روزے دار کا سرمہ لگانا جائز ہے۔ (ابن ماجہ، ص:۱۱۲)

روزے کی حالت میں اگر احتلام ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر روزہ رکھ کر صبح صادق کے بعد غسل جنابت کرے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ترمذی، ص:۹۰) روزہ دار کو اگر خود بخود قے ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ص: ۱۳۷، منتقی) سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ (البقرۃ:۱۸۴) لیکن اگر سفر میں روزہ رکھ لیا اور پھر سخت تکلیف اور مشقت سے دوچار ہو کر روزہ افطار کرنا چاہے تو جائز ہے۔ (منتقی، ص:۱۳۸) لعابِ دہن کا اندر ہی اندر پیٹ میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مکھی کا اتفاقاً حلق میں چلے جانا یا اُتر جانا اور ناک میں پانی چڑھاتے وقت بغیر قصد اور ارادے کے پانی کا حلق میں چلے جانا، مسوڑھوں کے خون کا بلا ارادہ تھوک سے مل کر اندر چلے جانا۔ دھوئیں یا گرد وغبار کا اندر چلے جانا۔ کان میں اشد ضرورت کے تحت دوائی ڈالنا۔ دانتوں میں پھنسے ہوئے ریزوں کا جو محسوس نہ ہوں اندر چلے جانا۔ اشد ضرورت کے تحت ٹیکہ لگوانا وغیرہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن جہاں تک ہو سکے ٹیکے (انجکشن) سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روزہ توڑنے والے کام:

قصد اور ارادے سے کھانا پینا۔ (القرآن) قصداً قے کرنا۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) نسوار لینا۔ حقہ یا سگریٹ وغیرہ پینا ناک میں مبالغہ سے پانی یا دوائی چڑھانا یہاں تک کہ حلق میں نیچے اتر جائے یا کسی زخم وغیرہ کے راستے سے یا نلکی کے ذریعے غذا یا دوائی پہنچانا۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی) عورت کو حیض یا نفاس کا خون آنا۔ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

روزہ میں جھوٹ اور برے کام:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے روزہ رکھ کر جھوٹ اور برائی کو ترک نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی پرواہ نہیں اس کا روزہ بے کار ہے۔ (بخاری)

روزے کے افطار میں جلدی:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے مجھے وہ پیارا ہے جو افطار کرنے میں جلدی کرے۔ (ترمذی، مشکوۃ) آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ بہتری اور خیر میں رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔ (بخاری ومسلم)

((لایزال الدین ظاهرًا ماعجل الناس الفِطرَ لِاَنَّ الیهود والنصاری یؤخرون)) (ابوداؤد، ص: ٢٢-٢٣)

''فرمایا برابر اس دین کا غلبہ رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیوں کہ یہودی اور عیسائی دیر سے افطار کرتے ہیں۔''

معلوم ہوا دیر سے افطار کرنا یہودیوں اور عیسائیوں کی نشانی ہے لہٰذا غروب آفتاب کے فوراً بعد افطار کیا جائے۔

افطار کی دعا:

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کان النبی ﷺ اِذَا اَفطَرَ قالَ ذَهَبَ الظَّمَاَءُ وَابْتَلَّتِ العُرُوق وَثَبَتَ الْاَجرُ ان شَآءَ اللّٰه تَعَالٰی)) (ابوداؤد)

((اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفطَرْتُ)) (ابوداؤد)

نوٹ: کچھ لوگوں نے اپنی طرف سے الفاظ بڑھا لیے ہیں حالانکہ وہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ سے ہرگز ثابت نہیں۔ صحیح دعا یہی ہے جو اوپر روایت کے ساتھ لکھ دی گئی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روزہ افطار کرانے کا اجر:

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان کسی روزے دار کا روزہ افطار کرائے یا کسی غازی کا سامان تیار (درست) کرے تو اس کو اس کے برابر ثواب ملتا ہے اور روزہ دار یا غازی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ (بیہقی فی شعب الایمان ومحی السنہ فی شرح السنہ مشکوۃ)

روزہ توڑنے کا کفارہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بلا عذر شرعی روزہ توڑے تو وہ ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اگر یہ طاقت نہ ہو تو بیک وقت ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔ (بخاری، ترمذی)

روزہ شفاء ہے:

((قال النبی ﷺ صُومُوا تَصِحُّوا.)) (مسند احمد، الترغیب والترھیب)

''روزہ رکھا کرو صحت یاب ہو جاؤ''

قیام رمضان:

((من قام رمضان ایمانًا واحتسابًا غُفِرَ لَهُ ما تقدّم مِن ذنبہٖ)) (بخاری و مسلم، موطا امام محمد، ص: ۱۴۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قیام کیا رمضان میں اس کو حق سمجھ کر خاص اللہ تعالیٰ کے لیے تو اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

وضاحت:...... قیام رمضان، قیام اللیل، تراویح، تہجد دراصل ایک ہی عبادت کا نام ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی : رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کی تیئسویں (۲۳) رات کو مسجد میں نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر اگلی رات نماز کے لیے آپ ﷺ نہ نکلے۔ پھر پچیسویں (۲۵) رات کو آپ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی، پھر اگلی رات کو آپ ﷺ نہ نکلے۔ پھر ستائیسویں (۲۷) رات کو آپ ﷺ نکلے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اگلی رات لوگ بکثرت جمع ہو گئے لیکن آپ ﷺ نماز کے لیے نہ نکلے جب صبح ہوئی تو نماز فجر کے لیے تشریف لائے جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم لوگوں کا اس نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کے شوق میں جمع ہونا مجھے معلوم ہے لیکن:

((اِنّی خَشِیتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْکُمْ قِیامُ ھٰذا الشَّھرِ.)) (فتح الباری، ص: ۵۹۷)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی مجھ کو اس بات کا خوف ہوا کہ تم پر اس مہینے کا قیام یعنی تراویح (صلوۃ اللیل، تہجد) فرض نہ ہو جائے اس سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ صلوۃ اللیل یا تہجد یا قیام رمضان یا تراویح ایک ہی نماز ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ صلوۃ التراویح صرف وہی صلوۃ اللیل ہے جو ماہِ رمضان کی راتوں میں عشاء کے بعد باجماعت پڑھی جائے صرف صلوۃ اللیل میں نہ رمضان کی راتوں کی قید ہے نہ جماعت کی قید خواہ رمضان میں پڑھی جائے یا غیر رمضان میں جماعت سے پڑھی جائے یا اکیلے اکیلے۔ سب صلوۃ اللیل ہے۔ جس طرح صلوۃ التراویح صلوۃ اللیل ہے اسی طرح صلوۃ التراویح قیام رمضان بھی ہے۔ فرق اس قدر ہے کہ صلوۃ التراویح میں جماعت کی قید ہے اور اگر تنہا پڑھی جائے تو قیام رمضان ہے اور ان دونوں کا وقت بھی عشاء کے بعد طلوع فجر تک ہی ہے۔ ہاں البتہ اس روایت سے یہ نہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں راتوں میں کتنی رکعتیں ادا فرمائیں تو اس کا جواب علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد:۳، ص:۵۹۷ میں دیا ہے وہ فرماتے ہیں اگر تو یہ سوال کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں راتوں میں جو نماز پڑھائی تھی ان کی تعداد بیان نہیں ہوئی تو میں کہتا ہوں کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی ان راتوں میں علاوہ وتر کے آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں۔ یہی بات علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری فی شرح بخاری، ج:۱، ص:۵۹۰ لفظ بلفظ بیان کی ہے کہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ان تین راتوں میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں۔

علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں نماز تراویح علاوہ وتر کے آٹھ رکعت پڑھی ہیں۔ (نصب الرایہ، ج:۱، ص:۲۹۳)

امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی ان تین راتوں میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں۔ (قیام اللیل، ص:۹۰)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں ہمارے ساتھ نماز پڑھی آٹھ رکعت علاوہ وتر کے اور کہا اس حدیث کی سند اچھی ہے۔ (میزان الاعتدال، ج:۲، ص:۲۸۰)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی تصدیق:

غرض معجم طبرانی، ص:۱۰۸ میں اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی نیل الاوطار، ج:۲، ص:۲۹۹ میں بھی اسی کی تصدیق کی گئی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالحئ حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان تین راتوں کی نماز کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت آئی ہے جس میں ۲۰ بیس رکعت کے علاوہ وتر ادا کرنے کا ذکر ہے لیکن وہ روایت ضعیف ہے مگر جو حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں آٹھ رکعت تراویح ادا فرمائی تھیں پھر وتر پڑھے یہ حدیث بہت صحیح ہے۔ (حاشیہ موطا امام محمد، ص: ۱۴۱) اس کی تائید میں، فتح الباری، ج: ۱،ص: ۳۱۹۷، نصب الرایہ فی تخریج ہدایہ، ج: ۱،ص: ۲۹۳، قیام اللیل، ص: ۹۰ اور میزان الاعتدال، ج: ۲،ص: ۲۸۰ وغیرہ میں بڑی تفصیل موجود ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے تو اس پر مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھ رکعت تراویح اور وتر کا ذکر ہے۔ (المصابیح، ص: ۱۴)

☆......☆......☆

تراویح کے متعلق اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث

((عن سعید ابن ابی سعید المقبری عن ابی مسلمة بن عبدالرحمن انّهٗ اخبره انّهٗ سَئَلَ عائشة کیف کان صلٰوة رسول اللّٰه فی رمضانَ فقالَت ماکان رسول اللّٰه یزید فی رمضان ولا فی غیره علٰی احدیٰ عشرة رکعةً یُصلّی اربعًا فلا تَسئَلْ عن حسنهن وطُولهنّ ثم یصلّی اربعًا فلا تَسئَلْ عن حُسنهن وطولهن ثم یصلّی ثلاثًا . (صحیح بخاری، ج: ۱، ص: ۱۵٤، ص: ۲٦۹، ص: ٥۰٤، صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ٥٤ وللعُلم ج: ۲، ص: ۷۷٥ فتح الباری، ج: ۳، ص: ۲۷، ج: ٤، ص: ۲۱۷، ج: ۲، ص: ٤۲۲، عمدة القاری علامه عینی حنفی رحمه اللّٰه، ج: ۳، ص: ٦۲٦، ج: ٥، ص: ۳٥۳ وجلد: ۷، ص:: ٥۲۹، موطا امام محمد رحمه اللّٰه، مترجم، ص: ۹۲، موطا امام محمد رحمه اللّٰه عربی، ص: ۱٤۲، بلوغ المرام، ص: ۲۹، المصابیح، ص: ۱٥، ترجمه البخاری، ص: ۲٤۰ براس السّاری، ص: ۹۰، ریاض الصالحین، جلد: ۲، ص: ۱۰۲، سنن الکبری للبیهقی، ج: ۲، ص: ٤۹٥)

”سعید بن ابی سعید المقبری کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہ انھوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ ماہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہوتی تھی؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے، چار رکعتیں پڑھتے تھے تو اُن کے حسن اور طوالت کا نہ پوچھ۔ 15
پھر چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے تو اُن کے حسن اور طوالت کا نہ پوچھ۔ پھر تین رکعتیں پڑھا کرتے تھے یعنی وتر۔''

نوٹ :...... یہ حدیث طویل ہے اس کا پہلا حصہ نقل کیا گیا ہے جو کہ مطلوب ہے پہلے سائل کے سوال پر غور کریں تو پوری عبارت سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ سائل رسول اللہ ﷺ کی ماہ رمضان کی نماز کے بارے میں سوال کر رہا ہے۔ کیوں کہ سوال میں فِي رَمَضَان کا جملہ موجود ہے تو ثابت ہوا کہ ماہ رمضان کی کوئی نماز پوچھ رہا ہے دوسری یہ بات کہ ماہ رمضان کی راتوں کی نماز پوچھ رہا ہے نہ کہ دن کی کیوں کہ جواب میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا راتوں کی نماز بتا رہی ہیں، تیسری یہ بات کہ سائل راتوں کی فرض نماز نہیں پوچھ رہا بلکہ صرف سنت نماز پوچھ رہا ہے کیوں کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا جواب میں صرف سنت نمازوں کا ذکر کر رہی ہیں تو ثابت ہوا کہ اُس کا سوال فرضوں کے بارے میں نہیں تھا بلکہ سنتوں کے بارے میں تھا جس سے صاف طور پر نماز تراویح یا قیام رمضان وغیرہ کا ہی ذکر ہے۔

اِس حدیث کی صحت کا یہ حال ہے کہ روئے زمین پر ایک بھی محدث ایسا نہیں گزرا جس نے اِس حدیث کو ضعیف کہا ہو یا کسی امام یا فقیہ نے اس حدیث پر جرح کی ہو۔ یہ حدیث جرح وقدح ضعف و اعتراض اور قیل وقال سے بالکل پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اپنی اُمت کو آٹھ رکعت تراویح (نماز تراویح) دی ہیں۔ مسلمان بھائیوں کو اسی پر عمل کرنا چاہیے اس لیے کہ یہ سنت نبوی ﷺ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں ابواب باندھے ہیں:

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ.

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں تبویب کی ہے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ قیام رمضان یعنی نماز تراویح بمعہ وتر گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔

(بیہقی، جلد:۲،ص:۴۹۵)

علامہ حافظ نور الدین رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مجمع الزوائد اور مجمع الفوائد میں اس حدیث پر اس طرح تبویب فرمائی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی قیام رمضان اور تراویح ایک ہی چیز ہے جو آنحضرت ﷺ بمع وتر گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

امام محمد رحمہ اللہ (شاگرد رشید امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) نے اس حدیث کی یوں تبویب فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ باب کے خاتمہ پر امام صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارا ان احادیث پر عمل ہے۔ (یعنی ہم رمضان میں باجماعت گیارہ رکعت ہی تراویح پڑھتے ہیں) اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف کا ذکر نہیں کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی اسی حدیث کے موافق عمل کرتے تھے۔ مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی رحمہ اللہ موطا امام محمد رحمہ اللہ کے باب پر لکھتے ہیں۔

یعنی قیام رمضان کا نام ہی صلوۃ تراویح ہے جو کہ گیارہ رکعت مع الوتر ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حکم:

((عن سائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ ابى بن كعبٍ وَتَميمًا اَلدَّارِىَّ اَنْ يَقُوْمَا لِلنَّاسِ فِى رَمَضَانَ بِاِحدىٰ عشرةَ رَكْعَةً)) (تعليق الممجد على موطا امام محمد رحمه الله، ص: ١٤٣، موطا امام مالك رحمه الله، ص: ٤٠، تنوير الحوالك، ج: ١، ص: ١٣٨، قيام الليل، ص: ٩١، المصابيح، ص: ١٨، كنز الاعمال، ج: ٣، ص: ٣١٣، سنن الكبرىٰ بيهقى، ج: ٢، ص: ٩٦)

یعنی سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں گیارہ رکعت (نماز تراویح مع الوتر) پڑھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعت نماز تراویح کا حکم دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ اُن کے نزدیک گیارہ رکعت نماز تراویح مع الوتر ہی نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور اسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل تھا۔

مؤطا میں امام مالک رحمہ اللہ نے بیس رکعت والی روایت بھی ذکر کی ہے لیکن راوی ایسا ہے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی یہ ایک جھوٹ اور کذب بیانی ہے جو قابل قبول نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی آٹھ رکعت تراویح پر علمائے احناف کے جید اور اکابر آئمہ حضرات نے جو فرمایا ہے تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی شہادت:

حضرت علامہ طحاوی رحمہ اللہ حنفی فرماتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

((اَنَّ النبی ﷺ لَمْ یُصَلِّ عِشْرِیْنَ بَلْ ثَمَانِیًا))

(شرح ردمختار، ج:۱ طبع مصر، ص: ۲۹۵)

یعنی علامہ طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بیس رکعت نہیں پڑھی بلکہ آٹھ رکعت تراویح بغیر وتر کے پڑھی ہیں۔ (فجزاھم اللہ خیر الجزاء المرتب)

دوسری شہادت:

حنفی مذہب کے بہت بڑے اور مشہور امام علامہ ابن ہمام فتح القدیر شرح ہدایہ، ج:۱ طبع دوم، ص:۱۳۴ میں نہایت واضح طور پر فرماتے ہیں:

((فَتَحَصَّلَ مِنْ هٰذَا کلّه اِنَّ قِیَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ اِحدٰی عَشرَةَ رَکعَةً بِالوِتر فی الجَماعَةِ فَعَلَهٗ عَلَیه السَّلام))

یعنی اس تمام بحث سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ تراویح گیارہ رکعت مع الوتر باجماعت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے گیارہ رکعت پڑھی ہیں۔

تیسری شہادت:

حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ حنفی بخاری شریف، ص:۱۵۴ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ: ((اَنَّ قیام رمضان سنة اِحدٰی عَشرَةَ رَکعَةً)) یعنی تراویح کی نماز نبی کریم ﷺ سے گیارہ رکعت مع الوتر ثابت ہیں اور یہی رسول پاک ﷺ کی سنت ہے۔

چوتھی شہادت:

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ دیوبندی حنفی فرماتے ہیں کہ:

((لامَنَاصَ مِن تَسْلِیم اَنَّ تَراوِیحَهٗ علیه السّلام کانَتْ ثمانِیه رکعَاتٍ وَلَمْ یَثْبُتْ فِی رِوَایَةٍ مِنَ الرِّوَایَاتِ اَنَّهٗ عَلَیهِ السَّلامَ صلّی التراویحَ وَالتَّهَجد عَلَیحِدَةً فِی رَمَضَانَ)) (عرف الشذی، ص: ۳۲۵)

یعنی اس امر کے تسلیم کرنے میں چارہ نہیں کہ آپ ﷺ کی تراویح کی نماز آٹھ رکعت تھیں اور آپ ﷺ سے تراویح اور تہجد علیحدہ پڑھنا ثابت نہیں آگے چل کر ص:۳۳۰ پر فرماتے ہیں:

((وَاَنَّ النَّبی ﷺ فَصَحَّ عنه ثَمَانَ رکعاتٍ وَاَمَّا عِشْرُوْنَ رکعةً فهو عنه علیه السَّلام بِسَنَدٍ ضعیفٍ وَعَلٰی ضعفهٖ اتِّفَاقٌ))

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی نبی کریم ﷺ سے آٹھ رکعت ہی ثابت ہیں اور ۲۰ رکعت والی حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔

پانچویں شہادت:

مُلا علی قاری رحمہ اللہ حنفی فرماتے ہیں:

((اَنَّ التراویح فی الاصلِ اِحدٰی عَشرَۃَ رکعۃٌ فَعلَہُ علیہ السّلام))

(مرقاۃ شرح مشکوۃ)

یعنی نمازِ تراویح مع الوتر دراصل گیارہ رکعت ہی آنحضرت ﷺ کے فعل سے ثابت ہے۔

آئمہ اربعہ کا فرمان

(۱) حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق آپ رحمہ اللہ کے معروف شاگرد امام محمد رحمہ اللہ کا فیصلہ (جو گزر چکا ہے) سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی اسی حدیث آٹھ رکعت تراویح والی پر عمل تھا۔ (اور پھر اذا صَحَّ الحدیثُ فَهُوَ مَذهَبِی)

(۲) حضرت امام مالک رحمہ اللہ: علامہ عینی رحمہ اللہ حنفی فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ اور ابوبکر عربی رحمہ اللہ گیارہ رکعت ہی پڑھا کرتے تھے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج: ۵، ص: ۳۵۷)

(۳) امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے محمد بن یوسف سے اور انھوں نے سائب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ (معرفۃ السُّنن والآثار للبیہقی، ج: ۱، ص: ٤٤٧)

(۴) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اختیار دیا ہے کہ خواہ گیارہ پڑھو یا تیئس۔ (نوٹ) اکثر روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ تراویح سنت نبوی ﷺ میں گیارہ مع الوتر ہے لہٰذا اہل ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی سنت پر عمل کرنا ہی ہے۔

(۵) علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح رسول اللہ ﷺ کے فعل سے ثابت نہیں ہے اور جو بیس رکعت آنحضرت ﷺ کے ذمہ لگائی جاتی ہیں وہ غلط ہے صحیح تعداد وہی ہے جو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں اور وہ گیارہ رکعت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی گیارہ رکعت کا ہی حکم دیا تھا۔ (المصابیح، ص: ١٤ و ص: ١٥)

اور ان ہی گیارہ رکعت کا ذکر امام ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ نے شرح ہدایہ میں فرمایا ہے حوالہ مذکور نیز ردالمختار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شامی، ص: ۳۸ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت آٹھ تراویح ہی ہے اور اسی طرح بحر الرائق شرح کنز الدقائق اور طحطاوی میں ہے کہ اصل تراویح گیارہ رکعت ہی ہے۔ اس لیے کہ نبی علیہ السلام کا عمل یہی ہے۔ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ حنفی فرماتے ہیں کہ علماء کی جماعت مثلاً امام محمد، علامہ زیلعی حنفی، امام ابن ہمام حنفی، علامہ سیوطی اور امام زرقانی رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ بیس (۲۰) رکعت والی حدیث ضعیف ہے۔ نیز یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مخالف بھی ہے۔ (التعليق الممجد على مؤطا محمد رحمه الله، ص: ٤٢) نیز ابوالسعود شرح کنز مطبوعہ مصر، ج: ۱، ص: ۲۶۵ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیس رکعت تراویح نہیں پڑھی بلکہ آٹھ رکعت ہی علاوہ وتر کے پڑھی ہیں۔

ایک ضعیف حدیث:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان میں بغیر جماعت کے علاوہ وتر کے بیس رکعتیں پڑھیں (یہ حدیث ضعیف ہے) اس حدیث کے ضعیف ہونے پر محدثین کی رائے:

امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث کو ابو شیبہ ابراہیم کوفی نے روایت کیا ہے۔ (وَهُوَ ضَعِيف)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی نسبت فرمایا یہ حدیث ضعیف ہے۔ (تلخیص الحبیر، ص: ۱۱۹)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے متعلق مزید فرمایا کہ اول تو اس کی سند ضعیف ہے۔ دوسرے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اُس حدیث کے مخالف ہے جو بخاری اور مسلم میں ہے۔ (فتح الباری، ج: ۲، ص: ۳۱۷)

امام ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ: شارح ہدایہ فتح القدیر، ج: ۱، ص: ۱۰۵ میں فرماتے ہیں کہ جو حدیث بیس رکعت والی ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور بیہقی کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے وہ سخت ضعیف ہے کیوں کہ ابو شیبہ بالاتفاق محدثین کرام کے نزدیک ضعیف ہے نیز یہ حدیث ام المومنین رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث کے مخالف ہے۔

حضرت علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح لکھا ہے ملاحظہ فرمایئے (نصب الرایہ، ج: ۱، ص: ۲۹۳)

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کا راوی ابو شیبہ ضعیف ہے۔ كَذَّبَهُ شُعْبَة شعبہ رحمہ اللہ نے اس کو کذاب کہا ہے نیز اس راوی کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام بخاری اور امام نسائی رحمہما اللہ وغیرہ نے بھی ضعیف کہا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ (تقریب، ص: ۱۴)

اسی طرح مولانا عبدالحی صاحب حنفی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخالف ہے جو نہایت صحیح ہے۔ (مؤطا امام محمد، ص: ۱۴۲)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نتیجہ:

اِن تمام روایات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مسنون تراویح گیارہ رکعت مع الوتر ہے بیس رکعت والی حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ ضعیف ہے ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہیے جس کے متعلق استاذ الہند شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا فرمان ہے۔

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ:

فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے گیارہ رکعت مع الوتر سے زیادہ ثابت نہیں اور بعض سلف حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے عہد مبارک میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے تاکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشابہت ہوجائے۔

(ماثبت بالسّنة، ص: ۲۱۹)

اس سے ثابت ہوا کہ سلف صالحین گیارہ رکعت تراویح کے ہی قائل تھے اور خود شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا اپنا مذہب بھی گیارہ رکعت ہی کا تھا۔

بعض دیگر مسائل بابت رمضان المبارک

سحری کے وقت اذان:

((عن عائشة رضی اللہ عنھا اَنَّ بَلالًا یوذّنُ بِلَیلٍ فَقال رسول اللہ ﷺ کلوا واشربُوا حَتّی یؤذِّنَ ابن امّ مکتُومٍ فانّه لایؤذِّنُ حتی یطلع الفجر))

(صحیح البخاری: ۲۵۷)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان کہتے ہیں لہٰذا نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا تم کھانا پینا بند نہ کرو۔ جب تک ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان نہ سن لو کیوں کہ وہ صبح صادق ہوئے بغیر اذان نہیں کہتے۔"

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں (جو کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خاص شاگرد ہیں)

((کان بِلَالٌ ینادی بِلیلٍ فی شهر رمضان لسحور النّاس))

(موطا امام محمد رحمہ اللہ: ۱۵۰)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں رات کے حصے میں لوگوں کو سحری کھلانے کی خاطر اذان دیا کرتے تھے۔ یہ سنت نبوی ﷺ ہے۔ اس پر لوگوں کی سہولت کے لیے عمل ہونا چاہیے ہوسکتا ہے کہ ہمارا یہی عمل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمارے لیے باعث نجات ہو جائے۔

اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف سنت ہے اگر تمام بستی میں سے یا محلے سے ایک فرد نے اعتکاف کرلیا تو تمام بستی یا محلے کے ذمے جو سنت باقی تھی وہ ادا ہو گئی لیکن اگر بستی یا محلہ سے کسی ایک فرد نے بھی اعتکاف نہ کیا تو ترکِ سنت کا وبال سب کے ذمہ رہے گا۔ کسی مسلمان کا اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہنا اور سوائے حاجت ضروری اور غسل و وضو کے باہر نہ آنا اعتکاف ہے اعتکاف میں خاموش رہنا ضروری نہیں۔ البتہ نیک کام کرنا، لڑائی جھگڑے سے دور رہنا چاہیے اور ذکر اللہ اور تلاوتِ قرآن اور نماز میں زیادہ وقت صرف کرنا چاہیے۔ اعتکاف اس مسجد میں ہو سکتا ہے جہاں نماز پنجگانہ باجماعت ہوتی ہے۔ اگر پورے آخری عشرے کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس رمضان کی نماز مغرب کے وقت مسجد میں چلا جائے اور عید الفطر کا چاند نظر آ جائے تو مسجد سے باہر آ جائے یہ بھی جائز اور باعثِ ثواب ہے کہ ایک دو روز کے لیے یا ایک آدھ گھنٹے کے لیے اعتکاف کی نیت سے بیٹھے تو اجر پائے گا۔

لیلۃ القدر:

رمضان المبارک میں وہ رات جس میں اللہ تعالیٰ کا کلام دنیا میں آیا اور امن و سلامتی کا آخری پیغام دنیا میں اُترا یعنی وہ رات جو عزت اور وقعت والی رات ہے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس مبارک رات میں اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمتوں کا طالب ہو اس کے آگے سرِ نیاز خم کر دے۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیلۃ القدر کی رات کا قیام ایک ہزار مہینے یعنی ۸۳ سال ۴ ماہ کی عبادت سے زیادہ افضل و اعلیٰ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس رات رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور اگر تاریخ کا شبہ ہو تو پورا عشرہ ورنہ ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹، ان پانچ راتوں میں خصوصی اہتمام کے ساتھ رحمت باری تعالیٰ کے طلب رہو اور ان راتوں میں نہایت خشوع و خضوع سے یہ دُعا پڑھو:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ))

"اے میرے اللہ! تو ہی معاف کرنے والا ہے تو معافی کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف فرما دے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا تو اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے۔ (ابوداؤد، احمد، نسائی، ابن ماجہ)

اوپر والی دعا کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس رات کو یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ))

اس مہینہ میں توبہ استغفار زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے بہترین دعائیں مانگنی چاہئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم رمضان کے مہینے میں چار کام زیادہ کیا کرو۔ دو وہ جن سے تم اپنے مالک کو راضی کر سکو اور دو وہ جن کی تم کو خود سخت ضرورت ہے۔ سو پہلے دو کام جن سے تم اپنے مالک کو راضی کر سکو یہ ہیں کہ (۱) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت دو۔ (۲) اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت اور معافی چاہو۔ دوسرے وہ کام جن کی تم کو ضرورت ہے یہ ہیں کہ (۳) اس سے جنت کا سوال کرو۔ (۴) اور دوزخ سے پناہ مانگو!

چنانچہ رمضان میں اس طرح دعا مانگی جائے۔

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ))

صدقہ فطر:

صدقہ فطر کا حکم پہلی بار رمضان ۲ھ میں عید سے دو روز پہلے دیا گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع صدقہ فطر ہر غلام اور آزاد مرد اور عورت چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔ (بخاری)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک صاع گیہوں یا جو خشک انگور یا چھوہارے، کھجور، پنیر، صدقہ فطر دیا کرتے تھے۔ (مشکوۃ)

نوٹ: ایک صاع اڑھائی سیر یا ۴۴ چھٹانک کا ہوتا ہے یہ دونوں وزن صحیح ہیں۔

صدقہ فطر نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا چاہیے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ فطر فرض کیا گیا ہے تاکہ روزے دار فضول اور نازیبا قسم کی باتوں سے پاک ہو جائے اور مسکینوں کو کم از کم عید کے روز خوب اچھی طرح کھانا میسر آ جائے۔ جس نے اسے نماز عید سے پہلے ادا کیا تو وہ ایک قبول ہونے والا صدقہ ہے۔ جس نے اسے نماز عید کے بعد ادا کیا تو وہ عام صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری عبادت کو قبول فرمائے اور ہمیں ہر عمل سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عید الفطر:

اختتام رمضان پر دوسرے دن یعنی یکم شوال کو اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرض کی ادائیگی کے بعد بطور شکرانہ گاؤں سے باہر نکل کر کھلے میدان میں دو رکعت نماز عید الفطر ادا کی جاتی ہے یا شہر میں بھی کھلے میدان پارک وغیرہ میں ادا کرنا چاہیے ہاں اگر بارش وغیرہ ہو تو مسجد میں بھی جائز ہے۔

رحمتِ عالم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: نماز عید میں تمام مسلمانوں کو شامل ہونا چاہیے۔ اور خواتین کو خصوصی طور پر ارشاد فرمایا کہ تم سے جن عورتوں پر (ایام کی وجہ سے) نماز معاف ہے وہ بھی عید گاہ میں ضرور حاضر ہوں۔ نماز سے تو الگ رہیں مگر خطبہ اور مسلمانوں کی دعا میں ضرورت شمولیت کریں اور حکم فرمایا کہ جن خواتین کے پاس اوڑھنے کے لیے چادریں وغیرہ نہ ہوں اہل محلہ کی خواتین ان کے لیے اوڑھنیوں چادروں وغیرہ کا انتظام کر دیں اور عید گاہ میں لے جائیں (غور فرمایئے! آج کل ہمارا عمل کیا ہے؟) امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: عید گاہ میں آتے جاتے بلند آواز سے تکبیرات پڑھئے! جس سے ہیبتِ حق اور شانِ اسلام کا مظاہرہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اقرار۔ جس راستہ سے عید گاہ جائیں واپسی پر دوسرا راستہ اختیار کریں!

تکبیرات یہ ہیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا۔ چلتے پھرتے بیٹھتے اُٹھتے معمولی سی بلند آواز سے اس کا ورد کرتے رہیے (دونوں عیدوں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ پر اسی طرح یہی تکبیرات کہنی چاہئیں) عید الفطر کی نماز کچھ تاخیر سے اور عید الاضحیٰ کی نماز طلوع آفتاب کے بعد تھوڑا سورج اوپر آنے پر جلد ادا کر لینی چاہیے کیوں کہ بعد میں قربانی کرنا ہوتی ہے۔

مسئلہ:

نمازِ عید کا طریقہ یہ ہے کہ امام پہلے دو رکعت نماز عید الفطر پڑھائے گا اور پھر امام خطبہ دے گا جیسا کہ جمعہ کا خطبہ ہوتا ہے۔ یعنی درمیان میں خطبہ جمعہ کی طرح بیٹھے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز عید بارہ (۱۲) زائد تکبیرات کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔ سات تکبیرات پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تکبیر تحریمہ کے علاوہ اور پانچ (۵) تکبیرات دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے دوسری رکعت کے لیے اُٹھتے وقت جو تکبیر کہی جاتی ہے اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ پانچ۔ رسول اللہ ﷺ اکثر پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورہ غاشیہ پڑھا کرتے تھے۔ باقی نماز حسب معمول ہے۔ نماز کے فوراً بعد امام کھڑا ہو کر خطبہ دے گا۔ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہوتا ہے مگر عیدین کی نماز پہلے اور خطبہ بعد ہوتا ہے۔

حدیثِ قدسی:

تمام اہل ایمان جو عیدگاہ میں حاضر ہوتے ہیں رب کریم کی طرف سے خیر و برکت اور عفو بخشش اور مرادوں کی جھولیاں بھر کر لوٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دن خصوصی طور پر اپنے فرشتوں سے مخاطب ہوتا ہے اور فرماتا ہے۔ فرشتو! بتاؤ!! جو مزدور اپنا کام پوری ذمہ داری سے ادا کردے اس کا کیا صلہ ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ مولا کریم مزدور کو اس کا پورا پورا اجر اور حق ملنا چاہیے! رب کریم فرماتا ہے: ((مَلَائِكَتِيْ عبيدي وَاَمائي قضوا فَرِيْضَتِيْ عَلَيْهِمْ)) میرے فرشتو! میرے بندوں اور میری بندیوں سے جو فرض میں نے ان پر عائد کیا تھا اس کو پورا کر دیا ہے۔ وہ دیکھو! وہ اب مجھ سے مانگنے کے لیے کھلے میدان میں آرہے ہیں۔ عِزّتي وَجَلَالِي وَكَرَمِيْ وعلوی وَارْتفَاعِ مكاني۔ مجھے اپنی عزت کی قسم اپنے جلال کی قسم اپنے کرم اور بخشش کی قسم، اپنی بلندی کی قسم، اپنے بلند مکان (مقام) کی قسم: لَاجِيْبَنَّهُمْ میں آج ان کی بات (پکار و فریاد) ضرور قبول کروں گا اور ان کے تمام گناہ معاف کردوں گا۔ فرشتے کہتے ہیں۔ مولا کچھ لوگ تو یونہی چلے آئے ہیں! مانگنے تو نہیں آئے! رحیم و کریم رب فرماتا ہے میں آج ان کے ہم نشینوں کو بھی محروم نہیں کروں گا۔ پھر دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور اعلانِ عام ہوتا ہے: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ میں نے آج ان سب کو بخش دیا وہ آج میرے دربار سے خالی ہاتھ نہیں جائیں گے۔ میرے پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: ((فيرجِعُونَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ)) تمام لوگ مغفرت اور بخشش سے جھولیاں بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔

پیارے بھائیو! غور فرمایئے! رب کریم کی رحمتیں اور بخششیں اس مبارک مہینہ میں ہم گنہگاروں کا کیسا استقبال کرتی ہیں۔ آو مل کر اس رب کریم سے عہد اور دعا کریں کہ پوری زندگی میں ایسے مہربان آقا و مولا اور رب رحیم کی کبھی نافرمانی نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا فرمان سن لینے کے بعد عمل میں کوئی کوتاہی اور لیت و لعل نہیں کریں گے اور خاتم النبیین ﷺ کے فرمان کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی بات نہیں مانیں گے۔ خواہ وہ مقام اور مرتبے کے لحاظ سے کتنی بڑی شخصیت ہی کیوں نہ ہو۔

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: دنیا میں ہر شخص کی بات رد ہوسکتی ہے مگر امام الانبیاء ﷺ کی بات رد نہیں ہوسکتی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((کُلُّ رَجُلٍ یُؤخَذُ بِکَلَامِہٖ اِلَّا صَاحِبَ ھٰذَا الْقَبْرِ)) ہر ایک کی بات پر اعتراض ہو سکتا ہے لیکن روضۂ اطہر والے خاتم النبیین ﷺ کی بات قابل مواخذہ نہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر میری کوئی بات رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہو تو: اُتْرُکُوا قَوْلِی بِخَبَرِ رسول اللہ ﷺ میری بات کو چھوڑ دو اور رسول اکرم ﷺ کی بات قبول کرو۔

بھائیو! دین کا کوئی مسئلہ ہو۔ عبادات ہوں یا معاملات بس رسول پاک ﷺ کا فرمان معلوم ہونے کے بعد چون چرا نہ کریں۔

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو
اِدھر فرمانِ پیغمبر ﷺ اُدھر گردن جھکائی ہو
اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہے تمامی کا
گلے میں پہن لو کرتا محمد ﷺ کی غلامی کا
اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفی ﷺ برجان مسلم داشتن

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب و سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس راہ میں کوئی ملامت خوف اور لالچ سدِّ راہ نہ بن سکے۔ آمین یا رب العالمین۔

العاجز و النحیف

حکیم محمد یوسف زبیدی عفی عنہ

مومن کی معراج:

1: ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ (النساء: ۵۹)

2: ﴿مَاۤ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ۗ وَ مَا نَھٰىکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۚ﴾ (الحشر: ۷)

3: ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ﴾ (النساء: ۸۰)

4: ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ﴾ (آل عمران: ۳۱)

5: ﴿وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَمْرِهِمْ﴾ (الاحزاب: ۳۶)

۲: ((ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللّٰه وسنة رسوله. (الحدیث)

نوٹ: ......اس کتابچہ میں اگر کوئی سہو یا کوتاہی محسوس فرمائیں تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔ (مرتب)

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطوط

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ الکریم اعنی بہ الحاج ابو محمد عبدالوکیل الہاشمی المکی المدرس بیت العتیق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! المزاج الشریف۔

سال رواں میں آپ حضرت الامام الکعبۃ اللہ الکریم فضلہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں دوبار پاکستان میں تشریف لا چکے ہیں۔ ہماری بدقسمتی کہ ہم لوگ کراچی سے قریب تر ہونے کے باوجود شرف میزبانی اور زیارت سے محروم ہے۔ آپ کی پہلی آمد پر میں کنری میں تھا، اور مولانا محمد شریف الحصاروی کی زبانی آپ کی مختصر تشریف آوری کی خبر ملی معلوم ہوا آپ صرف چار یوم کے لیے حضرت الامام الکعبۃ کی رفاقت میں تشریف لائے ہیں۔ میں نے اسی دن واپسی پر میرپور خاص پہنچ کر حضرت پروفیسر ظفر اللہ صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحمن امام غرباء اہلحدیث سے رابطہ کیا تو انھوں نے بتایا آپ حضرات ملتان تشریف لے گئے ہیں، ملتان میں جماعتی احباب سے فون پر بات کی تو ملتان کے احباب جمعیت اہل حدیث نے بتایا کہ معزز مہمانانِ گرامی قدر سرکاری مہمان خانے میں ہیں وہاں کا فون ملایا تو پتہ چلا کہ آپ لوگ کسی استقبالیہ وغیرہ میں اس وقت تشریف فرما ہیں۔ میں نے کافی کوشش کی کہ حضرۃ الہاشمی صاحب سے فون پر ہی ملاقات ہوجائے اور کچھ عرض مدعا بیان ہو جائے۔ جواب ملا وہ آج نہیں مل سکیں گے اور صبح ہی قافلہ خیر وفلاح بہاولپور کے لیے روانہ ہو جائے گا۔ وائے شومئی قسمت کہ دریائے رحمت پاس سے گزر گیا اور ہم تشنہ ہی رہ گئے۔ آپ بھی سوچ رہے ہوں گے؟ یہ کون سا گستاخ ہے اتنی لمبی کہانی کہہ گیا مگر تعارف تو کرایا ہی نہیں۔ یقیناً یہ میری غلطی ہے۔ تعارف پہلے ہونا چاہیے تھا۔ تو عرض یہ ہے کہ راقم الحنیف کو حکیم محمد یوسف الزبیدی السلفی کے نام سے لوگ جانتے ہیں تیسرے سال جب آپ کا چالیسواں ۴۰ حج (بقول آپ کے) حج تھا بندہ پر تقصیر عمرے کے ویزے پر ماہ رمضان المبارک میں حاضر ہوا تھا اور شیخ الشیوخ المحدث کبیر حضرت علامہ مرحوم (الحضرۃ مولانا عبدالحق صاحب المحدث بہاولپوری ثم مکی رحمہ اللہ) کے پرانے تعلق پاکستان کی بنیاد پر ہی تعارف ہوا تھا۔ حضرت علامہ مرحوم پاکستان میں اپنے آخری قیام کے زمانہ میں ہمارے غریب خانہ (قبل از قیام پاکستان) تشریف لایا کرتے تھے اور پھر ہماری خوشدامن صاحبہ جو کہ غالباً ۴۸ء کو اعزہ کے ساتھ حج بیت اللہ پر تشریف لے گئی تھیں اور انھوں نے قیام ہی آپ کے کیا تھا۔ ہماری بہت تمنا تھی کہ اب آپ سے شرفِ میزبانی اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا مگر وائے ناکامی کہ کاروانِ حق جاتا رہا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر آپ کے ہاں مدرسہ عربیہ ہے تو پاکستان آمد پر ضرور مدرسہ بحر العلوم السلفیہ کو مشرف فرمائیں۔ آپ کی دوسری بار آمد اچانک ہوئی اور ہم محروم رہے خیر مضی ما مضا میں ان شاء اللہ العزیز اس سال پھر حج بیت اللہ کی سعادت کے لیے حاضر ہو رہا ہوں درخواست الحمد للہ منظور ہو چکی ہے اور آج ہی ہماری روانگی حج کی تیاری شروع ماہ جولائی کی موصول ہوئی ہے۔ بیت اللہ العتیق کے ساتھ ساتھ آپ کی زیارت بھی ان شاء اللہ نصیب ہوگی۔ وھو الموفق للصواب۔ میرے ساتھ میری خوشدامن صاحبہ اور ایک ہماری خالہ صاحبہ بھی ہوں گی۔ پچھلی مرتبہ میں چونکہ اکیلا تھا اور ماشاء اللہ آپ سے بیت اللہ میں اور پھر آپ مبارک گھر پر اکثر مجالس رہتی تھیں اور مجھے آپ کی دعوتیں خوب یاد ہیں۔ اب آپ سے کچھ مشورہ کرنا ہے اور اگر آپ نہایت شفقت اور مہربانی سے کچھ تکلیف فرما کر واپسی مطلع فرمادیں تو آپ کی نہایت مہربانی ہوگی۔

(۱) پہلے مجھے معلم کی ضرورت نہیں تھی اور اب چونکہ درخواست حج پر حاضر ہو رہا ہوں قانونی طور پر معلم ضروری ہے جس کی فیس گورنمنٹ وضع کرے گی۔ مشورہ مطلوب یہ ہے کہ میں معلم کونسا لکھواؤں؟ غالباً روانگی سے پہلے معلم کا نام بتانا ہوگا؟ لہٰذا کوئی مناسب سا معلم لکھ بھیجیں۔

دوسرے اگر مجھے اپنے مرحوم والد صاحب یا والدہ صاحبہ کی طرف سے حج بدل کروانا ہوگا تو کیا کچھ اخراجات ادا کر کے کسی ملکی بزرگ سے حج کروایا جا سکے گا؟ اور اگر ہاں ہے تو پھر صرفہ کیا ہوگا؟

تیسرے میرے لائق اگر کچھ خدمت ہو تو لکھ بھیجیں!!

پتہ اتنا کافی ہے۔ حکیم محمد یوسف زبیدی

خطیب جامع مسجد اہل حدیث شاہ فیصل شہید روڈ

میر پور خاص سندھ پاکستان۔

نوٹ: مدرسے کا تعارف بھیج رہا ہوں۔

☆......☆......☆

مکرمی جناب مولانا محمد یوسف زبیدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان کی سپریم کونسل کے اجلاس منعقدہ ۲۸، مئی ۱۹۹۱ء میں جمعیت کی تنظیم نو اور رکن سازی کے لیے مرکزی وصوبائی انتخابی بورڈ تشکیل دیے گئے ہیں، آپ کو اس کی اطلاع دی جاتی ہے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ کو صوبائی انتخابی بورڈ (برائے صوبہ سندھ) کا رکن نامزد کیا گیا۔ اس انتخابی بورڈ کا پہلا اجلاس ۹ جولائی دس بجے صبح جامعہ ''الاحسان'' اہلحدیث نزد آرمی ورکشاپ نمبر ۶۰۲ نیو نیشیالائن کراچی میں جناب میاں فضل حق صاحب چیف آرگنائزر متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان کی صدارت میں منعقد ہوگا شرکت فرما کر مفید مشوروں سے سرفراز فرمائیں۔

والسلام

پروفیسر ساجد میر سیکرٹری جنرل

متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان

۱۰۶-راوی روڈ لاہور

☆......☆......☆

محترم المقام حبی فی اللہ حضرت مولانا زبیدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مکرمت نامہ آج موصول ہوا، آپ کی پرخلوص دعاؤں سے الحمد للہ احقر صحت منداور تندرست ہے اور پے درپے جامعہ ابی بکر، جامعہ ستاریہ، جامعہ میاں صاحب کے پروگراموں میں شریک ہوکر مفوضہ خدمات دینی وعلمی سرانجام دے رہے۔ گذشتہ جمعہ پیر محب اللہ صاحب کے گوٹھ میں پڑھایا ہے اور وہاں دستار بندی کی اور اول سے آخر تک سارے پروگرام ختم کرنے کے بعد حضرت پیر صاحب نے واپسی کی اجازت دی۔ اور بذاتِ خود کراچی تشریف لاکر پر اصرار مدعو کر کے گئے تھے۔ یہ بات پرانی ہوگئی ہے کہ گذشتہ کئی ماہ پیشتر ایک زہریلے پھوڑے کا آپریشن کرایا تھا جس کے سبب پندرہ یوم پٹیل کے پرائیویٹ ہسپتال رہنا پڑا۔ انھی دنوں دفتر سے غیر حاضری بھی رہی، ورنہ الحمد للہ برابر کاروبار پر بھی آتا ہوں۔ لوگ بلا تحقیق افواہ پھیلا دیتے ہیں حالانکہ یہ لوگ اکثر کراچی آتے ہیں مگر مجھ سے ملاقات نہیں کرتے۔ کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع۔ بہرحال جناب کی طمانیت کی خاطر یہ چند سطور تحریر کردی ہیں، الحمد للہ یہ ناکارہ مع الخیر والعافیہ ہے آئندہ اپنی مخلصانہ دعاؤں میں آپ تمام حضرات مجھے یاد رکھیں، اللہ تعالیٰ ایمان وعافیت سے رکھے اور اپنی مرضیات کی توفیق ارزانی کردے لیکن حاجی نذیر حسین صاحب مولانا محمد رمضان صاحب، وکیل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحبان، ٹھیکیدار صاحب و جملہ جماعت موحدین کی خدمات میں ہدیہ سلام پیش فرمادیں۔

والسلام

مع الودّ والاحترام

مخلصکم

عبدالخالق رحمانی عفی اللہ عنہ

☆......☆......☆

شیخ العرب والعجم حضرت علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ صاحب، الراشدی المکی السندھی

امیر جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ مدظلہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔　　مزاج گرامی!

اہل حدیث کنری جماعت چند احباب پر مشتمل ہے۔

کنری شہر میں جماعت کی ایک ہی مسجد قیام پاکستان کے وقت سے موجود ہے۔ کنری شہر کے محل وقوع کے لحاظ سے یہ ایک اہم مقام ہے۔ یہاں بریلویت کے علاوہ قادیانیت کا فتنہ قادیانیوں کے مرکز ''ربوہ'' کے بعد کنری وہ جگہ ہے کہ جہاں سے وہ مالی غذا حاصل کرتے ہیں اگرچہ انھیں غیر مسلم قرار دے دینے کے بعد کسی حد تک یہ فتنہ رُکا ہوا ہے مگر اندرون خانہ وہ لٹریچر وغیرہ کے ذریعہ اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ شیعانِ علی الگ اپنی جگہ موجود ہیں۔ اور بریلویوں سے تو جماعت اہل حدیث کا قیام پاکستان سے پہلے ایک اہم مناظرہ بھی ہو چکا ہے جس میں خود حضرت شاہ صاحب بھی شامل ہوئے۔ مسلمان کے لیے مسجد ہی وہ جگہ ہوتی ہے جہاں سے کتاب وسنت کی ترویج واشاعت کا کام کیا جاسکتا ہے۔ یہ جماعت اپنے وسائل کے لحاظ سے اس سے غافل نہیں۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہ خود کئی بار یہاں تشریف لاچکے ہیں۔ اور بذات خود حالات سے واقف بھی ہیں۔

مقامی رفقائے جماعت کی مالی حالت اس قدر نہیں کہ دعوت وتبلیغ کے شایان شان مسجد تعمیر کرسکیں۔ سابقہ مسجد جس کا رقبہ ۳۶۰۰ فٹ ہے اور بہت ہی ناگفتہ اور خستہ حالت میں ہے اس بات کی اشد ضرورت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس اہم دینی مرکز کو ضرورت کے لحاظ سے ازسرِنو تعمیر کیا جائے۔ لہٰذا درخواست ہے کہ اس کارِخیر کے لیے کم ازکم دس لاکھ روپے تعاون کیا جائے۔ تاکہ مسجد مدرسہ، رہائش طلباء وغیرہ کے لیے مجوزہ نقشہ کے مطابق مسجد تیار کرسکیں۔ ((من بنى لله مسجدًا بنى الله له بيتا في الجنة)(الحديث) احباب سے خصوصی گزارش ہے اس دینی مرکز کے لیے زرتعاون فراہم کرنے میں تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

والسلام

اراکین جمعیت اہل حدیث کنری ضلع تھرپارکر سندھ

☆......☆......☆

فضیلۃ الشیخ عالی جناب محمد یٰسین ظفر صاحب

مدیر التعلیم جامعہ سلفیہ فیصل آباد مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی!

بتاریخ ۱۱، نومبر ۹۳ء طلباء اہل حدیث کانفرنس کے موقعہ پر جامعہ بحرالعلوم السلفیہ میرپور خاص کا ایک وفد محترم جناب حاجی نذیر حسین صاحب (برادرِ خورد محترم جناب حاجی محمد عبداللہ صاحب) کی معیت میں آپ سے ملا تھا اور جامعہ بحرالعلوم السلفیہ کے لیے اساتذہ کرام کے متعلق آپ سے بات چیت کی تھی۔ جس پر آنجناب نے ایک استاد جو مبعوث ہیں (اُن کا اسم گرامی ہمیں محترم جناب P.H.D فی الحدیث حضرت مولانا سندھی صاحب نے (الشیخ محمد احمد السندھی بتایا ہے) جو کہ ضلع خیر پور میرس بمقام دریا خان مری (لالوکوٹ) بتایا ہے جو آپ ڈاکٹر سندھی صاحب سے معلوم کرلیں۔ اوران کو جس طرح بھی ہو آپ میرپور خاص سندھ کے لیے متعین فرمادیں۔ محترم حضرۃ میاں صاحب نے بھی ان کے متعلق فرمایا تھا۔ بہرحال یہ کام اب آپ کے کرنے کا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں پیڈ کے خالی اوراق بھجوا رہا ہوں۔ اُن کے علاوہ ایک دوسرے عالم دین جو کہ مبعوث ہیں غالباً ان کو خانپور بھیجا جانے والا ہے اور بقول آپ کے وہ بخاری شریف پڑھانے کے استاد ہیں۔ ان کو بھی میرپور خاص کے لیے طے کریں۔

آپ نے حاجی محمد عبداللہ صاحب کی رفاقت میں میرپور خاص کا دورہ ماہِ دسمبر ۹۳ء میں کرنے کا طے فرمایا تھا ہماری گزارش ہے کہ یہ دورہ ملتوی ہرگز نہ کیا جائے آپ ۱۵، دسمبر سے ۲۰ دسمبر تک یا کچھ آگے پیچھے یہ دورہ رکھ لیں اس دورہ کے لیے میں محترم میاں صاحب کو حضرت مولانا عبدالوکیل صاحب خانپور والے (ناظم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تبلیغ مرکزی جمعیت اہلحدیث) کو بھی ساتھ لانے کا کہہ رہا ہوں۔ (یہ دورہ کم از کم دو دن کا ہونا چاہیے تا کہ آپ جامعہ کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ محترم میاں صاحب اور حضرۃ الامیر تنظیمی اُمور اور تبلیغی اُمور پر بھی گفتگو فرما سکیں۔ اس دورہ کی اطلاع آپ محترم حاجی محمد اسماعیل صاحب ایڈووکیٹ مہتمم جامعہ کے فون نمبر ٦١٢٦٦ پر یا خازن جامعہ محترم جناب محمد ہاشم صاحب ایڈووکیٹ فون نمبر: ٦١٣٣٣ پر دے دیں نوازش ہوگی۔

ہمیں آپ کے جواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔

اساتذہ کا معاملہ فوری حل ہونا اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہمارے ہاں موجود اساتذہ کرام میں صرف قاری صاحبان کے علاوہ عربی پڑھانے والے صرف دو استاد ہی رکھنے کے قابل ہیں بقیہ حضرات کو ہم بامر مجبوری رکھے ہوئے ہیں کیوں کہ وہ تدریسی انتظامی وغیرہ امور میں پسندیدہ نہیں ہیں۔ دیر ہو جانے پر ہمیں انھیں کو ہی روکنا پڑے گا۔

وفاق المدارس کے کاغذات موصول ہو چکے ہیں آپ کی تشریف آوری پر مزید گفتگو ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام

راقم حکیم محمد یوسف زبیدی عفی عنہ

مدیر التعلیم جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص سندھ

☆......☆......☆

سماحۃ الشیخ حضرۃ الحاج نذیر حسین صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی!!

سابقہ ماہ نومبر میں ہمارے رفقاء آپ کی قیادت میں محترم جناب محمد یٰسین ظفر صاحب مدیر تعلیم جامعہ سلفیہ سے ملے تھے اُسی سلسلہ میں ہم نے حضراۃ کی خدمت میں خطوط لکھے ہیں جن کی ایک ایک کاپی میں آپ کی خدمت میں بھی بھیج رہا ہوں، براہِ مہربانی آپ یٰسین ظفر صاحب کو تیار کرنے میں اُن کی مدد کریں اور جب ان کی تیاری ہو تو آپ کی اُن کے ساتھ تشریف آوری ضرور ہوگی اور محترم حاجی محمد عبداللہ صاحب کو بھی آپ تیار کریں گے اور ساتھ لے کر آئیں گے اُن خطوط سے آپ کو سب کیفیت معلوم ہو جائے گی دوسرے خطوط روشنی میں آپ بھی لکھے گئے اُمور میں تعاون فرمائیں۔ خصوصاً اساتذہ کرام کے سلسلہ میں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

محترم حاجی محمد عبداللہ صاحب محترم حافظ (جو استاذ ہیں) اور دیگر احباب بمع اقبال صاحب، جاوید صاحب، ندیم صاحب اور اہل خانہ تک سلام مسنون پہنچا دیں اللہ کرے آپ بمع جملہ احباب خوش وخرم ہوں۔

والسلام

راقم حکیم محمد یوسف زبیدی عفی عنہ میر پور خاص سندھ

سب دائی احباب کی طرف سے

نام بنام سلام مسنون عرض ہو۔

☆......☆......☆

صاحب السماحة فضيلة الشيخ/ محمد بن عبدالرحمن بن يعيش۔ امام جامع الملك فهد بن عبدالعزيز۔ الرياض۔ حفظه الله تعالى۔

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔ وبعد:

أرجو أن تكونوا بفضل الله بخير وعافية وأدعوالله الكريم: ان يديم عليكم ظل عافيته وكرمه۔

لايخفى على سماحتكم الاحوال الدينية فى باكستان عامة وفى منطقة السند خاصة، حيث نرى اكثر الناس يجهلون التوحيد الصحيح ولا يعرفون من دين الاسلام الآ بعض ظواهره، فان اكثرهم يعبدون القبور ويتخذو نها اعيادا، ويجعلون الصوفية اربابا من دون الله، ويقدمون لهم النذور۔ وعلاوة على ذلك فقد وجدالكفار من الهندوس والمسيحين والقاديانيين هذه المنطقة صالحة لنواياهم الخبيثة فهم يعملون بجد لجلب هؤلاء الناس الى ضلالتهم۔

نظراً الى هذه الامور قام بعض الاخوان من بلدة "مير بور خاص" بانشاء مؤسسة دينية باسم "بحر العلوم السلفية" عام ١٩٨٢م وبدأت المدرسة عملا عام ١٩٨٣م۔ ويتخرج بفضل الله الدفعة الاولى هذا العام ١٩٩١م۔

وهذه المدرسة هى اكبر مدرسة فى السند ماعدا بلدة "كراتشى" المنهج

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

التعليمي والمعلومات الاخرى عن المدرسة تصلكم مع هذه العريضة والمدرسة لديها امكانيات قليلة أساسها على تبرعات المحسنين۔ وأهل الشرك والبدع ينفقون كثيرا لنشر ضلالتهم۔ ونريد ان نعمل ايضا لهداية الناس وارشاد هم الى التوحيد والسنة۔

فالرجاء من فضيلتكم ان تمدوا يدالعون والمساعدة إلى هذه الموسسة والله يجزيكم احسن الجزاء۔ ويوفق المحسنين بالمزيد و جعله من صالح اعمالهم المقبولة وتقبل الله سعيكم المشكور۔ آمين: والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته:

أخوكم في الله:

محمد يوسف الزبيدى

مدير المدرسة: بحر العلوم السلفيه مير بور خاص

السند۔ الباكستان

☆......☆......☆

مولانا محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ کی اپنی چھوٹی بیٹی کو نصیحتیں

زبیدی صاحب رحمہ اللہ دیگر خصوصیات کے ساتھ ساتھ ایک مشفق باپ بھی تھے وہ اکثر اپنی بیٹی سے جو نواب شاہ میڈیکل سنٹر میں MBBS کرتی تھی بہت نصیحت فرماتے تھے وہ دور موبائل یا انٹرنیٹ کا نہ تھا بلکہ خطوط کا تھا۔۱۹۸۴ء سے تعلیم مکمل ہونے تک چند خطوط زبیدی صاحب کے ہمیں ملے ان کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

(ا) زبیدی صاحب کا اپنی بیٹی سے انداز تخاطب۔

لخت جگر، راحت جان، نور چشم العزیز سمعیہ تزئین سلمکِ و حفظکِ، وفوزک فی کل احیان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

دوسرے خط میں اس طرح مخاطب کرتے ہیں۔

عزیزی المکرم لخت کبد شوخی پدر راحت جان سمعیہ سلمکِ وفرحک وعظمک۔

ایک میں لکھتے؛

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نور چشمی عزیزی سمعیه تزئین اعزكم الله فی الدنيا والآخره بمفازاة كثيرة السلام عليكم ورحمة الله رحمة تامة كاملة بانوار الايمان والتقى والهدى بالهدی......

اور ایک خط میں تحریر کرتے ہیں۔

عزیز از جان من سمعیه تزیین سلمك وفوزكِ وعظمك فی الدنيا والآخرة.

اب یہاں چند خطوط کا اقتباس ذکر کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بوقت صبح پونے پانچ بجے وقتِ سحر۔

عزیزی عزیز از جان سمیہ تزئین سلمہا اللہ تعالیٰ

السلام علیکم..........

دعائے دل، جاناں کی اگر لیں گے تو ہم لیں گے۔

عزیزی سلمہا تمھارا خط مجھے اس وقت ملا جب کہ میں جواب تمھاری مطلوبہ باتوں کا پہلے ہی روانہ کر چکا تھا اب وقت سحر ہے اور میں الحمد للہ دو رکعت نماز کے لیے تمھارے لیے دین اور دنیا دونوں کی بھلائیاں اور کامیابیاں اپنے خالق اور مولا سے مانگ رہا ہوں۔ اے میرے پیارے مالک میری نور چشمی سمعیہ جان کو دنیا کے تمام امتحانات سے کامیاب فرما اور اس کا دل علم وفن کے ساتھ ساتھ اپنے ذکر میں بھی لگا اس کو غیروں کی ہر نظر بد سے محفوظ فرما میری بچی کے دل میں نورِ ایمان تقویٰ، پرہیزگاری زُہد پیدا کر دے قدم قدم پر دنیا کے مصائب وآلام میں مدد فرما ظاہری اور باطنی پرچوں ''امتحانی پرچوں'' میں کامیابی عطا فرما۔ اے اللہ کریم اے میرے مولا کریم تو خالق ہے ہم سب کا مالک ہے میں اپنی بچی لختِ جگر کے لیے دنیا اور دین اور آخرت کی تمام بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں اور تیرا سچا وعدہ خود قرآن پاک میں موجود ہے جو مجھ سے دین و دنیا کی بھلائی مانگتا ہے میں اس کو دونوں عطا کرتا ہوں اے مالک تو ایسا ہی کر میرے تمام بچوں کو اپنے کرم سے نواز اپنے گھر کا غلام اپنے پیارے نبی ﷺ کا تابعدار بنا، تمام دین و دنیا کی منزلیں آسان فرما اپنے دروازے پر جھکنے کی توفیق عطا فرما ذکر وفکر اور سجدۂ سحر گاہی کی توفیق بخش دنیا کی آلودگیوں اور نجاستوں سے محفوظ فرما اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی طرح ان کو دین پر ثابت رکھ۔

یہ دنیا بڑی بے وفا ہے اور آبا، اماں۔ عزیز واقارب، بس چند یوم کا ایک عارضی سہارا ہے اصل چیز عمل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق وہی کام آنے کی چیز ہے اور ایک دن بیٹا یقیناً ایسا آنا ہے۔

﴿ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝ ﴾ (عبس:٣٤ تا ٣٦)

''اس دن آدمی اپنے آباء اور اپنی امی اور اپنے بھائی سے بھاگے گا۔''

یعنی یہ تمام لوگ بے پہچان ہوں گے اور اب دنیا میں دیکھ لو یہی رشتہ داریاں ہم کو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے پیارے نبی ﷺ سے کس طرح بیگانہ بنائے رکھتی ہیں اور ہم انھی رشتوں کے پیچھے اپنے انجام سے بے خبر خدا جانے کیا اُمور کیا کرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے بے تعلق ہو جاتے ہیں لہٰذا بیٹا جب تم اپنے مرکز سے مضبوط ہو جاؤ گی یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے تو پھر دیکھنا تیری دنیا اور آخرت کیسی عمدہ بنتی ہے اور پھر دیکھنا۔ اس تصور کی زندگی سے تمھارا دل کس قدر لگے گا اور اپنے صحیح اور اصلی مقصد سے کس طرح ہمکنار ہوگا وقت کے ایک ایک لمحے اور لحظہ کا خیال ہوگا نماز میں خوب دل لگے گا۔ سبق میں انہاک پیدا ہوگا دنیا کی بے وفائی سے بیسیوں حالات تمھاری آنکھوں کے سامنے ہوں گے بس وہی وقت ماں، باپ، بھائی کے صحیح تعلق کا ہوگا اور پھر ایسا تعلق اُس دن بھی تیرے کام آئے گا اور اس زندگی کے ساتھ تم جب اپنے خالق کے سامنے جا کر بڑے بڑے مرتبے اور مقامات حاصل کرو گی اور اگر تمھارے ماں باپ اللہ نہ کرے اگر کسی دوسرے حال میں ہوئے (اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے)۔ تو تم اکیلی جنت میں نہیں جاؤ گے وہاں تم اپنے رب سے پر زور مطالبہ کرو گی میرے مولا، میرے ماں، باپ بہن بھائی اور میرے فلاں فلاں رشتہ دار میرے ساتھ جنت میں جائیں۔ اور پھر دیکھنا بیٹا، تیرا رب تیری ایک ایک بات پوری کرے گا تم اپنے پورے کنبے قبیلے کے ساتھ جنت میں داخل ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اب ان تمام باتوں کے لیے بات اور بڑی طاقت صبر اور نماز اور خوف اور عمل۔ اور عمل اور صرف عمل۔ کام۔ کام کام صحیح کام دیکھنا تیری تمام منزلیں کیسے آسان ہوتی ہیں۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یکم اگست ۸۴ء

بوقت: ۱۱:۲۵ دوپہر

عزیزی عزیز از جانِ من سلمہا اللہ تعالیٰ ....

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ابھی ابھی ملفوف ملا اور جواب حاضر ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عزیزی جن جذبات کا اظہار تم نے اپنے ہر دو خطوط میں کیا ہے خود ہم بھی انھی حالات سے دوچار ہیں۔ بس خیال ہے کہ ﴿ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ ﴾ تنگی ترشی اور تکلیف کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانیاں ملتی ہیں اور ان شاء اللہ آپ کو اللہ تعالیٰ بہت آسانیاں فراہم کرے گا۔ میں نے تمھارے پہلے خط کا جواب بھی فوراً روانہ کر دیا تھا۔ اس میں جو دعائیں وغیرہ لکھی ہیں اُس سے پریشان خواب آنا وغیرہ بند ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ضرور پڑھا کرو اور دیکھو سوتے وقت تمھاری زبان پر درود شریف (جو نماز میں پڑھا جاتا ہے) اس کا ورد ضرور ہونا چاہیے بلکہ ہر خالی وقت پر خاموشی سے اُٹھتے بیٹھتے پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ بندہ اگر درود پڑھتا رہے تو وہ (اللہ) اس کو وہ کچھ دیتا ہے جس کا اس کو تصور بھی نہیں ہوتا اور بغیر مانگے وہ ایسے نوازتا ہے کہ بندہ نتائج پر حیران ہو جاتا ہے۔ اس لیے درودِ پاک کو ہمیشہ وردِ زبان بنا لو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے مزے چکھو۔ محنت کرتی جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے حضور نذرانۂ درود پیش کرو اور پھر تعلیمی اور دوسرے نتائج دیکھو ان شاء اللہ باکمال ہوں گے۔ تم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ تم آؤ اور گھر پر تالا ہو؟ اب ان شاء اللہ ایسا نہیں ہوگا تم بے فکر رہو ان شاء اللہ تالا کھلا ملے گا۔ طاہر میاں آج صبح روانہ ہوا ہے میں نے روک لیا تھا۔

بیٹا دل لگا کر پڑھو۔ اور ہاں تلاوت کے لیے تھوڑا سا وقت ضرور نکال لیا کرو اگر قرآن پاک نہیں ہے تو جب آؤ گی تو خرید لے جانا۔ تمھیں وہ واقعہ یاد ہوگا کہ ایک شخص قرآن پڑھا ہوا نہیں تھا پھر بھی روزانہ قرآن کھولتا اور خالی صفحاتِ قرآن پر اُنگلیاں پھیرتا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ اتنا مقبول ہوا کہ حضرۃ ابوذر رضی اللہ عنہ جو کہ صحابی رسول ﷺ تھے اُن کو خواب میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہمارا ایک بندہ فوت ہو گیا ہے جاؤ تم اُس کا جنازہ پڑھو۔ اور دوسری طرف اُس بندے کو مرنے سے پہلے خواب میں بشارت دی کہ لواحقین کو کہو کہ جب تم فوت ہو جاؤ جنازہ تیار کر کے سڑک کے کنارے رکھ دو کچھ گھوڑوں پر آدمی آئیں گے اور وہ جنازہ پڑھیں گے اور واقعی ایسا ہی ہوا۔

اور پھر رات کو آیت الکرسی پڑھنے کا وہ مشہور واقعہ جو حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کی کیسے حفاظت کرتا ہے۔ اس لیے سوتے وقت اور ہر نماز کے بعد آیت الکرسی ضرور پڑھا کرو۔ ایک طرف تمھاری پڑھائی ہو اور دوسرے وقت تمھارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہو۔ ان شاء اللہ کامیابی بھی ہے اور دل بھی خوب لگے گا۔ بیٹا دنیا فانی ہے اور اسکے کام کھیل تماشا، اللہ تعالیٰ کی طرف پوری توجہ رکھا کرو۔ اور پھر حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ کا واقعہ تمھیں یاد ہوگا جب وہ اپنی سلطنت اور بادشاہی چھوڑ کر جنگل چلا گیا تھا۔ کافی عرصہ

www.KitaboSunnat.com

بعد دریا کے کنارے کسی سے ملاقات ہوئی کہ اپنی گودڑی (اپنا لباس) سوئی سے سی رہا تھا اس شخص نے پوچھا بادشاہت چھوڑنے سے کیا ملا اُس نے کہا ادھر آؤ اور اپنی سوئی دریا میں پھینک دی۔ اور پھر کہا اے پانی میری سوئی واپس کر۔ اور تاریخ نے بتایا کہ ہزاروں مچھلیاں سونے کی سوئیاں لے کر حاضر ہو گئیں۔

یہ سب اللہ تعالیٰ سے تعلق سے ہوا۔ اس لیے بیٹا جو وقت ملے زبانی درود پاک اور صبح شام وہ دعائیں جو پہلے لکھی ہیں اور ہر نماز کے بعد آیت الکرسی اور کسی ایک وقت خواہ رات سوتے وقت صرف ۵ منٹ قرآن پاک ضرور پڑھ لیا کر، بس یہ وظیفہ بنا لو۔ تم دیکھو گی تمھارا دل کیسے لگتا ہے۔ اور پڑھائی کے نتائج بھی تمھاری حسب خواہش ہوں گے تمھاری باجی شاید جب تم آؤ تبھی آئے ایسے خط وکتابت سے تمھارا اُن سے رابطہ بھی ہو گا۔ جہاں اپنے لیے ڈھیروں دعائیں مانگو ہمیں بھی شامل کر لیا کرو۔ ہم اپنی ہر دعا میں خصوصی طور پر یاد رکھتے ہیں۔ بیٹا اپنے اللہ تعالیٰ سے دل لگاؤ نماز کی پابندی ایمان کی حرارت روشن رکھو۔ علم کا...... علم حق اور علم دین کا لگایا کرو قرآن پاک کی تلاوت سے اطمینان سکونِ قلب حاصل کر لیا کرو۔ حیا اور شعور کی سرخی سے مسرور رہو اپنی ہجولیوں کے درمیان وقار اور صداقت کی بنیاد پر محنت اور لگن کے ساتھ تعلیمی شغل کو برپا رکھو اللہ تعالیٰ تمھارا حامی و ناصر ہو گا۔ دیکھو میرے کان میں اذان صبح کی آواز آ رہی ہے بقیہ خط مسجد سے واپسی پر لکھوں گا۔ لیکن شاید خیالات کا تسلسل ٹوٹ جائے تمھیں خط لکھتے ہوئے ایسے محسوس کرتا ہوں کہ تم میرے سامنے ہو اور تم سے باتیں کر رہا ہوں۔

عزیزی السلام علیکم دیکھو میں آ گیا نماز فجر الحمد للہ باجماعت ادا ہوئی اور میں پھر اپنی بیٹی کے روبرو حاضر ہوں مجھے اُمید ہے اتنے میں تم بھی نماز سے فراغت پا چکی ہو گی۔

آؤ باتیں کریں۔ بیٹا ذکر کے ساتھ فکر اگر شامل کر لیا جائے تو زندگی باکمال ہو جاتی ہے اسی ذکر اور فکر سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور جہاں تقویٰ یعنی خوف خدا آیا۔ ﴿ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ متقین تقویٰ اختیار کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ یہ خوشخبری قرآن پاک نے سنا دی اور بیٹا جس کا ساتھی اللہ تعالیٰ کی ذات بن جائے اس کو کیا پرواہ۔ اس کو امتحان میں ناکامی کی بات ذہن آتی ہی نہیں۔ وہ ان شاء اللہ کامیاب ہی کامیاب ہے کیوں کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ بیٹا محنت خوب دل لگا کر کرو اللہ تعالیٰ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا۔

بیٹا نماز کی پابندی، تلاوتِ قرآن کی پابندی اور صرف اسی سے نماز کے بعد اپنی حاجات مانگا کرو اور ایک خاص بات بیٹا جیسے نماز فرض ویسے پردہ بھی فرض ہے تمھارے ابا کو اُمید ہے کہ تم مایوس نہیں کرو گے۔ گھر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے کام کے لیے ایک مائی رکھ لی ہے کل تمھاری خالہ صالحہ ایک مائی کو لے کر آئی تھی۔ میں اور امی سوچ رہے ہیں کہ دو دنوں کے لیے گاؤں چکر لگا آئیں کیوں کہ مائی گھر میں موجود ہے اسی خط کے جواب تک تو ان شاء اللہ آ ہی جائیں گی۔ ہماری دعائیں ان شاء اللہ تمھارے ساتھ ہیں، میں اور تمھاری امی اللہ پاک سے بہت دعائیں کرتے ہیں۔ ویسی میری فکر ہے تو میں خود ہی واقف ہوں گھر والوں نے مجھے کبھی سمجھنے کی کوشش نہیں فرمائی تمھیں کبھی جذبات میں کچھ لکھ دیا کرتا ہوں جیسے اس خط کو ''کالا'' کر دیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ تمھیں تمھارے تمام امتحانات میں کامیابی عطا فرمائے۔ تمھاری ہدایت کے مطابق وکی کو خوب پیار کر دیا تھا اور روم میٹ کی طرف سے بھی وہ خوب ہنستا تھا میرا اور سب گھر والوں کی طرف سے تمھیں اور تمھاری خاص روم میٹ رخسانہ کو اور بقیہ روم میٹس کو بہت بہت دعا اور سلام کہہ دینا۔ تم نے جیسا پروگرام ۲۱، مارچ کا کیا ہے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ تمھیں آنے کی توفیق دے۔ رانی ۲۱ کو حیدر آباد شادی پر جا چکی ہوگی وہاں ۲۲، مارچ کو مشتاق والوں کے ہاں شادی ہے۔ (عبید رانی اور مولوی صاحب اور تینوں جائیں گے) اور ہاں ہمیں حیدر آبادی (تمھاری ماموں یوسف کے سسرال والے کی طرف سے شادی ایک دعوت نامہ ملا ہے جو کہ یکم اپریل کو ہے۔ لیکن جائے گا کون؟ آج تمھارے ماموں یوسف اور فاخرہ بمع بچوں کے آئے تھے شام چھ بجے حیدر آباد چلے گئے ہیں۔

دیکھو میں نے تمھارا بہت وقت لے لیا ہے اور تمھارے دونوں خطوط کا جواب (پتہ نہیں رہ نہ گیا ہو؟) اچھا معاف کر دینا اور خوب پڑھائی کی طرف متوجہ رہو اللہ تعالیٰ تمھیں کامیاب کرے آمین۔ دیکھو اذان فجر ہونے والی ہے میں فی الحال ایک واپس لفافہ بھیج رہا ہوں باقی پھر بھیج دوں گا اور ایک پرانے لفافہ پر روانہ کر رہا ہوں اچھا.......... تمھارے ابو: فقط سلام۔

زبیدی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کو جو خطوط میں نصیحتیں کی وہ مندرجہ ذیل ہے۔

صبر کی تلقین کرتے ہوئے تو بیٹا صبر بہت بڑی طاقت ہے اس کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا کرو۔ صبر کڑوا بہت ہے مگر اس کا پھل بہت میٹھا ہے! یہ صبر کے لفظ کو اوقات میں داخل دامن میں اور پھر قرآن پاک نے فرمایا ہے: ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!! میرے بندو تمھیں ہر وقت میری مدد کی ضرورت ہے تو سنو! نماز اور صبر کے ساتھ مجھ سے مدد مانگا کرو۔ پھر دیکھ کیسے آتی ہے بیٹا۔ میری ان باتوں پر غور کرو۔ اگر ذکر اللہ میں دل لگا لیا جائے نماز کی پابندی، قرآن پاک کی تلاوت بقیہ اُمورِ ضروریہ خورد ونوش کے بعد بس پڑھائی۔ اور خوب پڑھا کر گزارنا ان شاء اللہ کامیابی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔ ﴿نَصْرُ اللّٰهِ﴾

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ﴾ محنت اور صحیح محنت کرنا آپ کام کامیابی دینا اللہ تعالیٰ کی مرضی۔

اپنی ساتھیوں کو بھی میر اسلام پہنچا دینا۔ بیٹا میں تم کو برقعہ بنوا کر دینا چاہتا ہوں اور جب میں تمھارے لیے کراچی لینے جاؤں گا تو ان شاء اللہ وہاں سے کپڑا لاؤں گا۔ ذرا کپڑے کا رنگ، کپڑے کا نام لکھ دو تا کہ تمھاری پسند کا کپڑا لاؤں اور پھر ناپ تو تم جب آؤ گی خود ہی دینا۔ بیٹا اب تم ماشاء اللہ سمجھ دار بھی ہو اور بالغ بھی اور یہ پردہ جیسے نماز فرض ہے بیٹا اسی طرح فرض ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ:

﴿یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِکَ وَ بَنٰتِکَ وَ نِسَآءِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡہِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِہِنَّ ؕ …﴾

بیٹا اس آیت کریمہ کی روشنی میں پردہ فرض ہے۔ اُمید ہے کہ میرے ان اشارات کی روشنی میں بیٹا تم خوشی خوشی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم قبول کرو گی۔

☆......☆......☆

زبیدی صاحب رحمہ اللہ کے خطوط

مکرمی ومحترمی حضرت علامہ قاری صاحب۔

متعنا الله بطول حياتكم مادام الملوان۔

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته!

مزاج شریف!

احباب جمعیت اہل حدیث میر پور خاص کے لیے آپ کی قابل قدر اور عظیم المرتبت والدہ ماجدہ کی خبر وصال معلوم کر کے انتہائی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس کے اعلیٰ مقامات پر سرفراز فرمائیں!! آمین۔

یوں تو ہر والدہ کا مقام یقیناً ارفع و اعلیٰ ہوا کرتا ہے۔لیکن وہ والدہ جن کی رفاقت اور نسبت رئیس المحدثین شیخ الشیوخ حضرت علامہ محمد عبدالجبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ سے ہو اور پھر جن کو نورانِ چشم اور فرزندان والا مقام میں آپ جیسے جید علماء، فضلاء اور قراء حضرات ہوں۔ یقیناً وہ ماں ایک عظیم المرتبہ ماں ہوتی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین کی دعا کرتے ہیں اور تمام پسماندگان کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیے صبر جمیل کی توفیق مانگتے ہیں۔

راقم نحیف اور پوری جماعت آپ کے غم میں پوری طرح شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

راقم حکیم محمد یوسف زبیدی عفی عنہ

وجمعیت اہل حدیث میر پور خاص (سندھ)

☆......☆......☆

مکرمی ومحترمی جناب حضرت مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج گرامی

حامل عریضہ جناب مختار احمد صاحب خدمت میں آرہے ہیں انھیں ہومیو پیتھی مشورے کی ضرورت ہے۔

براہِ کرم انھیں مشورے سے نوازیے۔

میں یکم جولائی تک یہاں رہوں گا۔ اور کسی وقت خدمت میں حاضر ہوں گا۔

والسلام

احقر

امیر الدین مہر

☆......☆......☆

بخدمت اقدس جناب محترم واجب الاحترام مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں مدرسہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب ہوں۔

صورت احوال آنکہ اس قبل چند ماہ ایک خط ارسال کیا تھا اور جواب کی استدعاء کی گئی تھی لیکن معلوم نہیں کہ کون سے گناہ کی سزا ہے کہ کبھی بھی آپ نے کسی خط کا جواب نہیں دیا۔

میری تعلیم بالکل ٹھیک جارہی ہے، اور ان شاء اللہ ۱۵ شعبان تک امتحان وغیرہ سے فارغ ہو کر سند فراغت حاصل کرلوں گا۔ آپ اس عاجز کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد کرتے رہا کریں۔ نیز حضرت شیخ الکل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محدث زماں مولانا محمد گوندلوی صاحب کی صحت کے لیے بھی دعا کرتے رہا کریں۔ دو ماہ قبل حضرت حافظ صاحب صبح تہجد کے لیے اُٹھے اور اچانک غسل خانہ میں پاؤں پھسلنے کی وجہ سے ان کی بائیں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ میو ہسپتال لاہور میں علاج سے کچھ افاقہ ہوا ہے آج کل گوجرانوالہ میں ہی ایک پرائیویٹ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ گذشتہ دنوں ان کو ایک بوتل خون کی بھی دی گئی ہے جو کہ ایک طالب علم نے ان کے لیے عطیہ دیا ہے۔ پہلے ہی کافی بیمار تھے اب اس تکلیف نے ان کی مزید کمر توڑ دی ہے۔ تمام احباب سے درخواست دعا کریں۔ رمضان المبارک نزدیک آرہا ہے جس کے لیے میں مارچ کی ابتداء میں مولانا محمد خالد صاحب گرجاکھی کے پاس گیا تھا۔ ان کی زبانی معلوم ہوا ہے اور والد صاحب بھی یہاں آئے ہوئے تھے مولانا نے ان سے بھی بات کی ہے کہ میر پور خاص سے حاجی نذیر احمد صاحب اور حاجی عبدالعزیز صاحب آئے تھے۔ تو مولانا نے میرا تذکرہ ان کے سامنے کیا تھا۔ کیوں کہ آپ کو بھی ایک آدمی کی ضرورت ہے۔ تو حاجی صاحب نے رضامندی ظاہر کر دی ہے۔ مولانا صاحب نے مجھ سے بھی بات کی تھی اور اس کے بعد آپ کو مولانا خالد صاحب نے خط لکھ دیا تھا، اُمید ہے کہ مل گیا ہوگا۔

آیا اگر یہ بات درست ہے تو میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ آپ کے قرب میں اور آپ کے سایہ میں اچھا وقت گزرے گا۔ لہٰذا مجھے اپنے طور پر مختصر حالات سے مطلع کر دیں مہربانی ہوگی۔

خدانخواستہ اگر نہیں تو پھر بھی اطلاع دیں تاکہ میں اپنا کہیں اور انتظام کر سکوں۔ باقی ہر طرح خیریت ہے اپنی خیریت سے مطلع فرمائیں۔ اُمید ہے کہ اس دفعہ جوابی خط سے مایوس نہیں فرمائیں گے۔ مولانا محمد خالد صاحب اپریل میں آپ کے پاس آئیں گے۔ باقی حالات عندالملاقات ان شاء اللہ العزیز۔

حاجی نذیر احمد صاحب و دیگر تمام احباب کو درجہ بدرجہ سلام عرض کر دیں۔

والسلام۔ آپ کا بھتیجا، عبیداللہ انور۔ ۸۵-۳-۲۷

متعلم جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔ ڈاکخانہ انور انڈسٹری فون نمبر: ۷۵۹۲۱

☆......☆......☆

سماحه الشيخ صاحب الفضيلة والسعادة المحدث الكبير والعلامه الشهير المدرس بالحرم المكي الشريف/ السيد عبدالوكيل الهاشمي المكرم (حفظهم الله مدير عام، متعنا الله بطول حياته)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مجھے اُمید ہے کہ جنابِ والا بفضل ربّ العزت بالخیر والعافیہ ہوں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد عرض خدمت ہے کہ راقم الحروف بندہ ناچیز آپ کا ازحد ممنون ہے کہ آپ نے میرے داماد عزیزم داود احمد صاحب (S.P) وعزیزی نورچشمی ہر دو کے ساتھ کمال مہربانی سے فریضہ حج کی ادائیگی سے متعلق نہ صرف مشفقانہ تعاون فرمایا، بلکہ میرے داماد کے مرحوم والد کی طرف سے ''حج بدل'' کا انتظام فرما کر احسان عظیم فرمایا۔ بندہ آپ کے اس پرخلوص محسنانہ برتاؤ کا دل کے اس اعماق سے سپاس گزار ہے۔ اور اللہ رب العزت والعظمۃ سے دعاگو کہ وہ مجھے حسب سابق حرم پاک میں آپ کے دلنشیں خطبوں اور مواعظ حسنہ سے بار بار فیض یاب ہونے کا شرف بخشے، وماذلك على الله بعزيز۔ اس کے بعد عرض خدمت ہے کہ ''مدرسہ بحر العلوم السلفیہ'' میرپور خاص کے تعارف پر مشتمل عربی، واردو پمفلٹ آپ کی خدمت عالیہ میں روانہ کر رہا ہوں۔ اور آپ سے التماس کرتا ہوں کہ اس تعارفی لٹریچر کو اپنے حلقہ احباب کے اہل خیر حضرات کی خدمت میں پیش فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ بالخصوص صاحب الفضیلۃ والجماعۃ حضرت الامام الحرم المکی الشریف، الامام الجلیل/عبداللہ بن السبیل (حفظہ اللہ) کو ہمارے اس ادارہ سے ضرور مناسب وقت میں متعارف فرمایئے گا۔

بندہ نے حرم پاک کے اندر بارہا آپ سے مدرسہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص میں قدم رنجہ فرمانے کی درخواست کر چکا ہے۔ مگر آپ کی بار بار پاکستان تشریف آوری کے باوجود ہم زیارت سے محروم رہے۔ جماعت آپ کے قدومِ میمنت لزوم کے لیے دیدہ دل وا کیے ہوئے ہے۔ اور آپ سے مؤدبانہ درخواست کرتی ہے کہ اب کی بار پاکستان آمد کے موقعہ پر میرپور خاص ضرور تشریف لائیے گا۔

جناب عالی! ہم نے اقامت دین کا یہ کام محض اللہ کریم کے توکل پر ہی شروع کیا، ہمارا پورا علاقہ معاشی و دینی طور پر انتہائی پسماندگی کا شکار ہے۔ ہندو اور مسیحی مشنریوں کا پورے علاقہ پر سخت کنٹرول ہے۔ شرک و کفر، جہالت وعصبیت، الحاد وقوم پرستی کا عفریت قوم کے اعصاب پر مسلط ہے، ہمارے علاقہ کے اندر ہی قادیانیوں کا پاکستان میں ''ربوہ'' کے بعد دوسرا بڑا مرکز ہے۔ ہمارے ہی صوبہ کے اندر مصنوعی بیت اللہ وکعبہ کا حج ہوتا ہے۔ اس قدر گمراہی و بے راہروی کے مرکز میں وسائل کی محدود بنیاد پر ہم نے یہ ادارہ قائم کیا ہے۔ ہمارے ادارے کی زیارت رابطہ عالم اسلامی کے ''ادارہ تدقیق المصاحف'' کے مدیر فضیلۃ الشیخ الاستاذ/وائل محمد قیسی علی الشریف (حفظہ اللہ) بھی فرما چکے ہیں۔

صاحب الفضیلۃ والسعادۃ: ضلع تھرپارکر کا علاقہ آپ کے گرامی قدر والا فضیلۃ الشیخ استاذ الاساتذہ، المحدث الکبیر العلامہ ابو محمد عبدالحق بہاولپوری ثم المکی (نور اللہ مرقدہ واعلی درجاتہ) کی علمی جولانیوں کا مرکز رہا

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ قیام پاکستان سے قبل بندہ کے ہاں ہر سال باقاعدگی سے تشریف لایا کرتے تھے۔ ان کی پیاری باتیں اور مواعظ حسنہ مجھے ابھی تک یاد ہیں۔ اسی زمانہ میں بمقام ''کنری'' ضلع تھرپارکر سندھ میں قادیانیوں اور بریلویوں کے ساتھ عظیم الشان مناظرہ بھی ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلک حقہ اہل حدیث کو فتح وکامرانی سے ہمکنار فرمایا۔

آپ کے والد گرامی کی معیت میں مشہور مناظر اہل حدیث ملک عبدالعزیز ملتانی رحمہ اللہ اور مولانا عبداللہ المعمار رحمہ اللہ (مصنف محمدیہ پاکٹ بک) حضرت شیخ الاسلام فخر اہل اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی خاص ہدایت کے مطابق اس علاقہ کا دورہ فرماتے، جو آپ کے دورے کا منتظر ہے- اس کفر پرور علاقہ کی اصلاح کے لیے انھی دنوں حضرت سید بدیع الدین الراشدی شباب کی حالت میں۔ مولانا عبداللہ صاحب (رتو ڈیرو والے) کی معیت میں ہر سال میرے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوتے -الحمد للہ اسی زمانہ سے ہم ضلع تھرپارکر سندھ میں دین حق کی ترویج وتبلیغ میں کوشاں ہیں۔ اب ضلع کے مرکزی شہر ''میرپور خاص'' میں ایک شاندار مدرسہ بحر العلوم السلفیہ بفضلہٖ سبحانہ وتعالیٰ قائم ہو چکا ہے۔ جو اپنے یوم تاسیس سے اپنے چھٹے سال میں داخل ہو چکا ہے۔

میر پور خاص میں سلفی الفکر افراد کی تعداد محدود ہے لیکن خلوص سے معمور، اللہ عزوجل نے ان قلیل الوسائل سلفیوں کی ہمت کو شرف قبولیت سے نوازا کہ جماعت کی ایک نہایت ہی مقتدر ومعزز شخصیت علاقہ کے معروف قانون دان بزرگ حاجی محمد اسماعیل صاحب ایڈووکیٹ کی بیش بہا قربانیوں اور انتھک جدوجہد سے مدرسہ کی بنیاد پڑی اس مدرسہ کی ترقی و بلندی کے لیے جہاں آپ سے ''دعائے شب گاہی'' کی التماس ہے وہاں یہ بھی گزارش ہے کہ آپ ''الدال علی الخیر کفاعلہ'' کے انعام خداوندی کے پیش نظر اپنے اہل خیر بھائیوں میں مدرسہ ہذا کا جمیع جوانب سے تعارف کرائیں گے کہ اگر اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے چند مخلصین دینی دردمند اصحاب خیر بطور سرپرستی میسر فرما دے، تو یہ دین مبین کا جاوداں پودا ہمیشہ سرسبز وشاداب رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ کچھ دنوں کے بعد ٹیلی فون پر بھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں گا۔

الحمد للہ یہ ادارہ ''مدرسہ بحر العلوم السلفیہ'' ماسوا کراچی کے، پورے صوبہ میں ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ مگر وسائل کی قلت کے پیش نظر بڑے مسائل کا شکار ہے۔ (۱) مدرسہ کی لائبریری کتب کی محتاج ہے (۲) اساتذہ وطلاب کے لیے رہائشی کمرہ جات کی اضافی تعمیر کا کام اہل خیر کی توجہ کا مستحق ہے۔ (۳) طلبہ کی کثیر تعداد کے پیش نظر سالانہ مصارف میں تنگی کا مسئلہ بھی مخیر حضرات کی اعانت کا منتظر ہے۔ (۴) مدرسہ کے لیے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ کی کمی ہے۔ اگر ایک استاذ وہاں سے مہیا ہو سکے تو کافی سہولت ہوگی۔ ہمارے ہاں مدینہ یونیورسٹی 1
سے فارغ التحصیل مولانا سلطان محمود صاحب محدث جلال پور پیر والا کے شاگرد، مولوی محمد امان اللہ ناصر موجود ہیں۔ جو تدریسی فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ اگر ان کی تنخواہ کا بندوبست مملکت کی متعلقہ تنظیموں کی طرف سے ہو جائے، تو ہم اپنے ہاں سے ایک دو اساتذہ کا انتظام کر سکیں گے۔

مجھے بکمال وثوق اُمید ہے کہ آپ اس خالص دینی عمل کو مزید متحرک کرنے کے لیے اہل حق کو اپنی صلاحیتوں سے ممنون فرمائیں گے۔ میر پور خاص کی جماعت اس دینی معاملہ میں آپ کی امکانی کوششوں کی تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں گے۔

جناب والا، پورے علاقہ میں ہندو، مسیحی، قادیانیوں اور اشتراکیوں کا زور ہے۔ آپ ان کے کام کے انداز اور ان کے دوست ممالک کی مالی و علمی معاونت کو دیکھیں گے تو حیران ہوں گے۔ مذکورہ بالا تمام گروہ اپنے ہسپتال، تعلیمی ادارے، مسافر خانے، اور دوسرے تبلیغی ذرائع کو استعمال کر رہے ہیں۔ ہندوستان، امریکہ، برطانیہ مسیحی ریاستیں، اسرائیل اور اشتراکی ممالک کروڑوں ڈالرز کے حساب سے اپنے فکر و نظریہ کی تبلیغ کے لیے خرچ کر رہے ہیں۔ ہم نے انھی تکلیف دہ اُمور کے لیے آپ سے اپنے موحد بھائیوں سے، تعاون کی درخواست کی ہے۔ بے حد اُمید کے پیش نظر آپ سے رابطہ قائم کیا ہے۔ امید ہے کہ ہماری اُمید "نقش برآب" ثابت نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم سے مالا مال فرمائیں گے۔ من كان لله كان الله له۔

وصلى الله على نبيه وبارك و سلم

والسلام / خادم العلماء والدین

حکیم محمد یوسف زبیدی عفی اللہ عنہ

مدیر مدرسۃ بحر العلوم السلفیہ

میر پور خاص، ضلع تھرپارکر، (سندھ)، پاکستان

☆......☆......☆

مکرمی و محترمی جناب حکیم محمد یوسف زبیدی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہفت روزہ "اہلحدیث" کے ذریعے آپ کے علم میں یہ بات آگئی ہوگی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے جہادِ کشمیر کمیٹی قائم کر دی ہے جس کی وساطت سے کشمیری مسلمانوں اور مجاہدین کشمیر کو ہر قسم کی امداد بہم پہنچائی جائے گی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ سے التماس ہے کہ اپنے ضلع میں امدادی کیمپ قائم کر کے فراہم زر کا پروگرام بنائیں۔

اس سلسلہ میں مرکزی جہاد کمیٹی بھی آپ سے عنقریب رابطہ کرے گی۔ ان شاء اللہ۔

والسلام

خالد گھرجاکھی کنوینز جہاد کشمیر کمیٹی

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

۱۰۶-راوی روڈ، لاہور

☆......☆......☆

مکرمی محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مزاج گرامی

معروض کہ جناب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ مورخہ ۵، اگست ۹۰ء بروز اتوار بوقت صبح ۱۱ بجے ادارہ تعلیم اسلام کی ایک میٹنگ منعقد ہو رہی ہے۔ یہ میٹنگ محترم حاجی محمد صالح دسان صاحب بنگلہ پر سٹیلائٹ ٹاؤن میر پور خاص میں ہوگی۔ جناب سے استدعا ہے کہ وقت مقررہ پر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

والسلام

بخدمت گرامی محترم مولانا محمد یوسف زبیدی صاحب

کوثر دواخانہ میر پور خاص

☆......☆......☆

مکرمی جناب حکیم محمد یوسف زبیدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ!

۸ نومبر کے جلسہ میں آئیں اور جلسہ کے بعد ملیں۔ وگرنہ اطلاع دے کر اور وقت طے کر کے آئیں تاکہ میں موجود ہو سکوں۔

والسلام

(پروفیسر) ساجد میر

سیکرٹری جنرل

متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محترم مولانا حکیم محمد یوسف زبیدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ!

اُمید ہے کہ مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔

علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب کی ہدایت پر آپ سے رابطہ کر رہا ہوں۔ اندرون سندھ جمیت اہل حدیث اور اہل حدیث یوتھ فورس کی کارکردگی نہ ہونے کے برابر ہے اس کی بڑی وجہ تنظیموں کی اندرون سندھ عدم موجودگی ہے از راہ مہربانی بذریعہ خطوط مجھے آگاہ فرمائیں کہ تنظیمی شاخیں اور یونٹ وغیرہ اندرون سندھ قائم کرنے کے لیے آپ کیا تعاون کر سکتے ہیں میں ساتھیوں کے ہمراہ آپ سے ملاقات کے لیے بھی حاضر ہو سکتا ہوں اور اگر آپ کے لیے یہاں آنا آسان ہو تو میرا کام اور آسان ہو جائے گا میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔

آپ کا تنظیمی بھائی

سعید بن عزیز یوسف زئی

صدر AYF کراچی۔

مکان ۴/۵۰۵ کے بی آر اسکیم سیکٹر 16.A

بفرزون نارتھ کراچی

☆......☆......☆

بخدمت حکیم محمد یوسف صاحب زبیدی حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب کا گرامی نامہ موصول ہو گیا ہے۔ ان شاء اللہ العزیز پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل کریں گے آپ مطمئن رہیں میرے ساتھ مولانا عبد اللہ ناصر رحمانی بھی تشریف لائیں گے۔ ان شاء اللہ ہم آپ کے دینی و جماعتی پروگراموں میں آپ کے شانہ بشانہ ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب سے اپنے دین کی خدمت لے۔ سب دوستوں کو السلام علیکم عرض ہے۔ والسلام۔

آپ کا بھائی

محمد ظفر اللہ

☆......☆......☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مکرمی جناب حکیم محمد یوسف زبیدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کے علم میں ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث اور جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کی مجالس شوریٰ و عاملہ نے جمعیۃ کے دونوں گروپوں کے درمیان صلح و اتحاد کے لیے جو کمیٹیاں بنائی تھیں۔ ان کو کوشش سے دونوں دھڑے مدغم ہو کر متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

اگر چہ ان کمیٹیوں کو اپنی اپنی شوریٰ سے مکمل اختیارات حاصل تھے اور اُن کا فیصلہ انھی اختیارات کی بنیاد پر نافذ العمل بھی ہو چکا ہے، تاہم مناسب یہ تھا کہ دونوں مجالس شوریٰ کے مشترکہ اجلاس میں اس کی توثیق بھی کر دی جائے۔ لیکن صلح کے جلد ہی بعد منعقد ہونے والے ملکی انتخابات کی وجہ سے یہ اجلاس تا حال منعقد نہیں ہو سکا۔

اب یہ طے پایا ہے کہ:

اتوار ۹ دسمبر کو ۹:۳۰ بجے صبح شہنائی ہال نزد شملہ پہاڑی ۱۰۔ ایجرٹن روڈ لاہور میں دونوں مجالس شوریٰ کا مشترکہ اجلاس منعقد کیا جائے۔ اس اہم اجلاس میں معاہدہ صلح مجالس شوریٰ کی رسمی توثیق کے لیے پیش کیا جائے گا۔

نیز پاکستان میں حالیہ انتخابات کے بعد نفاذِ اسلام کے امکانات۔

خلیج کی صورت حال۔

مسئلہ کشمیر۔

اور آئندہ جماعتی لائحہ عمل پر غور کیا جائے گا۔

بعد ازاں اسی جگہ۔

۱۱:۳۰ بجے قبل دوپہر سے ۱:۳۰ بجے بعد دوپہر تک

برادر ملک سعودی عرب کا ایک اعلیٰ سطحی وفد

خلیج کے مسئلہ پر سعودی کویتی موقف کی وضاحت کرے گا اور اراکین کے سوالات کے جوابات دے گا۔

گورنر پنجاب میاں محمد اظہر اور سعودی سفیر الشیخ یوسف محمد المطبقانی اس تقریب کے مہمانِ خصوصی ہوں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقریب کے بعد ارکانِ وفد اور شرکاے اجلاس کو ظہرانہ پیش کیا جائے گا۔
آپ سے وقت کی پابندی کے ساتھ اس انتہائی اہم اجلاس میں شرکت کی پرزور درخواست ہے۔
والسلام
(میاں) فضل حق چیف آرگنائزر۔ (پروفیسر) ساجد میر سیکرٹری جنرل
متحدہ جمعیۃ اہل حدیث پاکستان

تاکید مزید: یہ سارا پروگرام انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں آپ کی تشریف آوری بہت ضروری ہے۔
پابندی وقت ملحوظِ خاطر رہے۔

☆......☆......☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتویٰ

محترم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب

السلام علیکم!

جناب عالی!

میں بنام محمد رئیس ساکن ڈھولن آباد میر پور خاص ایک نہایت غور طلب مسئلے کے ساتھ گوش گزار ہوں کہ میرے بیٹے محمد یوسف ولد محمد رئیس نے اپنی زوجہ جمیلہ بنت محمد حنیف کو ایک ہی نشست میں تین بار لفظ طلاق کچھ اہل خانہ کی موجودگی میں کہہ دیا ہے۔ اور یہ عمل نہایت ہی غصے کی کیفیت میں ادا کیے گئے۔

جناب عالیٰ!

سرسری پس منظر بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے بیٹے کے کافی عرصے سے ایک لڑکی سے مراسم تھے جس کا علم میری بیوی کو بھی تھا۔ جو اکثر دونوں کے درمیان تنازعہ کا باعث تھا۔ اس واقعہ والے روز میری بہو اپنے ماں باپ کے گھر جانے کا کہہ کر نکلی اور سیدھی اُس لڑکی کے گھر پہنچ گئی اور خوب واویلہ کیا!! پھر وہاں سے گھر آ کر خوب شور شرابہ کیا جب بار بار منع کرنے سے بھی باز نہ آئی تو میرے لڑکے نے مشتعل ہو کر تین بار طلاق کا لفظ دہرایا۔

مولانا صاحب آپ سے اس سلسلے میں فتویٰ چاہیے کہ شرعی طور پر کیا طلاق واقع ہو گئی یا نہیں!! اُمید ہے کہ آپ اس مسئلے پر قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ عنایت کریں گے۔

العارض: محمد رئیس

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الجواب وباللہ التوفیق۔ صورت مسئولہ میں محمد حنیف نے اپنی زوجہ جمیلہ بنت محمد حنیف کو ایک ہی نشست میں تین بار لفظ طلاق دہرایا گویا ایک ہی مجلس میں تین طلاق دی۔ برادرم محمد رئیس صاحب آپ کے صاحبزادے کا یہ فعل شریعت اسلامیہ میں ناپسندیدہ ہے۔ بیک وقت تین طلاقیں بدعت اور دینے والا گنہگار ہے۔ جیسا کہ اس کا ہدایہ، ج:۲، ص:۳۵۵، باب طلاق السنہ میں بھی ذکر ہے۔ اور علامہ جصاص رازی احکام القرآن، ص:۳۸۳ میں لکھتے ہیں: فقد ثبت عن هٰؤلاء الصحابة حظر جمع الثلاث

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولا یروی عن احد من الصحابة خلافه فصار اجماعًا۔ نیز حدیث میں آیا ہے: ج:ا۔اخبر رسول اللہ ﷺ عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعًا فقام غضبانا ثم قال أيلعب بكتاب الله وانا بين اظهركم حتى قام رجل و قال يا رسول الله الا اقتله۔ (النسائی، ج: ۲، ص: ۸۱) اور قرآن حکیم میں ہے:

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرة: ۲۲۹)

اور مَرَّتٰنِ کا اطلاق مرۃ بعد مرۃ پر آتا ہے جیسا کہ: ﴿سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ﴾ (التوبة: ۱۰۱) ابوبکر جصاص رازی حنفی احکام القرآن، ج:۱،ص:۳۷۸، میں لکھتے ہیں: (الطلاق مرتان) وذلك يقتضي التفريق لامحالة لانه لو طلق اثنتين معا لما جاز ان يقال طلقها مرتين وكذالك لو دفع رجل الى آخر درهمين لم تجز ان يقال اعطاه مرتين حتى يفرق الدفع فحينئذٍ يطلق عليه وهكذا في تفسير بحر المحيط، ج:۲، ص:۱۹۲-۱۹۱، والكشاف، ج:۱، ص:۲۸۳ وغيرهما۔ پس یک وقت کی تین طلاق ایک طلاق شمار ہوگی۔ چنانچہ حدیث میں ہے: عن ابن عباس رضی الله عنهما قال كان الطلاق على عهد رسول الله ﷺ وابي بكر و سنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا في امر كانت لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم فامضاه عليهم وفي لفظ فلما كان في عهد عمر تتابع الناس في الطلاق فاجازه عليهم۔ صحيح مسلم (ج:۱، ص: ۷۸-۷۷ مع النووی) اس سے واضح ہوگیا کہ ایک وقت کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوگی یہ فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کا ہے اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع تھا کسی کا اختلاف نہیں تھا حتی زمانہ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد حضرۃ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی دو سال تک یہی فیصلہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کے عہد مبارک میں ہی شریعت پوری ہوگئی تھی۔ چنانچہ زمانہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں لوگوں نے اس سہولت کا ناجائز فائدہ اُٹھایا اور بار بار طلاقیں دینے لگے تو امیر عمر رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کو روکنے کے لیے تین کو نافذ کر دیا تا کہ یہ فتنہ رُک جائے۔ یہ واضح رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو نہیں بدلا اور نہ اُن کو اس کا حق تھا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کام ایک سیاسی اور تعزیری قدم تھا جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب جامع الرموز، ص:۳۳۱ میں ہے کہ: واعلم ان في الصدر الاول اذا الثلاث جملة لم يحكم الا بوقوع واحدة الى زمن عمر ثم حكم بوقوع الثلاث

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیاستا وتعزیرا لکثرته من الناس۔ اور اسی طرح طحطاوی حاشیہ الدر المختار، ج:۲،ص: ۱۲۸ میں بھی مذکور ہے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کوئی حتمی فیصلہ نہیں تھا۔ معاذ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شریعت کو بدلا نہیں بلکہ ایک انتظامی قدم اُٹھایا جس کو حدیث کے مقابلہ میں دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس فعل پر ندامت کا اظہار فرمایا جیسا کہ اغاثة اللهفان، ج:۱، ص: ۳۹۱ میں بحوالہ مسند عمر رضی اللہ عنہ لابی بکر الاسماعیلی مذکور ہے اور یہ ندامت رجوع کی صریح دلیل ہے پس یہ طلاق ایک ہی شمار ہوگی اس کی تائید میں دوسری حدیث بھی ہے: عن ابن عباس قال طلق رکانته بن عبدیزید اخو بنی مطلب امرأته ثلاثا فی مجلس واحد فحزن علیها حزنا شدید اقال فسأله رسول اللہ ﷺ کیف طلقتها ثلاثا قال فی مجلس واحد؟ قال نعم قال فانها تلك واحدة فارجعها ان شئت فراجعها فكان ابن عباس یری انما الطلاق عندکل طهر۔ (مسند احمد، ج:۱، ص:۳۶۵، رقم: ۲۳۸۷) اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ نے صحیح کہا ہے۔ (اعلام الموقعین لابن القیم، ج:۴،ص:۳۵۰) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری، ج:۹،ص:۳۶۲، سلفیہ میں امام ابویعلیٰ سے اس کی تصحیح نقل کی ہے۔ اور فرماتے ہیں: هذا الحدیث نص فی المسائلة لایقبل التاویل۔ پس اس نص کے مقابلہ میں کسی کے قول کی کوئی حیثیت نہیں۔ روایات اور دلائل اس باب میں بہت ہیں۔

طوالت کی بناء پر اسی پر کفایت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صحیح طور پر کتاب وسنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق شریعت کے مطابق ایک طلاق رجعی کے حکم میں ہے لہٰذا محمد یوسف بن محمد رئیس صاحب کو اپنی زوجہ جمیلہ بنت محمد حنیف کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ حضرت رکانہ صحابی رسول ﷺ کی طرح! جسے آپ ﷺ نے فرمایا تھا اگر تو چاہتا ہے تو رجوع کرسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے رجوع کرلیا۔

هذا ما کان عندی والعلم عند اللہ وهو الاتم۔

راقم بندہ نحیف حکیم محمد یوسف زبیدی عفی عنہ

۱۴، شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ۔ پیر ۱۶/ جنوری ۱۹۹۵ء۔

☆......☆......☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک عزیز نے چٹ دی ہے کہ اس کی وضاحت کیجیے۔ سرسری نظر ڈالتے ہی تحریر کنندہ کے متعلق مختلف باتیں ذہن میں آئیں کیا یہ چھیڑ خانی ہے یا تحقیق حق؟ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر نمود اور شرارت سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اگر یہ تحریر محض احقاق حق کے لیے ہے تو چند گزارشات عرض خدمت ہیں۔ آپ نے جامع ترمذی کی ایک روایت نقل فرمائی ہے میں سب سے پہلے آپ کی تحریر کردہ الفاظ نقل کرتا ہوں۔ حدثنا هناد ناوكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب بن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود رضى الله عنه الا اصلى بكم صلوة رسول الله ﷺ فصلى فلم يرفع يديه الا فى اول مرة۔ رواه الترمذى، ص: ٣٥ فقط۔

روایت مذکورہ کے متعلق محدثین کا فتویٰ سن لیجیے امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک طویل حدیث کا مختصر حصہ ہے لیکن اِن منقولہ الفاظ کے ساتھ ہیں وہ صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ پوری عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

قال الامام ابو حنيفه لايرفع الا تكبيرة الاحرام وهو رواية القاسم۔ وعند المتاخرين واحتجوا بما رواه ابوداؤد والترمذى من طريق وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمه قال قال لنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ الا اصلى بكم صلوة رسول الله ﷺ ولم يرفع يديه الا مرة واحدة مع التكبيرة الافتتاح قال ابوداؤد هذا حديث مختصر من حديث طويل ليس هو بصحيح على ذالك اللفظ قال الحافظ ابن حجر فى تخريج الرافعى وقال ابن المبارك لم يثبت عندى وضعفه احمد و شيخ يحيى بن آدم والبخارى وابوداؤد وابو حاتم والدارقطنى والدارمى والحميدى الكبير والبيهقى وقال ابن حبان هذا احسن خبر روى لاهل الكوفة وهو فى الحقيقة اضعف شىء يعول عليه لان له علة تونهد ووقع فى الخلاصة للنووى حكاية الاتفاق على تضعيف هذا الحديث انتهى۔

اس روایت کی حقیقت اختصار کے ساتھ عرض کرنے کے بعد رفع اليدين فى الصلوة فى الافتتاح وعند الركوع وحين رفع راسه من الركوع وبعد الركعتين لما قام رسول الله ﷺ بعد التشهد رفع يديه۔ وقال العلامة مجد الدين فيروز آبادى فى السفر فالحديث فى الرفع المذكور۔ ٤٠٠، اربعمائة وخبر بين مرفوع و اثر فهو متواتر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معنی رواہ خمسون ٥٠ من الصحابة فيهم العشرة المبشرة رضى الله عنهم على ماقال العراقى فى شرح التقريب وعدّه السيوطى رحمة الله تعالىٰ من جملة الاحاديث المتواتره فى كتابه المسمىٰ بالازهار المتناثره فى اخبار المتواتره ونسبهٗ الى رواية ثلثة وعشرين ٢٣ فى الصحابة فقال حديث رفع اليدين فى الاحرام والركوع والاعتدال اخرجه الشيخان عن ابن عمر ومالك بن الحويرث و مسلم يعنى فى افراده عن وائل بن حجر والاربع يعنى اصحاب السنن الاربعة عن على وابوداؤد يعنى فى افرادهٖ عن سهل بن سعد وابن الزبير وابن عباس ومحمد بن مسلمة وابى أسيد وابى حميد وابى قتادة وابى هريرة۔ وابن ماجه يعنى فى افراده عن انس و جابر بن عبدالله وعمرو الليثى واحمد عن الحكم بن عمير والاعرابى والبيهقى عن ابى بكر الصديق والبراء والدارقطنى عن عمر بن الخطاب وابى موسىٰ الاشعرى والطبرانى عن عقبه بن عامر و معاذ بن جبل انتهى كلامه ثم آتمر عليه وبه ﷺ حتىٰ فارق الدنيا وهو فى زيادة البيهقى على الحديث المتفق عليه عن الزهرى عن سالم عن ابن عمر رضى الله عنه فما زالت تلك صلٰوته حتى لقى الله تعالىٰ قال ابن المدينى فى حديث الزهرى عن سالم عن ابيه هذا الحديث عندى حجة على الخلق وكل من سمعه فعليه ان يعمل به لانه ليس فى اسناده شىء حكاه الحافظ فى تخريج احاديث الرافعى ولكونه لم ينسخ بعد صحته وتواتره وروايته عن جم غفير من الصحابة رضى الله عنهم كان معمولا فى الصحابة بعد النبى ﷺ كذا فى دراسات اللبيب فى الاسوة الحسنة بالحبيب للعلامة معين الدين السندى رحمه الله۔ میرے سامنے ذخیرۂ احادیث سے بے انتہا مواد موجود ہے جس سے صفحات رقم ہو سکتے ہیں لیکن عاقلے را اشارہ کافیست۔ مزید سنئے! حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا فتوی حجۃ اللہ البالغہ جلد۲ میں ملاحظہ فرمائیں، وہ فرماتے ہیں: فاذا اراد ان يركع رفع يديه حذو منكبيه اواذنيه وكذالك اذا رفع راسه من الركوع والذى يرفع احب الى ممن لايرفع فان احاديث الرفع اكثر واثبت۔ حضرت مولانا عبدالحی حنفی رحمہ اللہ کا فتوی تعلیق المجد میں ملاحظہ فرمائیے، فرماتے ہیں: ان ثبوته عن النبى ﷺ اكثر وارجح واما دعوى نسخه ......فليست بمبرهن عليها بما

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یشفی العلیل ویروی الغلیل۔ فقہ کی معروف کتاب درمختار میں ہے۔ فلا تضد برفع یدیہ فی التکبیرات الزوائد المذہب وماروی عن الفساد فتناذ (درمختار جلد اول) ذخیرہ میں ہے: رفع الیدین لا تفسد الصلوۃ۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والرفع منہ (غنیۃ الطالبین) تفصیلات سے بچتے ہوئے چند گزارشات حاضر ہیں تاکہ عمل کو خالصۃ للہ بنانے میں مددگار ثابت ہوسکے۔ وقال النبی ﷺ صلوا کما رایتمونی اصلی۔ (الحدیث بخاری)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الخادم النحیف محمد یوسف الزبیدی عفی عنہ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من اجاب فقد اصاب وھو الموفق للصواب۔

منسلک سوال مذکورہ میں زید کی بیوی کا کہنا یہ ہے کہ میرا نکاح شرعی نکاح ہوا ہی نہیں اور اس اُس کی بنیاد وہ اپنے شوہر پر بغیر کسی شواہد کے الزام بالزنا بامھا لگا ہے اس پہلو سے سوال کے دو حصے ہیں۔ ایک الزام زنا بامّھا۔

جس کے ثابت کرنے کے لیے شرعی طور پر چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ اس پر مجیب محترم نے جو جواب رقم فرمایا ہے وہ صحیح ہے۔ جب تک کہ وہ شاہد پیش نہ کرے۔

شواہد پیش کرنے کی صورت میں جواب آگے آئے گا۔

اب رہی دوسری بات کہ یہ نکاح ہی نہیں ہوا تو اس کے جواب کے طور پر واضح ہو کہ زید کی زناکاری بامّھا قابل سزا جرم ضرور ہے مگر جب وہ ثابت ہو!! لیکن وہ بدکاری (زنا) اگر جرم مان لیا جائے تو بھی جرم زنا نکاح کے حکم میں نہیں ہے۔ بلکہ صرف زناکاری ہے۔ اس پر نکاح کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ ہاں اگر زنا (وطی بامراۃ) نکاح کے حکم میں ہو تو بات دوسری ہے جو کہ حقیقتاً نکاح کے حکم میں نہیں (اس پر بہت سے دلائل پیش کیے جاسکتے ہیں) وطی بالزنا کو نکاح کا مقام دینے سے زید کی بیوی (ربیبہ) بن جائے گی بقول تعالیٰ: ﴿وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ ... الخ﴾ کے مطابق یہ نکاح نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن چونکہ وہ "ربیبہ" نہیں ہے لہٰذا وہ نکاح صحیح ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں مختلف حرام کردہ رشتوں (جن میں ربیبہ بھی شامل ہے) کا ذکر کر کے آخر میں فرمایا:

﴿ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ ...الخ﴾ (النساء : ٢٤)

یعنی اوپر ذکر کردہ رشتوں کے علاوہ بقیہ تمام رشتے جنھیں تم (حق مہر) کے بدلے نکاح میں لاتے ہو وہ تمھارے لیے جائز ہیں۔ حلال ہیں۔ مسئلہ مذکورہ میں یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ زید کی موجودہ بیوی (ربیبہ) نہیں ہے لہٰذا وہ زید کی صحیح منکوحہ ہے اور یہ نکاح بھی درست اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد بھی جائز اولاد ہے۔ کیوں کہ زید کی زنا کاری نکاح کے حکم میں نہیں ہے۔

اور یہ بات واضح رہے دین کتاب و سنت کا نام ہے۔ قرآن پاک خود فرماتا ہے اِسی سورہ نساء میں:
﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (النساء : ٥٩) یعنی اگر تمھارا کسی معاملہ میں تنازعہ وغیرہ ہو جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی کورٹ میں لے جاؤ اور وہیں سے فیصلہ لو۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب نے فیصلہ میں بتایا اب آیئے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ سے فتویٰ پوچھیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ایک مرفوع حدیث آئی ہے۔ اور یہ حدیث تین کتابوں میں وارد ہے۔ دار قطنی ص: ۴۰۲۔ طبرانی۔ سنن ابن ماجہ ص: ۱۴۶۔ اس حدیث کو اماں عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں اور ابن ماجہ میں اس حدیث کو بیان کرنے والے حضرۃ عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

اب حدیث ملاحظہ فرمایئے: عن عائشة قالت سئل رسول الله ﷺ عن رجل زنا بامرءة فاراد أن يتزوجها او ابنتها فقال رسول الله ﷺ لايحرم الحرام الحلال اخرجه الدارقطني والطبراني وابن ماجه عن ابن عمر۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اب وہ اُس عورت سے یا اُس کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے (اس کا کیا حکم ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حرام کام کرنے سے حلال چیز حرام نہیں ہو سکتی۔ یعنی اس کا زنا کرنا تو حرام تھا مگر اس کی وجہ سے (چونکہ نکاح کرنا اس کے ساتھ یا اُس کی بیٹی کے ساتھ ایک حلال کام ہے (وہ حرام نہیں ہو سکتا) لہٰذا وہ نکاح جو وہ اُس کی بیٹی سے کرے گا (جیسا کہ زید نے کیا ہے) وہ نکاح درست ہے اور زید سے پیدا ہونے والی اولاد بھی جائز اولاد ہے۔ کتاب وسنت کی رُو سے جواب مرقوم ہے بقیہ امور محترم مجیب نے حل کر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیے ہیں۔

والسلام هذا ما كان عندي والعلم عند الله۔

فقط الراقم حکیم محمد یوسف زبیدی

خطیب جامع مسجد اہل حدیث، میر پور خاص سندھ

www.kitabosunnat.com

۹۳-۱۲-۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاستفتاء

نحمده ونصلي على رسوله الكريم۔ اما بعد

راقم الحروف کو ایک عربی میں مرقوم استفتاء ملا اور احباب جماعت نے اس سلسلہ میں کتاب وسنت سے کچھ لکھنے کو کہا اگرچہ میری مصروفیات مجھے لکھنے سے مانع تھیں علاوہ ازیں اختلافی مسائل پر کچھ نقد کرنے سے طبیعت اس لیے ابا کرتی ہے کہ درحقیقت ہمارے ملکی حالات اس وقت ایسے ہیں کہ ان مسائل میں نہ اُلجھا جائے تو بہتر ہے بلکہ تمام مسلمان ہر قسم کے مختلف فیہ اُمور میں الجھے بغیر ملک کے بنیادی اُمور پر توجہ دیں۔ لیکن بادلِ نخواستہ محض احقاقِ حق کی خاطر وضاحت ذیل عرض کر رہا ہوں۔ کیوں کہ سائل محترم کے سوال میں کمال سادگی سے وضاحتِ حق کا مطالبہ ظاہر ہوتا ہے لیکن محترم جناب مجیب صاحب جنھوں نے کہ آخر میں مفتی السندہ ہونے کا اظہار فرماتے ہوئے جو کچھ سائل کے جواب میں رقم فرمایا ہے اس میں عدل وانصاف کی تمام حدود پھاند گئے ہیں بلکہ دین کے نام پر دھوکہ کی دستاویز بنا کر پیش کی گئی ہے اور پھر اتنے شدّ ومد کے ساتھ صداقت اور نجابت کا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے کہ تحریر کو دیکھ کر سخت صدمہ ہوا۔ سوال چونکہ عربی میں ہے اس لیے مفتی صاحب نے اس کا جواب بھی عرفِ عام کے قاعدہ موجب عربی میں ہی تحریر فرمایا ہے۔ لیکن سوال و جواب کو ایک نظر دیکھنے پر ہی اندازہ ہونے لگتا ہے کہ جیسے تحریر ایک ہی ہاتھ کی ہے۔ اور یہ بات مزید الجھاؤ ذہنی وقلبی پیدا کر دیتی ہے۔ اور شک ہونے لگتا ہے کہ اگر زیرِ بحث مسئلہ سمجھنا سمجھانا مطلوب تھا تو پھر عربی سوال جواب چہ معنی دارد؟ اور تحریر کی یکجہتی کیا ظاہر کرتی ہے؟ ایسا تو نہیں کہ یہ سب کچھ علمی رُعب کے طور پر کیا گیا ہے؟ واللہ اعلم بالصواب۔

www.KitaboSunnat.com

بہر حال وضاحت مسئلہ کے لیے میں نے ضروری خیال کیا ہے کہ میری طرف سے جو جواب رقم ہو وہ عام فہم اور ملکی زبان میں ہو۔ تا کہ تمام برادرانِ دین کتاب وسنت کی روشنی میں درپیش مسئلہ کا حل معلوم کر سکیں۔ شروع میں محترم مفتی صاحب کا استفتاء من وعن درج کیے دیتا ہوں اور بعدازاں اپنی گزارشات عرض کروں گا اور پھر اہل خرد سے عرض کروں گا کہ پوری گزارشات کا بغور مطالعہ فرما کر راہِ حق اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ والسلام۔

ما قولكم ايها المحدثون فى رفع اليدين فى الصلوة عند الركوع والسجود وغيرهما هل حكمه منسوخ او باقٍ و فى رفع اليدين للدعا بعد الصلوة المفروضة والنافلة۔ بينوا بالسنن توجروا عند ذى المنن۔

الاستفتاء: اقول بالله التوفيق ان رفع اليدين كان فى البدء ثم نسخ سوى تكبير الافتتاح عندنا لا عند الشوافع كما بين وفصل فى موضحة ودلائلنا فى عدم رفع اليدين كثيرة قوية شهرة راجحة ناسخة لرفع اليدين منها ماروى عن جابر بن سمره قال خرج علينا رسول الله ﷺ فقال مالى اراكم رافعى ايديكم كانهااذناب خيل شمس اسكنوا فى الصلوة الخ منها ماروى عن علقمة قال قال لنا ابن مسعود الا اصلى لكم صلوة رسول الله ﷺ فصلّٰى ولم يرفع يديه الا مرة واحدة مع تكبير الافتتاح ويؤيدنا فى عدم رفع اليدين سوى الافتتاح عمل نبينا ﷺ مع عمل خلفائه الراشدين المهديين رضوان الله عليهم اجمعين عماروى عن ابن مسعود قال صليت مع رسول الله ﷺ وابى بكر و عمر فلم يرفعوا ايديهم الا عند افتتاح الصلوة وروى عنه ان رسول الله ﷺ لا يرفع يديه الا عند افتتاح الصلوة ولا يعود لشىء من ذالك وروى عن الاسود قال رايت عمر بن الخطاب رفع يديه فى اول تكبيرة ثم لايعود وقال رأيت ابراهيم والشعبى يفعلان ذالك وعن عاصم عن ابيه ان عليا كان يرفع فى اول تكبيرة من الصلوة ثم لايعود فقد ثبت كالشمس والامر فى هذه الاحاديث ان حكم رفع اليدين سوى الافتتاح منسوخ۔

ويجب علينا اتباعه بفحواء قول حبيبنا ﷺ فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين ورفع اليدين للدعا بعد الصلوة سواء كانت فريضة اونافلة ثابت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بالسنن منها ما روى عن الفضل بن عباس قال قال رسول الله ﷺ الصلوة مثنٰى مثنٰى تشهد فى كل ركعتين تخشع وتضرع وتمسكن ثم تقنع يديك يقول ترفعهما الى ربك مستقبلا ببطونها وجهك وتقول يا رب يا رب ومن لم يفعل فهو كذا و كذا و فى رواية فهو خداج منها روى عن سلمان قال قال رسول الله ﷺ ان ربكم حيّى كريم يستحى من عبده اذا رفع يديه ان يردهما صفرا وما روى عن انس قال كان رسول الله ﷺ يرفع يديه فى الدعا حتى يرى بياض ابطيه اقول الدعا مع الجماعة له فضيلة يقول نبينا ﷺ يد الله علٰى الجماعة والاحاديث فى هذا الباب كثيرة لاتخفى علٰى من له ادنى ممارسة فى تنقير الاحاديث وانى قد اكتفيت علٰى هذا القدر لان القليل يدل على الكثير والغرف يدل على الغدير هذا ما ظهر لى فى هذا الحين والله ورسوله اعلم بالحق المبين۔ ١٦۔ صفر المظفر ١٣٩٥ھ۔

افتاه الفقير

محمد احمد صديق

سائل محترم نے دریافت کیا ہے کہ کیا فرماتے ہیں محدثین کرام رفع الیدین کے متعلق نماز میں رکوع کے وقت اور سجدہ کرتے وقت اور ان کے علاوہ دوسرے مقامات میں کیا اس (رفع الیدین) کا حکم منسوخ ہو گیا ہے یا باقی ہے؟ اور پھر فرض اور نفل نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ سائل نے بیّنوا بالسنن کہہ کر اس بات کی استدعا کی ہے کہ اس کا جواب رسول پاک ﷺ کی صحیح احادیثِ مبارکہ سے دیا جائے۔ اللہ پاک آپ کو اس کا اجر دے گا۔ بہر حال میں سائل محترم کا ممنون ہوں کہ اُس نے پیارے نبی ﷺ کی نمازِ میں رفع الیدین کے متعلق سنت معلوم کرنا چاہی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ جناب مفتی صاحب کی اس بات پر افسوس ہوا کہ انھوں نے جو جواب لکھا وہ نہایت مغالطہ آمیز اور سائل کے علی الرغم کمزور اور غلط اندراج کر کے کوئی مستحسن قدم نہیں اُٹھایا جو کہ علمی دیانت کے سراسر خلاف ہے۔ محترم بھائی! ہم سب کو ایک دن رب العزت کے حضور پیش ہونا ہے اور اپنی کارکردگی کا یقیناً حساب دینا ہے یہاں تو مغالطہ دیا جا سکتا ہے لیکن خالق کائنات کے ہاں یہ باتیں نہیں چلیں گی دنیا کے معمولی فائدے کے پیش نظر اور پھر اس لیے کہ میرے ہاں کے افراد مجھ سے الگ نہ ہو جائیں۔ رسول پاک ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کو خلط ملط کر دینا بہت بڑا دھوکا ہے۔ لوگوں کے ساتھ بھی اور خود اپنے نفس کے ساتھ بھی۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو خیانت فی الحدیث کے جرم سے بچائے۔ اور پیارے نبی ﷺ کی سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چنانچہ محترم مفتی صاحب نے بڑی شدومد کے ساتھ دعویٰ کیا ہے کہ ابتداء میں رفع الیدین کرنے کا حکم تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا۔ صرف تکبیر اولیٰ (تکبیر تحریمہ) کے وقت رفع الیدین کا حکم باقی رہا یہ ہمارے نزدیک ہے۔ لا عند الشافعیہ: یعنی یہ حکم منسوخی ہمارے نزدیک ہے امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں۔

سائل محترم کتاب وسنت کی بات پوچھ رہا ہے اور ہم نے دین کے بٹوارے کر دیے ہیں۔ اگر قرآن اور حدیث سے ایک بات صحیح طریقے پر ثابت ہو جائے تو پھر رکاوٹ کس چیز کی ہے؟ تو کتاب وسنت کے دلائل پر غور کرنا چاہیے: اذا جاء صح الحدیث فھو مذھبی۔

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر حکم پیغمبر ﷺ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

کیوں کہ ایک مومن اور مسلم کے سامنے یہ ہماری حدیث تمھاری حدیث کی بات نہ ہو بلکہ صحیح حدیث سب کی ہے اور ضعیف کسی کی بھی نہیں ہونی چاہیے۔ بہر حال حضرت مفتی صاحب نے سب سے پہلی حدیث جو پیش فرمائی ہے اس میں اپنے سامعین اور قارئین کو سخت مغالطہ اور دھوکہ دیا ہے وہ حدیث سرے سے رفع الیدین فی الصلوۃ عند الرکوع وغیرہم کے متعلق ہے ہی نہیں گویا مفتی صاحب کی سب سے پہلی اور بڑی دلیل ایک مغالطہ ہے جیسا کہ ہم ان شاء اللہ دلائل سے ثابت کرتے ہیں اور پھر عجب یہ ہے کہ مفتی صاحب نے نہ تو کسی روایت کا حوالہ پیش کیا ہے اور نہ ناسخ ہونے کی کوئی دلیل بتائی ہے۔

چنانچہ مفتی صاحب نے پہلی روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ کی پیش کی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: خرج علینا رسول اللہ ﷺ یعنی رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا بات ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہاتھ اُٹھاتے دیکھ رہا ہوں، نماز میں حرکت نہ کیا کرو۔ مفتی صاحب نے اس حدیث کی سند پیش نہیں کی لیکن ہم ان شاء اللہ بدلائل مفتی صاحب کے مغالطہ کو واضح کرتے ہیں تاکہ قارئین اور سامعین خود دیکھ اور پڑھ سکیں کہ حق کیا ہے؟

ملاحظہ فرمائیے: یہ مذکورہ بالا حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ کی روایت صحیح مسلم شریف کی روایت ہے جسے خود حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے باب باندھ کر ہی مغالطہ دینے والوں کو جواب دے دیا ہے کہ یہ روایت تشہد (یعنی التحیات) کے متعلق ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ملاحظہ فرمایئے انھوں نے باب باندھا ہے: باب الامر بالسکون فی الصلوۃ والنھی عن الاشارۃ بالید رفعھما عند السلام: یعنی باب ہے نماز میں سکون اختیار کرنے کا یعنی حرکت نہ کرنے کے بارے میں اور منع کرنے کے متعلق ہاتھ اُٹھا کر سلام پھیرتے وقت۔ اس باب کے تحت اوپر والی حدیث پیش کی گئی ہے جس سے کہ کسی صورت بھی رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت عدم رفع الیدین ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ ہم تفصیل سے آگے ذکر کر رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے اس حدیث کو عدم رفع الیدین کے لیے سائل کو بطور دلیل پیش کر کے دھوکہ دیا ہے۔ چنانچہ خود امام مسلم رحمہ اللہ نے مفصل حدیث لا کر فیصلہ کردیا ہے کہ یہ حدیث تشہد کے متعلق ہے۔ لوگ تشہد میں سلام پھیرتے وقت دونوں طرف ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا کرتے تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے اور مفتی صاحب کو داد دیجیے کہ انھوں نے صرف وہ الفاظ نوٹ فرمائے جس سے بندگانِ خدا کو دھوکا دیا جا سکتا تھا اور دوسری مفصل حدیث کو حذف کر دیا کہ کہیں بات کھل نہ جائے۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب ہم نے السلام علیکم، السلام علیکم کہا واشارۃ بیدہٖ الی الجانبین اور ہم نے ہاتھ سے دونوں طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما شانکم تشیرون بایدیکم کانھا اذناب خیل شمس. تمھارا کیا حال ہے کہ تم سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہاتھ ہلاتے ہو۔ تم کو چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر رکھو۔ ثم یسلّم علی اخیہ من علی یمینہٖ وشمالہٖ اور بھائی پر دائیں بائیں سلام کہو: اذا سلّم احدکم فلیلتفت الی صاحبہٖ ولا یومی بیدہٖ۔ جب تشہد میں تم سلام کہنے لگو تو صرف منہ پھیر کر سلام کہا کرو ہاتھوں سے اشارہ مت کیا کرو۔

تمام محدثین کا متفقہ بیان ہے کہ یہ دونوں حدیثیں دراصل ایک ہی ہیں اختلاف الفاظ کا صرف تعدد روایت کی بنا پر ہے۔ کوئی عقل مند اس ساری حدیث کو پڑھ کر اس کو رفع الیدین عند الرکوع کے منع پر دلیل نہیں لا سکتا۔ آپ خود دیکھ لیجیے جناب مفتی صاحب نے کس طرح مغالطہ دیا ہے اور ہم نے دوسری تفصیلی روایت پیش کر کے کیسے صاف کردیا ہے۔ فلہ الحمد۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: من احتج بحدیث جابر بن سمرۃ علی منع الرفع عند رکوع فلیس لہ حظ فی العلم۔ یعنی جو شخص جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے رفع الیدین عند الرکوع منع سمجھتا ہے وہ جاہل ہے۔ وہ علم سے ناواقف ہے (مفتی صاحب اپنے متعلق خیال فرمالیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایسا سمجھنے اور کہنے والوں پر کیا فتویٰ دیا ہے) کیوں کہ اس کو فی الصلوۃ فانما کان فی التشھد لا فی القیام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسکنوا فی الصلوٰۃ تشہد میں اشارہ کرتے دیکھ کر ہی فرمایا تھا نہ کہ قیام کی حالت میں (جزء رفع الیدین امام بخاری رحمہ اللہ، صفحہ: ۱۶، تلخیص الحبیر، ص: ۸۳، تحفہ: ۲۲۳)

مزید تشریح علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ کی زبان سے سنیے وہ فرماتے ہیں: منها حديث تميم ابن طرفة عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله ﷺ فقال مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذناب خيل شمس اسكنوا فی الصلوة اخرجه مسلم واعترضه البخاری فی كتابه الذی وضعهٗ فی رفع اليدين فقال واما احتجاج بعض من لايعلم بحديث تميم ابن طرفة عن جابر بن سمرة قال دخل علينا رسول الله ﷺ ونحن فرفع ايدينا فی الصلٰوة فقال مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذناب خيل شمس اسكنوا فی الصلٰوة وهذا انما كان فی التشهد لا فی القيام ففسره رواية عبدالله بن القبطية قال سمعت جابر بن سمرة يقول كنا اذصلينا خلف النبی ﷺ قلنا السلام عليكم السلام عليكم واشاره بيدهٖ الى الجانبين فقال مابال هٰؤلآء يومنون بايديهم كانّها اذناب خيل شمس انما يكفي احدكم ان يضع يده على فخذهٖ ثم يسلّم على اخيه من عن يمينهٖ ومن عن شمالهٖ انتهى وهذا قول معروف لا اختلاف فيه ولوكان كما ذهبوا اليه لكان الرفع فی تكبيرات العيد ايضامنهيا عنه لانهٗ لم يستثن رفعًا دون رفع بل اطلق الخ (نصب الرايه، ج: ۱، ص: ۳۹۳، ۳۹۴)

یعنی ان احادیث میں سے تمیم بن طرفہ کی حدیث وہ ہے جو جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم پر رسول اللہ ﷺ نکلے پس فرمایا میرے لیے کیا ہے جو میں تمہیں ہاتھ اُٹھاتے دیکھ رہا ہوں۔ گویا وہ شوخ گھوڑوں کی دُمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔ اس حدیث کو مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب جزء رفع الیدین میں اس پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ بعض بے علم اس حدیث سے رفع الیدین کی ممانعت پر استدلال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل تشہد میں تھا اور قیام میں نہ تھا۔

چنانچہ اس کی وضاحت عبداللہ ابن قبطیہ کی روایت سے ہوتی ہے۔ عبداللہ بن قبطیہ کہتے ہیں میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو کہتے السلام علیکم، السلام علیکم اور اپنے ہاتھوں کے ساتھ دونوں جانب اشارہ کیا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہ یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے ہیں گویا کہ وہ شوخ گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تمھارے ہر ایک کو یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے۔ پھر اپنے بھائی پر دائیں اور بائیں جانب سلام کہے۔ اور یہ قول مشہور ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں (کہ اس طرح سلام منع ہے)۔

اگر تمیم بن طرفہ کی حدیث میں التحیات سے سلام پھیرتے وقت رفع الیدین مراد نہ ہوتا جیسے دوسروں کا خیال ہے تو پھر عید کی تکبیرات میں بھی رفع الیدین منع ہوتا کیوں کہ (اس حدیث میں) آپ (رسول اللہ ﷺ) نے کسی رفع الیدین کو مستثنیٰ نہیں فرمایا بلکہ مطلق منع فرمایا ہے۔ (نصب الرایہ، جلد اول، ص: ۳۹۳، و ص: ۳۹۴)

ناظرین نے ملاحظہ فرمالیا ہوگا کہ محترم مفتی صاحب کی سب سے اہم اور پہلی دلیل کس طرح بے اثر ثابت ہوگئی کیوں کہ اس سے عدم رفع الیدین عند الرکوع ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضرت امام بخاری، امام مسلم، امام نووی اور حضرت علامہ زیلعی رحمہ اللہ کے بیان سے واضح ہو چکا ہے۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ ایمانداری سے بتائیے ان ائمہ حضرات کی بات زیادہ وزنی اور صحیح ہے یا حضرت السندہ صاحب کی؟ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ ایسا خیال کرنے والوں کو جاہل قرار دے رہے ہیں۔ اب آیئے جناب مفتی صاحب کی دوسری دلیل کی طرف وہ اپنے فتوی میں لکھتے ہیں: عن علقمة قال قال لنا ابن مسعود الا اصلی لکم صلوة رسول الله ﷺ الخ۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں پھر نماز پڑھائی لیکن صرف پہلی دفعہ (نیت باندھتے وقت) ہاتھ اُٹھائے۔ ابوداود، ج: ۱، ص: ۱۹۹ و ترمذی، ص: ۳۶۔

اب سنیے خود امام ابوداود رحمہ اللہ کی بھی اس روایت کے متعلق کیا رائے ہے؟ چنانچہ امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ولیس هو بصحیح علی هٰذا اللفظ۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور ترمذی شریف میں ہے: یقول عبدالله ابن مبارك ولم یثبت حدیث ابن مسعود۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت ہی نہیں ہے۔ ترمذی، ص: ۳۶، تلخیص الحبیر، ص: ۸۳ اور پھر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں: صرف ایک بار کیا عیدین کی طرح بار بار نہیں کیا فتوحات مکیہ، ص: ۴۳۷ اس کے بعد جناب مفتی صاحب نے دو روایات اور پیش کی ہیں ایک میں ہے: عن ابن مسعود قال صلیت مع رسول الله ﷺ وابی بكر و عمر فلم یرفعوا ایدیهم الا عند افتتاح الصلوة اور ایک روایت پیش کی ہے: روی عنه ان رسول الله ﷺ لا یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوة ولا یعود لشی فی ذالك۔ ابن مبارک فرماتے ہیں یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔

امام بخاری، امام احمد، امام یحییٰ بن آدم اور ابو حاتم رحمہم اللہ نے ان روایات کو ضعیف کہا ہے مسند امام احمد،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ج:۳،ص: ۱۶۸۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے لہٰذا یہ قابل حجت نہیں۔ ترمذی کا اس کو حسن کہنا: فلا اعتماد علیہ لما فیہ من التساھل۔ قابل اعتماد نہیں تحفہ۔ جلد ا،ص: ۲۲۰۔

پھر لا یعود والی روایت کے متعلق امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ھذا الحدیث لیس بصحیح۔ یہ حدیث ہی صحیح نہیں ہے۔ ابوداؤد، جلد: ا،ص: ۲۰۰۔ وقدردّہ ابن المدینی واحمد والدارقطنی وضعفہٗ البخاری۔ اس حدیث کو بخاری رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے اور علی ابن مدینی، امام احمد اور دار قطنی رحمہم اللہ نے مردود کہا ہے۔ لہٰذا قابل حجت نہیں۔ تنویر،ص: ۶۱۔ ابن مبارک نے ضعف کو واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کی اسناد میں محمد بن جابر جو کہ حماد بن سلیمان کا شاگرد ہے وہ ضعیف ہے۔ خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے عبداللہ ابن مبارک کو رفع الیدین کرتے دیکھا تو کہا کیا اڑنے لگا تھا عبداللہ ابن مبارک نے جواب دیا جب پہلی مرتبہ (نیت باندھتے وقت) نہیں اُڑا تو پھر کیا اُڑتا۔ نصب الرایہ،ص: ۴۱۷۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مبارک کے نزدیک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کوئی بھی حدیث صحیح نہیں۔ ناظرین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مفتی صاحب کی تمام روایات کا کیا حشر ہوا۔ ائمہ حدیث اور خود اُن کتب کے مؤلفین نے جنھوں نے ان روایات کو پیش کیا ہے ضعیف قرار دے دیا ہے۔ اور بعض نے تو مردود تک کہہ دیا ہے اور پھر بعض روایات جن کو مفتی صاحب نے حدیث کے مقام پر پیش کیا ہے وہ بھی دراصل صحابی کا قول یا فعل ہے جس کی دیگر محدثین نے تنکیر کی ہے اب صرف مفتی صاحب کے پیش کردہ آثار اور خلفاء کے عمل کے متعلق ہے چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے روی عن الاسود قال رایت عمر بن الخطاب رفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود وقال رایت ابراھیم والشعبی یفعلان ذالك وعن عاصم عن ابیہ ان علیا کان یرفع فی اول تکبیرۃ فی الصلوۃ ثم لا یعود ۔ یہ آثار پیش کرکے مفتی صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ اس سے ثابت ہوگیا کہ رفع الیدین عندالرکوع منسوخ ہوگیا کیوں کہ اسود کہتے ہیں اسی طرح دوسری روایت میں عاصم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی نماز میں صرف پہلی دفعہ رفع الیدین کرتے دوبارہ نہ کرتے اسی طرح ابراہیم نخعی اور شعبی بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ امام دار قطنی رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف اور مردود قرار دیا ہے۔ اور امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابن جوزی نے ان آثار کو موضوعات میں لکھا ہے یعنی ان کی کوئی اصل نہیں من گھڑت ہیں لہٰذا قابل حجت نہیں۔ تلخیص الحبیر،ص: ۸۳ اسی طرح کے دیگر آثار کے متعلق فرمایا ہے کہ سب لغو اور باطل ہیں۔ لا اصل لھم۔ ان کا کوئی ثبوت اور اصل نہیں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تلخیص الحبیر ،ص:۸۳۔

خلاصہ کلام

محترم مفتی صاحب نے بڑے شدومد سے روایات پیش فرمائی تھیں کہ رفع الیدین ابتداء کے علاوہ عند الرکوع وغیرہ منسوخ ہوگیا ہے لیکن آپ نے دیکھ لیا کہ وہ منسوخ کرنے والی کوئی ایک بھی صحیح حدیث پیش نہ کرسکے اور ہم نے مکمل دلائل کے ساتھ بحمد اللہ ان روایات کا ضعیف ہونا اور مغالطہ ثابت کردیا اور مزید براں عدم نسخ پر خود مفتی صاحب کے ہاں سے حنفیہ سے بھی دلائل پیش کردیتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے: علامہ ابو الحسن حنفی سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واما من قال إنّ ذالك الحديث ناسخ لرفع غير تكبيرة الافتتاح فهو قول بلا دليل (حاشيه سندهى ابن ماجه، جلد:١، ص:١٤٦ مطبوعه مصر) ترجمہ: جس نے یہ کہا کہ ترک رفع الیدین کی حدیث سے جس کے راوی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں: تکبیر تحریمہ کے سوا باقی سب جگہ رفع الیدین منسوخ ہوگیا ہے اس کا کہنا بلادلیل ہے۔

خود علمائے حنفیہ کے معزز و مکرم عالم دین تعلیق الممجد برحاشیہ موطا امام احمد رحمہ اللہ ،ص:۱۷ پر مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی تحریر فرماتے ہیں: ان ثبوته عن النبى ﷺ اكثر وارجح وامادعوى نسخه فليست بمبرهن عليها بما يشفى العليل ويروى الغليل: یعنی نبی ﷺ سے رفع الیدین کرنے کا بہت کافی اور عمدہ ثبوت ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ رفع یدین منسوخ ہوگئی ہے ان کا قول بے دلیل ہے۔

بعض نے عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ رکوع میں آتے جاتے رفع الیدین کرتے تھے پھر چھوڑ دیا صرف تکبیر تحریمہ میں رہ گیا لیکن حنفیہ کے بزرگ نے نصب الرایہ جلد اول، صفحہ:۳۹۳ میں اس کی تردید کرتے ہوئے امام ابن جوزی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ روایت بالکل غیر معروف ہے اور غیر محفوظ ہے بلکہ ان دونوں صحابیوں سے رفع الیدین کرنے کی روایت ہے جیسے امام ابوداؤد نے اس کو روایت کیا ہے۔ ابوداؤد، ج:۱،ص: ۱۱۵۔ اور پھر رفع الیدین کی حدیث بہت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جن میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ اور ان سے ساتھ دس صحابہ رضی اللہ عنہم اور بھی ہیں۔ ملاحظہ مشکوۃ شریف باب صفة الصلاة۔

بلکہ یہ حدیث تو حدِ تواتر تک پہنچ چکی ہے جس کا ذکر ان شاء اللہ آگے آئے گا۔ اس قدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو بے خبر کہہ کر منسوخ ہونے کا حکم لگا دینا یہ کس قدر جرأت ہے۔

ایک قابل ذکر بات: احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے کھڑے ہوا کرتے تھے تو تھوڑا سا بیٹھ کر (جسے جلسۂ استراحت کہتے ہیں) اُٹھتے تھے۔ مگر حنفیہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے بڑھاپے اور کمزوری پر محمول کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیشہ جائز نہیں کیوں کہ جن روایات میں جلسہ استراحت کا ذکر آتا ہے وہ حضور ﷺ کے آخری زمانہ کی روایات ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں جلسہ استراحت کی بحث تو اپنی جگہ رہی۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ حنفیہ جن روایات کو رسول اللہ ﷺ کے آخری عمر کی احادیث بتاتے ہیں رفع الیدین کا ذکر بھی انھی روایات میں آتا ہے۔ جس سے خود بخود یہ بات ثابت ہوگئی کہ جب صحابی رسول اللہ ﷺ کے آخر زمانہ تک رفع الیدین ذکر کر رہے ہیں تو پھر منسوخ کہاں سے ہوگیا۔ کیوں کہ جو راوی جلسہ استراحت کے ہیں تقریباً وہی راوی رفع الیدین کے ہیں اور جلسہ استراحت اور رفع الیدین کا اکٹھا ذکر کرتے ہیں اس سے صاف پتہ چلتا ہے منسوخ ہونے کا محض اضافہ کھڑا کیا گیا ہے۔ کیوں کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ۹ ھ میں اسلام لائے ہیں۔ اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دوبارہ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سردیوں میں آیا اور لوگوں کو کپڑوں کے اندر رفع الیدین کرتے دیکھا۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء رفع الیدین میں ذکر کیا ہے اور ابوداؤد وغیرہ نے باب رفع الیدین، ص: ۱۱۰ میں بھی اس کا ذکر ہے اور یہ یمن کے شاہی خاندان سے ہیں جن کا دارالخلافہ حضرموت ہے اور ظاہر ہے کہ اتنی دور سے موسم گرمی کے متصل موسم سرما میں آنا مشکل ہے کیوں کہ اس وقت سفر اونٹوں وغیرہ پر ہوتا تھا بلکہ اگر اتنی جلدی آنے کا خیال ہو تو انسان واپس جاتا ہی نہیں جب تک کہ اس مقصد سے فارغ نہ ہولے جس کے لیے دوبارہ آنا ہے پس کم سے کم دوسری بار میں آئے جو قریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو جاتا ہے۔

بلکہ نسائی شریف باب موضع الیدین عن الجلوس للتشهد الاول صفحه: ۱۱۵ میں یہ لفظ ہیں۔ ثم اتيتهم من قابل۔ یعنی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں پھر آئندہ سال آیا۔ اور نصب الرایہ جلد اول، صفحہ: ۳۱۰ میں بحوالہ طحاوی شرح معانی الآثار میں آئندہ سال آنے کی تصریح کی ہے اس طرح حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی دوبارہ آمد نبی ﷺ کے وصال کے بالکل قریب پڑتا ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ لوگ سردی کی وجہ سے کپڑوں کے اندر رفع الیدین کرتے تھے اور یہ زمانہ اور وقت رسول ﷺ کی وفات کے قریب کا ہے تو پھر رفع الیدین منسوخ کہنا کتنی بڑی غلطی ہے۔

اور اس کی تائید ایک صریح روایت سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ نصب الرایہ جلد اول، صفحہ: ۴۰۹ میں ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال الشیخ فی الامام ویزیل هذا التوهم یعنی دعوی النسخ ما رواه البیهقی فی سننه عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ كان اذا افتتح الصلوة رفع یدیه واذا ركع واذا رفع راسهٗ من الركوع وكان لا یفعل ذالك فی السجود فما زالت تلك صلوتهٗ حتی لقی الله تعالى۔ (نصب الرایہ، ج: ۱، ص: ۴۰۹) ترجمہ: شیخ تقی الدین بن دقیق العید کتاب الامام میں فرماتے ہیں کہ نسخ کے توہم کا ازلہ اس روایت سے ہوتا ہے جو بیہقی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو شروع کرتے وقت اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے اور سجدہ میں نہیں کرتے تھے پس رسول اللہ ﷺ کی یہی نماز رہی یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے اللہ تعالیٰ کو جا ملے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص الحبیر کے صفحہ: ۸۱ اور درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ کے صفحہ نمبر: ۸۵ میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے اور علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور اس بنا پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی سکوت کیا اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا اخیر میں اسلام لانا اور پھر وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا دوبارہ آنا اس سے مزید اس دعویٰ نسخ کی تردید ہوگئی۔

ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمالیا ہوگا کہ کس طرح مفتی صاحب کے فتوی کے تار پود بکھر گئے ہیں اور ان کی تمام پیش کردہ روایات ان کے کام نہیں آسکیں۔

اب میں چاہتا ہوں کہ مثبت طور پر کتاب وسنت سے مسئلہ رفع الیدین پر کچھ عرض کروں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے: من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی كان معی فی الجنة مشكوة۔ جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ گویا رسول پاک ﷺ سے محبت کا طریقہ رسول پاک ﷺ کی سنت سے محبت اور اس پر عمل کرنے سے ہے۔ اس سلسلہ میں بہت تفصیل سے لکھا جا سکتا ہے اور پھر فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۲۱)

"مسلمانو! اللہ کا رسول ﷺ تمھارے لیے ایک عمدہ نمونہ ہے (پس اس کی چال اختیار کرو) جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یاد بہت کرتے ہیں وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء : ۸۰)

''جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔''

اور ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (آل عمران : ۳۲)

''اے پیغمبر (ﷺ)! لوگوں سے کہہ دو کہ اللہ اور رسول (ﷺ) کی بات مانا کرو اور اگر وہ ایسا نہیں کریں تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔''

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((لو ترکتم سنة نبیکم لضللتم او کفرتم)) (صحیح مسلم)

''اگر تم نے نبی (ﷺ) کی سنت کو چھوڑ دیا تو گمراہ بلکہ کافر ہو جاؤ گے۔''

((ومن رغب عن سنتی فلیس منی)) (صحیح البخاری)

''جو شخص میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ میری امت سے خارج ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صلوا کما رایتمونی اصلی)) (بخاری و مسلم)

''جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھو ویسے ہی نماز پڑھو۔''

ان احادیث مبارکہ اور قرآن حکیم کے احکام کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کی نماز کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی نماز کیسے تھی۔ محترم مفتی صاحب نے رسول پاک ﷺ کی نماز کا غلط نقشہ پیش کر کے تمام ائمہ حدیث اور خود محقق بزرگانِ حنفیہ سے بھی انحراف کیا ہے جس طرح کہ ہم تفصیل سے عرض کر رہے ہیں۔

چنانچہ ہم ائمہ دین اور خلفائے راشدین مہدیین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحیح روایات کے ساتھ رسول پاک ﷺ کا رفع الیدین کا عمل ثابت کر کے اہل ایمان اور سائل محترم سے گزارش کرتے ہیں کہ پیارے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ سب سے پہلے ہم رسول پاک ﷺ کے یارِ غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی روایت اور شہادت پیش کرتے ہیں جس میں انھوں نے رفع الیدین کا دوام ثابت کیا ہے۔

عن ابی بکر الصدیق قال صلیت خلف رسول اللہ ﷺ فکان یرفع یدیہ اذا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

افتتح الصلوة اذا ركع واذا رفع راسهٗ من الركوع ۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ بیہقی جلد:۲،ص:۷۳، تلخیص الحبیر ،صفحہ:۸۲، جزء سبکی صفحہ:۶ تاریخ الخلفاء، صفحہ:۴۰۔ اس حدیث سے صرف رفع الیدین کا ثبوت ہی نہیں بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر قدیم الاسلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار اور ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہنے والے رازدانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف رفع یدین کرنے کا ہی ذکر نہیں کر رہے بلکہ وہ (كان يرفع يديه) کے الفاظ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رفع یدین ثابت کر رہے ہیں جس کے معنی استمرار یعنی ہمیشہ ہمیشہ کرنے کے ہوتے ہیں۔ تحقیق الراسخ،ص:۷۷۔

امام بیہقی رحمہ اللہ اور امام سبکی رحمہ اللہ اور امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں رجالة ثقاتٌ کہ اس حدیث کے سب راوی ثقہ اور مضبوط ہیں۔ بیہقی جلد:۲،ص:۷۳، تلخیص،ص:۸۲ سبکی،ص:۶۔

وقال الحاكم انه محفوظ۔ حاکم رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث محفوظ ہے، تلخیص،ص:۸۲۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اخذ اهل مكة الصلوة من ابن جريج واخذ ابن جريج من عطاء ابن رباح واخذ عطاء من ابن الزبير واخذ ابن الزبير من ابى بكر الصديق واخذ ابو بكر من النبى ﷺ واخذ النبى ﷺ من جبريل واخذ جبرائيل من اللّٰه تبارك و تعالى۔ (بيهقى، جلد: ۲، ص: ۷۳-۷٤ تخريج الهدايه، جلد: ۱، ص: ۲۱۷، تلخيص، ص: ۸۲ ، یعنی مکہ کے لوگ جو رفع الیدین کرتے ہیں انھوں نے یہ طریقہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے سیکھا اور ابن جریج رحمہ اللہ نے یہ طریق کار حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے لیا اور حضرت عطا نے یہ طریقہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اخذ کیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز جرائیل علیہ السلام سے سیکھی اور حضرت جرائیل علیہ السلام کو یہ نماز اللہ تعالیٰ نے سکھائی۔ حوالہ مذکور سے دیکھیے کیا نقشہ مرتب ہوا کہ رفع الیدین اللہ رب العالمین کا پسندیدہ عمل ہے کس طرح حوالہ در حوالہ اس کا ثبوت اللہ رب العزت تک محدثین نے پہنچایا ہے۔

اور پھر امام عبدالرزاق فرماتے ہیں: فقال ان ابن جريج يرفع يديه۔ یعنی ابن جریج ہمیشہ رفع الیدین سے نماز پڑھا کرتے تھے اور یہی نماز جرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم دی۔ بیہقی، ج:۲،ص:۷۴۔ دیکھئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کس طرح رفع یدین ثابت کیا اور اب سنیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے وہ فرماتے ہیں: عن عمر بن الخطاب انه قال رایت رسول الله ﷺ يرفع يديه اذ كبر واذا رفع راسه من الركوع۔ رواه الدارقطني جزء سبكي، ص: ٦۔

دوسری روایت: وعنه عن النبي ﷺ كان يرفع يديه عند الركوع واذا رفع راسه جزء بخاري، ص: ١٣۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بچشم خود رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے والے سچائی کے پیکر وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ رفع الیدین کیا کرتے تھے انھوں نے بھی: كان يرفع يديه فرما کر ہمیشہ کرنے کی تصدیق فرمادی۔

اب آیئے خلیفہ ثالث ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ملاحظہ فرمایئے۔

امام بیہقی اور حاکم رحمہما اللہ فرماتے ہیں: فقد روى هذه السنة عن ابي بكر و عمر وعثمان وعلي رضى الله عنهم۔ یعنی رفع یدین کی حدیث جس طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ تعلیق المغنی، ص:۱۱۱۔

علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الذين نقل عنهم رواية عن النبي ﷺ ابوبكر و عمر وعثمان و علي وغيرهم رضى الله عنهم۔ یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے رفع یدین کی روایت کی ہے، اُن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور دیگر صحابہ موجود ہیں۔ جزء سبکی، ص:۹۔

اب آیئے چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سنیے۔

وعن علي ابن ابي طالب ان رسول الله ﷺ كان يرفع يديه اذا كبّر للصلوة حذو منكبيه واذا اراد ان يركع واذا رفع راسهٗ من الركوع واذا قام من الركعتين فعل مثل ذالك۔ جزء بخاري، ص: ٦، ابوداؤد، جلد: ١، ص: ١٩٨، مسند احمد، ج: ٣، ص: ١٦٥، ابن ماجه، ص: ٦٢، نسائي دارقطني، ص: ١٠٧، بيهقي، ج:٢، ص: ٧٤، ترمذي، ص: ٣٦، جزء سبكي، ص: ٧، تحفة الاحوذي، ص: ٢١٩،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رفع الحجاجه، ص: ۳۰۲، تلخیص الحبیر، ص: ۸۲، منتقی الاخبار، ص: ۵۵۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا (اسد اللہ) فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہمیشہ تکبیر تحریمہ کے وقت کندھوں تک ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے۔ دیکھئے: حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا بھی کان یرفع کا لفظ بول کر ثابت کر رہے ہیں کہ رسول پاک ﷺ ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وقال الترمذی حسن صحیح۔ کہ ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ جزء رفع یدین سبکی، ص: ۶، سئل احمد عنه فقال صحیحٌ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس کی صحت کے متعلق پوچھا گیا آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: بالکل صحیح ہے جز سبکی، ص: ۶۔ اور منتقی میں ہے رواہ احمد وابوداود والترمذی وصححه، (منتقی، ص: ۵۵ اور بلوغ الامانی شرح مسند احمد میں ہے وصححه ترمذی، واحمد مسند احمد ج: ۳، ص: ۱۶۵)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لان رفع الیدین قد صح عن النبی ﷺ ثم عن الخلفاء الراشدین۔ (بیہقی، جلد ا، ص: ۸) بے شک رفع الیدین نبی کریم ﷺ سے اور خلفائے راشدین سے صحیح طور پر ثابت ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اتفق علی روایتها الخلفاء الاربعة۔ کہ رفع الیدین پر حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم چاروں خلفاء کا متفقہ فیصلہ ہے۔ تعلیق المغنی، ص: ۱۱۱۔

خلفائے اربعہ خلفائے راشدین المهدیین کا فیصلہ آپ نے سن لیا یہ چاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ ہمیشہ رسول پاک ﷺ سے رکوع وغیرہ کے وقت رفع الیدین کرنا ثابت فرما رہے ہیں۔ اب آگے بڑھئے آپ نے عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام مبارک سنا ہوگا یہ وہ حضرات ہیں جن کے متعلق نبی ﷺ نے ان کا نام لے کر فرمایا کہ یہ جنتی ہیں اُن کو دنیا میں جنتی ہونے کی بشارت دے دی گئی وہ یہ بزرگ ہیں۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ابو بکر فی الجنة، عمر فی الجنة، عثمان فی الجنة، علی فی الجنة .... الخ۔

(۱) ابوبکر صدیق (۲) عمر فاروق (۳) عثمان غنی (۴) علی المرتضیٰ (۵) طلحہ (۶) زبیر (۷) عبدالرحمن ابن عوف (۸) سعد (۹) سعید بن زید (۱۰) ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم (سب جنتی ہیں) (تنویر، ص: ۱۸)

چنانچہ امام حاکم رحمہ اللہ، وبیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اتفق علی روایته الخلفآء الاربعة ثم العشرة فمن بعدهم من اکابر الصحابة التعلیق المغنی، ص: ۱۱۱۔ یعنی رفع الیدین کے مسنون

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہونے پر خلفاء اربعہ کا عشرہ مبشرہ اور دیگر تمام اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر اتفاق ہے۔

علامہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اتفق على رواية هذه السنة العشرة المشهود لهم بالجنة ومن بعدهم من اكابر الصحابة تلخيص الحبير، ص: ۸۲۔ یعنی رفع الیدین کے سنت ہونے پر عشرہ مبشرہ ودیگر تمام اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے۔ بلکہ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ليس بسنة من السنن رواه العشرة المبشرة۔ یعنی رفع الیدین کے سوا کوئی ایسی سنت نہیں جس کو کہ عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو۔ (تنویر، ص: ۱۱) علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فرماتے ہیں: رواه العشرة المبشرة کہ رفع الیدین کی حدیث کو عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہے۔ (سفر السعادۃ، ص: ۱۵) ابو القاسم بن مندہ فرماتے ہیں: ممن رواه العشرة المبشرة کہ رفع الیدین کی حدیث کو دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ عشرہ مبشرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی، ص: ۲۱۹) علامہ سبکی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (جزء رفع الیدین سبکی، ص: ۱۰)

میں اپنے تمام ناظرین وقارئین اور خود حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں بھی عرض کرتا ہوں جب کسی حکم کا خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ ودیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثبوت مل جائے تو ہٹ دھرمی چھوڑ دینا چاہیے اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ابتداء میں اور رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور دوسری رکعت سے اُٹھتے وقت رفع الیدین کرنا سنت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کرتے رہے حتیٰ لقی اللہ تعالیٰ یہاں تک اپنے رب سے جا ملے۔ لہٰذا ہمارا عمل بھی اسی کے مطابق ہونا چاہیے۔ فلله الحمد۔

خلفائے راشدین وحضرات عشرہ مبشرہ کی روایات کے بعد دیگر احادیث ملاحظہ فرمائے۔

عن سالم عن ابيه قال رايت رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي منكبيه وقبل ان يركع واذا رفع من الركوع ولا يرفعهما بين السجدتين۔ (مسلم، ج: ۱، ص: ۱۶۸)

حضرت سالم اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کرتے کندھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور رکوع کرنے سے پہلے بھی اُٹھاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت بھی اور دو سجدوں کے درمیان نہیں اُٹھاتے تھے۔

عن ابى قلابة انهٗ راى مالك ابن الحويرث اذ صلى كبّر ورفع يديه واذا اراد ان يركع رفع يديه واذا رفع راسهٗ من الركوع رفع يديه و حدث ان رسول الله ﷺ صنع هكذا۔ (صحيح بخارى، ص: ۱۰۲، وكذالك فى المسلم، ص: ۱۶۸) ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب نماز پڑھتے تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اُس وقت بھی ہاتھ اُٹھاتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اس وقت بھی اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور حدیث بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا۔ نیز یہ روایت فتح الباری، ص: ۱۸۲ عمدہ القاری، جلد: ۳، ص: ۱۰، بیہقی، ج: ۲، ص: ۲۷۔ منتقی، ص: ۵۵، جزء سبکی، ص: ۲، جزء بخاری، ص: ۲۰ میں بھی ہے۔ عن وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ قال قلت لانظرن الی رسول اللہ ﷺ کیف یصلی فقام فاستقبل القبلة فرفع یدیه حتی حاذ تا باذنیه فلما رکع رفعهما مثل ذالك فلما رفع راسه من الرکوع رفعهما مثل ذالك. (ابن ماجه، ص: ٦٢) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف ضرور دیکھوں گا کہ آپ ﷺ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے منہ قبلہ کی طرف متوجہ کیا پس دونوں ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ کانوں کے برابر ہو گئے۔ جب رکوع کیا دونوں ہاتھ اسی طرح اُٹھائے جب رکوع سے سر اُٹھایا اس وقت بھی اسی طرح ان دونوں کو اُٹھا لیا۔

اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں یہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ یمن کے شاہی خاندان سے تھے اور یہ ۹ھ میں ایمان لائے اور مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کی پوری زندگی کا مطالعہ کریں۔ آپ ﷺ سے دین سیکھیں، نماز سیکھیں اور پھر جیسا کہ گزر چکا ہے کہ یہ واپس ملک چلے گئے اور یہ موسم گرما کا وقت تھا اس کے بعد یہ دوسرے سال آئے وہ فرماتے ہیں سخت سردی کا موسم تھا میں نے لوگوں کو دیکھا لوگ کپڑے اوڑھے ہوئے کپڑوں کے اندر سے رفع یدین کرتے رہے تھے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ یہ دوسری بار کا آنا رسول اللہ ﷺ کی وفات سے تھوڑا وقت پہلے ہے جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ رفع یدین منسوخ نہیں ہوئی نبی ﷺ آخر عمر تک رفع یدین کرتے رہے۔

ان جابر بن عبداللہ اذا کان افتتح الصلوة رفع یدیه واذا رکع واذا یرفع راسهٗ من الرکوع فعل مثل ذالك ویقول رایت رسول اللہ ﷺ فعل مثل ذالك۔ (ابن ماجه، ص: ٦٢)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اُس وقت بھی اسی طرح کرتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعھما کذالك۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو ہمیشہ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھایا کرتے تھے پھر جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تب بھی اسی طرح اپنے ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے۔ (بخاری، ص: ۱۰۲، مسلم، ص: ۱۶۸، ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۱۹۲، ترمذی، ص: ۳۶، ابن ماجہ، ص: ۶۲، نسائی موطا امام مالك، ص: ۹۷، موطا امام محمد، ص: ۸۹، مسند امام احمدبن حنبل، ج: ۳، ص: ۱۶۶، کتاب الام للامام الشافعی، جلد ۸، ص: ۱۸۶، مسند امام شافعی، ص: ۱۲، تلخیص الحبیر، ص: ۸۲، فتح الباری، شرح بخاری، جلد: ۲، ص: ۱۸۱، عمدۃ القاری ملا علی قاری حنفی، ج: ۲، ص: ۵، منتقی، ص: ۵۵، اعلام الموقعین، ص: ۲۵۲، دارقطنی، ص: ۱۰۷، بیہقی، ج: ۲، ص: ۶۹، دارمی، ص: ۱۰۷ تجرید البخاری، ج: ۱، ص: ۱۷۳، جزء بخاری، ص: ۷، جزء سبکی، ص: ۲، مشکاۃ العلم، جلد: ۲، ص: ۵۳۳، رفع الحجاجہ، جلد: ۱، ص: ۳۰۰، بلوغ المرام، ص: ٤٦) ملاحظہ فرمایا آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ روایت پچیس کتابوں میں آئی ہے اور پھر امام بیہقی رحمہ اللہ نے تو یہ الفاظ اور زیادہ بیان کیے ہیں: کان یرفع یدیہ حتی لقی اللہ تعالٰی۔ یعنی رسول پاک ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے رہے یہاں تک کہ اپنے رب سے جا ملے۔ حوالہ مذکور۔ اور پھر امام علی ابن المدینی رحمہ اللہ جو کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد ہیں فرماتے ہیں: ھٰذا الحدیث عندی حجۃ علی الخلق کل من سمعہ فعلیہ ان یعمل بہٖ لانہٗ لیس فی اسنادہٖ شیٌ۔ تلخیص الحبیر، ص: ۸۱۔ کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میرے نزدیک تمام مخلوق پر حجت ہے کیوں کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا فوت ہونے تک رفع یدین کرنا ثابت ہے پس جو مسلمان اس حدیث کو سنے اُس پر رفع یدین کرنا لازم ہے کیوں کہ اس کی سند میں کسی کو کلام نہیں۔

اس کے بعد ملاحظہ فرمائیے نبی ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو نبی ﷺ کی خدمت میں دس سال تک بطور خادمِ سفر و حضر دن و رات سب جگہ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں رہتے تھے وہ فرماتے ہیں۔

وعن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیہ اذا دخل فی الصلوۃ واذا رکع واذا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رفع راسہ من الرکوع۔ (ابن ماجہ، ص: ٦٢) وقال السبکی سندہٗ صحیح، جزء سبکی، ص: ٤۔ رسول اللہ ﷺ جب بھی نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع الیدین کیا کرتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کان یرفع کہہ کر دوام ثابت کر رہے ہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور پھر یہی روایت بیہقی، جلد:۲، ص:۷۴، دار قطنی، ص: ۱۰۸، جزء بخاری، ص: ۹، تلخیص الحبیر، ص: ۸۲ میں بھی آئی ہے۔ یعنی چھ کتابوں کی روایت ہے۔

عن مالك بن الحويرث قال رايت رسول الله ﷺ رفع يديه اذ كبر و اذا ركع و اذا رفع راسهٗ من الركوع رواه ابوداؤد وعنه كان النبی ﷺ يرفع يديه اذ كبر و اذا ركع واذا رفع راسهٗ من الركوع (جزء رفع اليدين بخاری، ص: ٢٩) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بچشم خود دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ اور رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ اس حدیث میں بھی کان یرفع یدیہ موجود ہے جو ہمیشہ کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ اور پھر یہی روایت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے درج ذیل کتابوں میں بھی آئی ہے۔

جیسے: جزء بخاری، ص: ١٠٢، مسلم، ص: ١٦٨، ابوداؤد، جلد: ١، ص: ١١٩، ابن ماجہ، ص: ٦٢، مسند امام احمد، جلد: ٣، ص: ١٦٧، دارقطنی، ص: ١٠٩، نسائی، ص: ٨٩، بیہقی، جلد: ٢، ص: ٧١، جزء بخاری، ص: ٩، مشکوة، جزء سبکی، ص: ٢، المعلم، جلد: ٢، ص: ٥٣٥، منتقی، ص: ٥٥، دارمی، ص: ١٠٧، رفع الحجاجہ، جلد: ١، ص: ٣٠١۔

عن ابی هريرة انه قال كان رسول الله ﷺ اذ كبر للصلوة جعل يديه حذو منكبيه واذا ركع فعل مثل ذالك واذا رفع فعل مثل ذالك واذا قام من الركعتين فعل مثل ذالك۔ رواه ابوداؤد، ج: ١، ص: ١٩٧۔

وعنه عن النبی ﷺ كان يرفع يديه عند الركوع واذا رفع راسهٗ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب بھی نماز کے لیے اللہ اکبر کہتے تو اپنے ہاتھ کندھوں تک اُٹھاتے اور اسی طرح جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو ہمیشہ کندھوں تک ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے۔ اس میں بھی کان یرفع کا لفظ موجود ہے جس میں استمرار موجود ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ یہ حدیث بیہقی، جلد :۲،ص: ۷۲، تلخیص،ص: ۸۲ جزء بخاری،ص: ۱۳ جزء سبکی،ص: ۲ اور پھر تلخیص الحبیر نے لکھا ہے کہ رجالہ رجال صحیح۔ اور پھر حنفیہ کے مایہ ناز امام علامہ زیلعی حنفی نے تخریج زیلعی جلد :۱،ص: ۲۱۵ پر اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

عن ابی موسٰی قال هل اریکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ فکبّر ورفع یدیه ثم قال سمع اللّٰه لمن حمدہٗ ورفع یدیه ثم قال هکذا فاصنعوا رواہ الدارمی۔ (جزء رفع الیدین سبکی، ص: ۵)

وعنه عن النبی ﷺ کان یرفع یدیه عند الرکوع واذا رفع راسه۔ حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ عنہ مجمع عام میں کہا آؤ میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھ کر دکھاؤں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہی تو دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: لوگو! تم بھی اسی طرح نماز پڑھا کرو۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ دار قطنی، ص: ۱۰۹، تلخیص، ص: ۸۱، جزء امام بخاری، ص: ۱۳، بیہقی جلد: ۲، ص: ۷۴ ملاحظہ فرمایئے اس حدیث میں بھی: کان یرفع کا لفظ موجود ہے جس کا مطلب ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور پھر حنفیہ کے مایہ ناز بزرگ حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب العرف الشذی، ص: ۱۳۵ میں فرماتے ہیں: ھی صحیحۃٌ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

عن ابی حمید ن الساعدی قال سمعتهٗ وهو فی عشرة من اصحاب رسول اللہ ﷺ احدهم ابو قتادة ابن ربعی قال انا اعلمکم بصلوة رسول اللہ ﷺ کان اذا قام فی الصلوة اعتدل قائما و رفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه ثم قال اللہ اکبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه واذا قال سمع اللہ لمن حمده رفع یدیه فاعتدل فاذا قام من الثنتین کبرّ ورفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه کما صنع حین افتتح الصلوة۔ (ابن ماجة، ص: ٦٢) ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے دس صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماع میں فرمایا ایک ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ فرمایا۔ میں تم سب میں سے نبی کریم ﷺ کی نماز کا زیادہ جاننے والا ہوں۔ جب نبی ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوا کرتے تھے بلکہ ٹھیک طور پر کھڑے ہوتے تھے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں کندھوں کے برابر لے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاتے پھر اللہ اکبر کہتے اور پھر جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے پھر دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے یہاں تک کہ کندھوں کے برابر لے جاتے اور پھر جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو پھر دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور ٹھیک طور پر کھڑے ہوجاتے اور پھر جب دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے اُٹھتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ اُن کو کندھوں کے برابر کر دیتے جیسا کہ شروع نماز کے وقت کیا تھا۔ جزء سبکی، ص: ۴ میں ہے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھ کر فرمایا: قالوا صدقت ھکذا کان یصلی۔ بے شک تو سچا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ ناظرین ملاحظہ فرمالیں حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ پوری نماز میں صرف رفع الیدین کا ہی نقشہ پیش فرمارہے ہیں اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تصدیق فرمارہے ہیں۔

اور پھر اس روایت میں بھی کان یصلی کا لفظ موجود ہے جس سے ہمیشگی ثابت ہوتی ہے اور مزید براں یہ حدیث جز بخاری، ص: ۸، ابوداؤد، ص: ۱۹۴، مسند امام احمد، ص: ۱۵۳، منتقی ص: ۵۵۔ بیہقی، جلد: ۲، ص: ۲۶ میں بھی موجود ہے۔

عن وائل بن حجر قال قلت لا نظرنّ الی صلوۃ رسول اللہ ﷺ کیف یصلی فنظرت الیہ قام فکبر ورفع یدیہ حتی حاذتا اذنیہ ثم وضع یدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ علی صدرہ فلما اراد ان یرکع رفع یدیہ مثلھا فلما رفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ مثلھا۔ رواہ احمد، ج: ۳، ص: ۱٤۷۔ اس سے پہلے بھی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت گزر بھی چکی ہے۔ مگر اس حدیث میں کچھ زیادہ وضاحت موجود ہے بلکہ ایک دوسرا مسئلہ بھی آ گیا ہے۔

ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ ضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ اکبر کہا اور رفع یدین کی یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک لے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک بائیں ہاتھ پر اپنے سینہ مبارک پر رکھا اور جب رکوع کا ارادہ کیا پھر رفع یدین اسی طرح کیا اور پھر جب رکوع سے سر اُٹھایا پھر اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر رفع یدین کیا۔ اور مزید تشریحات کے ساتھ یہ حدیث صحیح مسلم، ص: ۱۷۳، دارمی، ص: ۱۰۷، دارقطنی، ص: ۱۱۸، ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۱۹۳، جزء بخاری، ص: ١٤، بیہقی جلد: ۲، ص: ۲٦، کتاب الام، ص: ۱۸٦ جزء سبکی، ص: ۳ میں بھی آئی ہے۔ اس حدیث میں رفع یدین کے ساتھ ساتھ سینے پر ہاتھ باندھنے کا بھی ثبوت مل گیا اور پھر جس طرح کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۹ھ کو مسلمان ہوئے تھے تو ان کی حدیث سے جہاں رفع الیدین رسول پاک ﷺ سے آخر وقت تک ثابت ہوئی وہاں سینے پر ہاتھ باندھنا بھی آخر وقت تک ثابت ہوا اگرچہ یہاں یہ بحث نہیں لیکن یہ مسئلہ بالتبع آ گیا ہے۔

عن البراء بن عازب قال رایت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ واذا اراد ان یرکع واذا رفع راسہ من الرکوع ۔ (التعلیق المغنی، ص: ۱۱۰)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بچشم خود نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے دونوں ہاتھوں سے رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے پھر رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ رواہ الحاکم والبیهقی، ج: ۲، ص: ۷۷، تلخیص، ص: ۸۲، جزء سبکی، ص: ۷، تخریج هدایہ، جلد: ۱، ص: ۲۱۰۔

عن الحسن ان النبی ﷺ کان اذ اراد ان یکبر رفع یدیہ واذا رفع راسہٗ من الرکوع رفع یدیہ رواہ ابو نعیم جزء سبکی، ص: ۸، تلخیص، ص: ۸۲۔ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بے شک نبی ﷺ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

عن سلیمان بن یسار ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیہ فی الصلوۃ۔ رواہ مالک فی الموطا جلد: ۱، ص: ۹۸، سبکی، ص: ۸، ابن ماجه، ص: ٦٢ وفی الباب عن عمیر اللیثی، ترمذی، ص: ٣٦، تحفة الاحوذی، جلد: ۱، ص: ۲۱۹۔ حضرت سلیمان بن یسار فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمیشہ نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے اسی طرح عمر لیثی سے بھی روایت آئی ہے۔

عن قتادة ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیہ اذا رکع واذا رفع رواہ عبدالرزاق فی جامعه وقال الترمذی حسن صحیح، ص: ٣٦، سبکی، ص: ۸، تحفه، ص: ۲۱۹، اس حدیث میں بھی کان یرفع کا لفظ موجود ہے جو ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہی رکوع جاتے وقت اور جب رکوع سے سر اٹھاتے رفع یدین کیا کرتے تھے۔

عن ابن عباس عن النبی ﷺ کان یرفع یدیہ عند الرکوع واذا رفع راسہ جزء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بخاری، ص: ۱۳، ابن ماجه، ص: ۶۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کو نبی ﷺ نے اپنے سینہ مبارک سے لگا کر اُن کے حق میں دعا فرمائی تھی۔

عن عبيد ابن عمير عن ابيه عن النبى ﷺ كان يرفع يديه عند الركوع واذا رفع راسهٗ جزء بخارى، ص: ۳۔ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رکوع جاتے وقت اور سر اُٹھاتے وقت ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اس حدیث میں بھی کان یرفع استمرار کا صیغہ موجود ہے۔ جو ہمیشہ ہمیشہ کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

عن ابى الزبير ان جابر بن عبدالله كان اذا افتتح الصلاة رفع يديه واذا ركع واذا رفع راسهٗ من الركوع فعل مثل ذالك ويقول رايت رسول الله ﷺ فعل ذالك ابن ماجه، ص: ۶۲۔

وعنه عن النبى ﷺ كان يرفع يديه عند الركوع واذا رفع راسهٗ جزء بخارى، ص: ۱۳، بيهقى جلد:۲، ص: ۷۴ جزء سبكى، ص: ۵ .

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خود نبی ﷺ کو رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا تھا۔ اس حدیث میں بھی کان یرفع لفظ استمرار موجود ہے۔

عن عبدالله ابن الزبير انه صلى بهم يشير بكفيه حين يقوم وحين يركع وحين يسجد وحين ينهض فقال ابن عباس من احب ان ينظر الىٰ صلوة رسول الله ﷺ فليقتد بابن الزبير۔ ابوداؤد، جلد: ۱، ص: ۱۹۸، رقم: ۷۳۹۔ مسند امام احمد جلد: ۳، ص: ۱۶۸، رقم: ۲۳۰۸۔ تلخيص الحبير، ص: ۸۲، جز سبكى، ص: ۵۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز میں کھڑے ہونے کے وقت اور رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے وقت اور دو رکعتوں سے کھڑے ہونے کے وقت دونوں ہاتھ اُٹھائے پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوگو! جو شخص رسول اللہ ﷺ کی نماز پسند کرتا ہو اس کو چاہیے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح نماز پڑھے کیوں کہ وہ بالکل رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھتے ہیں۔

آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نماز رفع یدین سے ادا فرمائی اور عبداللہ بن عباس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہما نے نہ صرف یہ کہ تائید کی بلکہ لوگوں کو تلقین فرمائی کہ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پسند ہے اُسے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اقتداء اور پیروی کرتے ہوئے رفع یدین سے نماز ادا کرنا چاہیے۔ التعلیق المغنی، ص: ۱۱۱، تعلیق الممجد، ص: ۹۱ ۔ اسی طرح جزء سبکی، ص: ۹، جزء بخاری، ص: ۶، ترمذی، ص: ۳۶، تحفۃ الاحوذی، ص: ۲۱۹ میں مرقوم ہے۔ عدۃ الصحابۃ الذین نقل عنہم روایۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خمسون۔ یعنی جن صحابہ رضی اللہ عنہم سے رفع یدین کی احادیث مروی ہیں ان کی تعداد پچاس ہے پھر بعض نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی دیے ہیں جن سے رفع یدین کی احادیث آئی ہیں۔ حوالہ کی روشنی میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم، ان حضرات کو عشرہ مبشرہ بھی کہا جاتا ہے ان کے علاوہ نام یہ ہیں۔

مالک ابن حویرث، زید بن ثابت، ابی بن کعب، ابن مسعود، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن عباس، امام حسن، براء بن عازب، زیاد بن حارث، ابوقتادہ، سہل بن سعد، ابوسعید خدری، سلیمان بن یسار، عمرو بن عاص، ابوہریرہ، عقبہ بن عامر، بریدہ، عمار بن یاسر، عدی بن عجلان، ابومسعود انصاری، عمرو لیثی، عائشہ صدیقہ، ابودرداء، عبداللہ بن عمر، عبداللہ ابن زبیر، حضرت انس، وائل بن حجر، ابوحمید ساعدی، ابواسید، محمد بن مسلمہ، جابر، عبداللہ بن جابر، اعرابی، امام حسین بن علی المرتضیٰ، ام درداء، معاذ بن جبل، سلمان فارسی، بریدہ بن خصیب، حکم بن عمیر، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم جزء سبکی، ص: ۹، جزء بخاری، ص: ۶، ترمذی، ص: ۳۶، تحفۃ الاحوذی، ص: ۲۱۹۔

حافظ ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وذکر شیخنا ابو الفضل انہٗ تتبع من رواہ من الصحابۃ فبلغوا خمسین رجلًا۔ فتح الباری مطبوعہ انصاری، جلد: ۱، ص: ٤٠٤ ۔ یعنی ہمارے استاد حافظ ابوالفضل کا بیان ہے کہ مجھے تلاش کرنے پر پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم سے رفع یدین کرنے کا ثبوت مل چکا ہے۔ جن کی فہرست ہم نے اوپر نقل کردی ہے ہر اہل ایمان کے لیے قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم جن میں خلفائے راشدین عشرہ مبشرہ اور اہل بیت اور اتنے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں کہ جن کی تعریف وتوصیف اگر مختصر طور پر بھی اگر عرض کی جائے تو ضخیم کتاب مرتب ہو جائے۔ میں حضرت مفتی صاحب محترم سے بھی پرسوز دل کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ کوئی ضدی مسئلہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی بات ہے اگر آپ کی نظر ان روایات پر نہیں گئی تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں آپ کو ٹھنڈے ماحول میں غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں تقلید اور عصبیت کی پٹی دُور کر کے غور کریں ان شاء اللہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

آگے بڑھیے علامہ مجد الدین سفر السعادت ،ص:۱۵ میں فرماتے ہیں: فقد صح فی ھٰذا الباب اربع مائة خبر و اثر۔ یعنی چار سو احادیث و اثر سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عند الرکوع رفع یدین کیا کرتے تھے، دیکھیے اوپر تو پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر تھا لیکن صاحب سفر السعادہ نے چار سو تک بات پہنچا دی اور پھر دیکھیے: تنویر العینین ،ص:۱۰ لکھا ہے: قد وردت فی ھٰذا الباب روایات لایسع ذکرھا۔ یعنی رفع یدین کے باب میں اس قدر احادیث ہیں کہ جن کے لکھنے کی وُسعت نہیں ہے۔

پچاس اور چار سو صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کے بعد چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت سن لیجیے! زیال بن حرملہ فرماتے ہیں: سالت جابر بن عبداللہ کم کنتم یوم الشجرة قال کنّا الفًا واربعمائة قال وکان رسول اللہ ﷺ یرفع یدیه فی کل تکبیرة من الصلوة مجمع الزوائد، ص: ۱۰۱۔ ترجمہ: میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تمھاری حدیبیہ میں کتنی تعداد تھی۔ انھوں نے فرمایا ہم چودہ سو آدمی تھے اور رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے اور ہر تکبیر مخصوصہ (یعنی تکبیر تحریمہ اور رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے اور قعدہ اولیٰ سے اُٹھنے) کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

قرآن حکیم نے صاف ارشاد فرمایا ہے:

﴿ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (الحشر: ۷)

"جو اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ تمھیں دیں اُسے لے لو اور جس سے منع کر دیں اُس سے رُک جاؤ۔"

شفا قاضی عیاض جلد:۲،ص:۹ میں ہے: امرت امتی ان یاخذوا بقولی ویطیعوا امری ویتبعوا سنتی۔ میری اُمت کو حکم دیا گیا ہے کہ میرے قول پر عمل کریں میرے حکم کی اطاعت کریں اور میری سنت کی اتباع کریں۔

اور پھر حدیث "صلّوا کما رایتمونی اصلّی" میں سنت کے مطابق نماز ادا کرنے کا حکم فعل امر کے صیغہ سے دیا گیا ہے اور یہ بات کتب اُصول میں واضح ہے کہ الامر للوجوب۔ امر یعنی رفع یدین کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں عند الرکوع رفع الیدین کرتے دیکھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ تم بھی اسی طرح نماز پڑھا کرو جس طرح میں نے نماز پڑھی ہے اور حکم وجوب کے لیے ہوتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا امام سبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رفع یدین واجب ہے جزء سبکی، ص: ۱۱۔ اسی طرح امام اوزاعی اور حمیدی اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ رفع یدین واجب ہے اور اس کے چھوڑنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ذهب الاوزاعي والحميدي وجماعة وغيرهما الى انهٗ واجب وانهٗ يفسد الصلوة بتركه۔ جزء سبكي، ص: ۱۱۔

حضرت مفتی صاحب نے اپنے فتوے میں کچھ آثار خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے پیش کیے ہیں جسے ہم تفصیل سے اُن کا صحیح نہ ہونا ثابت کر آئے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ جس طرح میں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر روایات پیش کر کے رفع یدین کی سنت کا تواتر اور دوام ثابت کیا ہے اسی طرح میں صحیح اسناد کے ساتھ خود خلفائے راشدین اور دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اپنا عمل بھی پیش کروں تاکہ بات اور واضح ہو جائے اور میرے بھائیوں اور خود مفتی صاحب پر بھی بسند صحیح رفع یدین کا مقام واضح ہو جائے اور عند اللہ وعند الناس حجت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمل کی توفیق بخشے۔

عن عبداللّٰه بن الزبير قال صليت خلف ابى بكر فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسهٗ من الركوع وقال صليت خلف رسول الله ﷺ فذكر مثله رواه البيهقي ورجاله ثقات۔ بیہقی جلد:۲، ص:۷۳۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز ادا کی آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ شروع نماز اور رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور فرماتے میں نے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہاں بھی میں نے ایسے ہی دیکھا ہے، جزء سبکی، ص:۶، تلخیص، ص:۸۲، بلکہ تلخیص، ص:۸۲ میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں: وعن عمر نحوهٗ رواه دارقطني في غرائب مالك والبيهقي وقال الحاكم انهٗ محفوظ۔ یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

اس سے بڑھ کر تحقیق الراسخ میں ہے عبدالملک بن قاسم فرماتے ہیں: بينما يصلون في مسجد رسول الله ﷺ اذا خرج عليهم عمر فقال اقبلوا على بوجوهكم اصلى بكم صلوة رسول الله ﷺ التي يصلي ويامربها فقام ورفع يديه حتى حاذى بهما منكبيه ثم كبر ثم رفع وركع وكذالك حين رفع راسهٗ فقال القوم هٰكذا رسول الله ﷺ يصلي بنا اخرجه البيهقي في الخلافيات تخريج زيلعي وقال الشيخ تقي الدين رجال اسناده معروفون۔ (تحقيق الراسخ، ص: ۳۸) ابن قاسم کہتے ہیں کہ لوگ مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا میری طرف توجہ کرو میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھاتا ہوں جس طرح رسول پاک ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ اور جس طرح پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے، پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قبلہ رُو کھڑے ہو گئے اور تکبیر تحریمہ اور رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے اپنے ہاتھ کندھوں تک اُٹھائے تو پھر سب لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے کہا بے شک نبی ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔ دیکھئے یہاں سے سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع بھی ثابت ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب وعبداللّٰه بن مبارك وابا قتادة وابا اسید و محمد بن مسلمة و سهل بن سعد و عبداللّٰه بن عمرو انس بن مالك واباهريرة وعبداللّٰه بن عمرو وعبداللّٰه بن الزبير ووائل بن حجر و ابا موسٰى الاشعری ومالك بن الحويرث وابا حميد الساعدی وام درداء انهم كانوا يرفعون ايديهم عند الركوع۔ جزء بخاری، ص: ٦ کہ یہ سب کے سب حضرات جن کے اسمائے گرامی پیش کیے گئے ہیں۔ یہ سب رکوع میں جانے اور سر اُٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ ان دو روایات سے صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی فعل ثابت نہیں ہوا بلکہ ایک کثیر جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فعل بھی ثابت ہوا اور اُن کی تصدیق بھی ملی کہ بے شک نبی ﷺ نماز میں اسی طرح رکوع کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے تو جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک لمبی فہرست پیش کر دی ہے کہ یہ سب رفع یدین کرتے تھے۔ مکرم بھائیو! دیکھا آپ نے یہ سب کے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول پاک ﷺ کی اس سنت رفع یدین کے کس طرح عاشق تھے کیا آپ سمجھتے ہیں معاذ اللہ یہ حضرات رسول پاک ﷺ پر بہتان باندھ رہے ہیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) بلکہ میں عرض کرتا ہوں سارے آسمانوں کے فرشتے بھی رفع یدین سے نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمایئے: حضرت علی شیر خدا فرماتے ہیں جب سورۃ کوثر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: ما هٰذه النحرة للتی امرنی بها ربی۔ یعنی سورۃ کوثر میں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے وانحر کا حکم دیا ہے اس سے کیا مراد ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس کے معنی صرف قربانی کرنا نہیں بلکہ: ولكنه يامرك اذا تحرّمت للصلوة ان ترفع يديك اذكبرت واذا ركعت واذا رفعت راسك من الركوع فانها صلوا تنا وصلوة الملائكة الذين فی السمٰوت السبع۔ بلکہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرو اور ہم ساتویں آسمانوں کے فرشتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھی رفع یدین سے نماز پڑھتے ہیں۔ مستدرک حاکم، ج:۲، ص:۵۳۸۔ بیہقی، ج:۲، ص:۷۵۔ تفسیر کبیر، ص:۵۲، ابن کثیر، ج:۴، ص:۵۵۹، فتح البیان، ص:۳۴۸، کنز الاعمال، ج:۲، ص:۲۷۶، درمنثور، ص:۴۰۳، اکلیل، ص:۴۲۸، تنویر، ص:۹، جزء سبکی، ص:۱۰۔ اگرچہ بعض نے اس کو کمزور کہا ہے لیکن متابعت اور تائید میں کچھ حرج نہیں۔

عن نافع ان ابن عمر کان اذ دخل فی الصلوۃ کبر ورفع یدیه واذا رکع رفع یدیه واذا قال سمع الله لمن حمده رفع یدیه۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو بھی رفع یدین کرتے اور جب سمع الله لمن حمده کہتے تب بھی رفع یدین کرتے۔ بخاری، ص:۱۰۲، موطا امام مالک، ص:۱۲۶، موطا امام محمد، ص:۸۹، تنویر الحوالک، ج:۱، ص:۹۸، جزء رفع الیدین سبکی، ص:۹، جزء رفع الیدین امام بخاری، ص:۱۰، مسند شافعی، ص:۷۳، کتاب الام للشافعی، ج:۸، ص:۱۸۶۔

ان عبدالله بن عباس کان یرفع یدیه اذ کبر واذا رفع راسه من الرکوع (جزء بخاری، ص: ۱۲) ابی جمرہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہمیشہ عند رکوع رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی شروع نماز اور رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ بیہقی، ج:۲، ص:۷۳۔ حضرت طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں: عبدالله وعبدالله وعبدالله یرفعون ایدیهم۔ یعنی میں نے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو دیکھا یہ تینوں نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (جزء بخاری، ص:۱۳)

عن عاصم قال رایت انس بن مالک اذا افتتح الصلوۃ کبر ورفع یدیه ویرفع کلما رکع ورفع راسه من الرکوع۔ حضرت عاصم کہتے ہیں میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب تکبیر تحریمہ کہتے تھے اور رکوع کرتے تھے اور رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔

(جزء بخاری، ص:۱۲)

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایات ہیں یہ سب حضرات رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین بخاری، ص:۱۲)

رواه ابن عساکر فی تاریخه من طریق ابی سلمة الاعرج قال ادرکت الناس کلهم یرفع یدیه عند کل خفض وقال البخاری قال الحسن وحمید بن هلال کان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اصحاب رسول اللہ ﷺ یرفعون ایدیھم ولم یستثن احدًا من اصحاب النبی ﷺ دون احد۔ (جزء رفع الیدین بخاری، ص: ١٤)

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابی سلمہ اعرج کے طریق سے روایت کیا ہے میں نے تمام لوگوں کو اپنے زمانے میں رفع یدین کرتے ہوئے پایا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور حمید بن ہلال نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع یدین کرتے تھے۔ سوائے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے کوئی صحابی رضی اللہ عنہ رفع یدین کرنے سے بچا ہوا نہیں۔ لیکن حضرت حسن کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو بھی مستثنیٰ قرار نہیں دیتے بلکہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا رفع یدین پر اجماع ثابت ہے۔ تخریج ھدایہ زیلعی حنفی۔

اب ملاحظہ فرمایئے: تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ سب کے سب رفع الیدین عند الرکوع والرفع نماز ادا کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ تقی الدین سبکی کا متفقہ بیان موجود ہے کہ یہ حضرات سب رفع یدین کرتے تھے جن کی فہرست انھوں نے دی ہے۔ حضرت سعید بن جبیر، عطاء بن ابی رباح، مجاہد، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، عمر بن عبدالعزیز، نعمان بن ابی عیاش، ابن [illegible]ین، حسن بصری، عبداللہ بن دینار، نافع، حسن بن مسلم، قیس بن سعد، مکحول، طاؤس، ابونضرہ، ابن ابی نجیح، ابر[illegible]اق بن راہویہ، امام اوزاعی، اسماعیل، اسحاق بن ابراہیم، ابن معین، ابو عبیدہ، ابوثور، حمیدی، امام ابن جریر، مسن بن جعفر، سالم بن عبدالعزیز، علی بن حسین، عبد بن عمر، عیسیٰ بن موسیٰ، علی بن حسن، قتادہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام شافعی وغیرہم رحمہم اللہ یہ ایک لمبی فہرست ہے جس کو میں نے نمونہ از خروار دیا ہے ان سب حضرات کے متعلق لکھا ہے: انھم یرفعون ایدیھم عند الرکوع والرفع الراس منہ (جزء بخاری، ص: ٧ و ٢٢۔ ٢٣) بیہقی، جلد: ٢، ص: ٧٥، جزء سبکی، ص: ١٠، تعلیق الممجد، ص: ٩١ عینی شرح بخاری جلد: ٣، ص: ١٠۔ ان ائمہ دین اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ کی اتنی لمبی فہرست ہے جو کہ عند الرکوع رفع الیدین کرتے تھے بلکہ میں عرض کرتا ہوں اہل عراق سے (کوفیوں) کو چھوڑ کر مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، حجاز مقدس، شام، عراق، بصرہ، یمن اور خراسان وغیرہ کے تمام ائمہ ھدیٰ سب کے سب رفع یدین سے نماز ادا کرتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمایئے: امام بخاری رحمہ اللہ، امام بیہقی، علامہ تقی الدین فرماتے ہیں:

ومن اھل مکۃ والمدینۃ والحجاز والیمن والشام والعراق والبصرۃ ومن اھل خراسان انھم کانوا یرفعون ایدیھم عند الرکوع ورفع الراس عنہ۔ یعنی ان مذکورہ بڑے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بڑے اسلامی شہروں کے تمام بڑے بڑے علماء رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ جزء بخاری، ص: ۷، بیہقی، ج: ۲، ص: ۷۵۔ جزء علامہ تقی الدین سبکی، ص: ۱۰۔ امام محمد بن نصر مروزی فرماتے ہیں: لانعلم مصراً من الامصار ترکوا باجماعھم رفع الیدین عند الخفض والرفع الا اھل الکوفۃ۔ یعنی تمام شہروں کے علماء کا اجماع ہے رکوع جاتے اور سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کی جائے سوائے کوفیوں کے۔ التعلیق الممجد، ص: ۹۱، فتح الباری، ص: ۴۰۴۔

بلکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے استاد حضرت طاؤس بھی رفع یدین کرتے تھے اور استاد حضرت عطاء رحمہ اللہ حضرت مکحول، حضرت یحیٰی بن سعید رحمہ اللہ اور عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سب کے سب رفع یدین کرتے تھے ان کی روایات آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

وضاحت کے لیے مزید سنیئے: حضرت محبوب سبحانی پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (جن کے نام پر کچھ لوگوں نے گیارہویں منسوب کر رکھی ہے) وہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین مطبوعہ نولکشور لاہور کے صفحہ: ۷ پر لکھتے ہیں: رفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والرفع منه ......الخ۔ یعنی رفع یدین نماز شروع کرتے وقت (تکبیر تحریمہ کے وقت) اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت ہے۔ بتایئے پیرانِ پیر کے فتویٰ کے بعد اور کس فتویٰ کی ضرورت باقی ہے؟ لیکن آپ کی مزید تسلی کے لیے امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے سن لیجیے! وہ اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ، ج: ۲، ص: ۸ پر تحریر فرماتے ہیں: والذی یرفع احب الی ممن لایرفع فان حدیث الرفع اکثر و اثبت۔ یعنی میں رفع یدین کرنے والے کو نہ کرنے والے کے مقابلہ میں زیادہ دوست رکھتا ہوں کیوں کہ رفع یدین کرنے کی احادیث تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور قوتِ ثبوت میں نہایت اعلیٰ ہیں۔ دیکھیے: امام الہند نے کیسا فتویٰ لکھا ہے۔ لیکن میں خود حنیفہ کے سرتاج علماء مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کا فتویٰ عرض کرتا ہوں اور پھر حضرت مفتی السندھ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ بھائی ہم الحمد للہ سب مسلمان ہیں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا طریق زندگی ہے جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تمام تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ اور تمام ائمہ دین اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے سب استاد بھی حتیٰ کہ پیرانِ پیر محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور خود امام الہند شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ یہ سب کے سب رفع یدین کے حق میں فتویٰ دے رہے ہیں تو بھائی ہم میں ضد کا ہے کی، ہمیں بھی اتنی ساری احادیث اور دلائل کے سامنے جھک جانا چاہیے اور محض تقلید کی بنیاد پر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلاف ورزی نہیں کرنا چاہیے۔ ورنہ قیامت کے دن یہ نقصان ثابت ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے تو آیئے مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی رحمہ اللہ کا فتوی ملاحظہ فرمایئے:

فرماتے ہیں: والحق انہٗ لاشك فی ثبوت رفع الیدین عند الرکوع والرفع منه عن رسول الله ﷺ وکثیر من اصحابه بالطریق القویة والاخبار الصحیحة، ترجمہ: حق بات یہ ہے کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کے ثبوت میں کوئی شک نہیں ہے۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح سند اور صحیح اور قوی طریق کے ساتھ یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ رسول پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریق کار یہی تھا۔ سعایہ، جلد:۱، ص:۲۱۳۔ بلکہ مولانا عبدالحی نے تو تمام مغالطے ہی ختم کر دیے ہیں، وہ مزید لکھتے ہیں اور ایسا عمدہ فتوی دیا ہے کہ اہل حق کا نشان ہے چنانچہ انھوں نے فرمایا: لان رفع الیدین قدصح عن النبی ﷺ ثم عن الخلفاء الراشدین ثم عن الصحابة والتابعین ولیس فی نسیان ابن مسعود لذلك مایستغرب فقد نسی من القرآن مالم یختلف المسلمون فیه وهو المعوذتان ونسی ما اتفق العلماء علٰی نسخه کالتطبیق فی الرکوع و قیام الاثنین خلف الامام ونسی کیفیة جمع النبی ﷺ ونسی ما لم یختلف العلماء فیه من وضع المرفق والساعد علی الارض فی السجود ونسی کیف قرأ رسول الله ﷺ وما خلق الذکر والانثی واذا جاز علی ابن مسعود ان ینسی مثل هٰذا فی الصلوة کیف لایجوز مثلهٗ فی رفع الیدین انتهٰی۔ (التعلیق الممجد)۔ ترجمہ سے پہلے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ گذارشات سن لیں تاکہ مولانا عبدالحی رحمہ اللہ صاحب کی گفتگو آپ کی سمجھ میں آسکے۔

یہ بات آپ کو معلوم ہی ہے کہ حضرت مفتی صاحب کے دلائل میں سے بہت بڑی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے جس میں انھوں نے صرف پہلی مرتبہ رفع یدین کرنے کی بات کی ہے اور حنفیہ کے مذہب کی بنیاد ہی رفع یدین کے متعلق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ باقی دوسری جو پہلے دلیل پیش ہوئی ہے سرکش گھوڑوں کی دُموں والی بات تو وہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ مفتی صاحب نے وہ محض مغالطہ دیا ہے اور دھوکہ کے طور پر اس کو رفع یدین عندالرکوع سے چسپاں کر دیا جس کو بدلائل رد کر چکے ہیں ایسا سمجھنے اور کرنے والے کو امام بخاری رحمہ اللہ جاہل فرما چکے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بعض ایسے اعمال اس طرح کے ثابت ہیں جس سے باقی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ و آئمہ بلکہ تمام مسلمانوں نے اختلاف کیا ہے اور ان مسائل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں سب نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بھول قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رکوع جاتے تو تطبیق فرمایا کرتے تھے، تطبیق کہتے ہیں کہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کی بجائے دونوں ہاتھوں کو ہتھیلیوں کو ملا کر (کنگری ڈال کر) دونوں گھٹنوں کے درمیان دے لیا کرتے تھے۔ اور ظاہر بات ہے کہ تمام مسلمان دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہیں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے اور اگر تسلیم کرتے تو سب حنفیہ تطبیق کرتے۔ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بھول ہے۔

دوسرے معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں سورتوں کو قرآن پاک کا حصہ نہیں مانتے بلکہ خارج از قرآن سمجھتے ہیں۔ حالانکہ تمام مسلمان ان دونوں سورتوں کو قرآن پاک کا حصہ سمجھتے ہیں۔ پھر جب تین آدمی جماعت کے ساتھ نماز کے لیے کھڑے ہوں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امام کو آگے بڑھ کر کھڑے نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک شخص امام کے ساتھ مل کر دائیں طرف کھڑا ہو اور دوسرا بائیں طرف کیا کوئی مسلمان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کو مانتا ہے؟ بلکہ اُن کی بھول قرار دیتا ہے، اِسی طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز میں سجدہ کرتے وقت کہنی اور بازو کو زمین پر بچھا دیا کرتے تھے۔ حالانکہ دیگر مسلمان اُس کی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے، اسی طرح حج کے موقعہ پر یوم عرفہ یعنی جس دن میدان عرفات میں حاجی لوگ جاتے ہیں جمع بین الصلواتین یعنی دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا ظہر اور عصر اسی طرح مغرب عشاء کو ملانا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جائز نہیں سمجھتے اور سب لوگ اس کو بھی بھول تصور کرتے ہیں تو یہ کچھ اور اسی طرح کے کچھ مسائل ابن مسعود رضی اللہ عنہ دوسری طرح بیان فرماتے ہیں لیکن دوسرے مسلمان اس کو نہیں مانتے اور اگر مانتے ہیں تو پھر جو چیزیں میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نقل کی ہیں کیا آپ لوگ کرتے ہیں؟ یقیناً نہیں تو آیئے آپ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کی بات سنئے! سمجھ میں آجائے گی اور یہ حضرت مفتی صاحب مفتی سندھ کے گھر کا فتویٰ ہے۔ شهد شاهد من اهلها۔ سنئے، اور اب اوپر والی عبارت کا مفہوم پیش خدمت ہے۔ مولانا لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اور فیصلہ کرتے ہیں بے شک رفع یدین کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے اور اس کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ میں بھول ہوئی ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیوں کہ قرآن حکیم میں بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسی سورت بھول چکے ہیں جنھیں بالاتفاق تمام مسلمان قرآن مجید کا حصہ مانتے ہیں اور قرآن پاک میں دونوں سورتیں (سورہ فلق اور سورہ الناس) موجود ہیں۔ اسی طرح رکوع میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ تطبیق کرتے تھے اور یہ ان کا نسیان ہے۔ اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر دو آدمی امام کے ساتھ ہوں تو وہ دائیں بائیں کھڑا کرتے ہیں اور یہ بھی اُن کی بھول ہے اور عرفہ میں جمع بین الصلواتین کا مسئلہ بھی ان سے پوشیدہ رہا۔ اسی طرح سجدہ کی حالت میں کہنی اور بازو کا زمین پر ٹیکنا بھی ان کی بھول ہے اور قراۃ وما خلق الذکر والانثیٰ بھی ان کی بھول کا باعث ہے۔ اور جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اتنا نسیان اور سہو جائز و درست بالاتفاق سمجھے جاتے ہیں تو رفع یدین کے متعلق اُن کے بارے میں مسئلہ کی عدم معلومات کو کون سی چیزیں مانع ہے۔ فلہ الحمد۔

اور اب آخر میں یہ بھی سن لیجیے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو دیکھتے کہ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتا تو وہ اسے کنکریوں سے مارا کرتے تھے۔ وکان ابن عمر اذا ای رجلا لا یرفع یدیہ رماہ بالحصیٰ۔ (جزء بخاری، ص: ۱۰، تلخیص الحبیر، ص: ۸۲، جزء سبکی، ص: ۱۲، تعلیق الممجد، ص: ۲۲۲)

احمد بن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کان مذھبی مذھب اھل العراق فرایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم یصلی فرایتہَ یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم اذا رکع ثم اذا رفع راسہٗ من الرکوع۔ یعنی میرا پہلے عراقی خیال تھا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے وقت رفع یدین کر رہے ہیں پھر میں نے بھی شروع کر دی۔ (دار قطنی، ص: ۱۱۰)

ابن عربی فرماتے ہیں پہلے میں رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رؤیا مبشرۃ فامرنی ان ارفع یدی فی الصلوۃ عند التکبیر الاحرام وعند الرکوع وعند الرفع من الرکوع۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تکبیر تحریمہ اور رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے وقت رفع یدین کرنے کا حکم دیا۔ (فتوحات مکیہ، جلد ۱، ص: ۴۳۷)

حضرت مولانا وحید الزمان خان فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ رضی اللہ عنہ رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ (رفع الحاجہ، جلد ۱، ص: ۱۰۳)

لائق عزت قارئین! آپ نے میری تمام گذارشات سنیں اور پڑھیں اور پھر حضرت مفتی صاحب کے فتوے کا پوسٹمارٹم بھی دیکھ لیا ہم نے بحمد اللہ دلائل سے ان کے مغالطوں کو رد کیا اور کتاب و سنت اور عمل خلفائے اربعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ کا عمل اور امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا فتوی امام بخاری رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابن ماجہ، امام ترمذی، امام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نسائی اور پیران پیر محبوب سبحانی حضرت بغداد والے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے فتوے سے ثابت کر دیا کہ رسول پاک ﷺ تکبیر تحریمہ کے علاوہ عندالرکوع والرفع اور بعد الرکعتین رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور پھر کچھ بزرگ حضرات کے خوابوں سے بھی ثابت ہو گیا کہ رفع یدین ثابت ہے اب میں آپ سے انصاف پسندی کی بنیاد پر گزارش کرتا ہوں کہ اگر اندھی تقلید اور محض ضد اور ہٹ دھرمی ہم میں نہیں تو نہ صرف یہ کہ رفع شروع کر دیجیے بلکہ اس کی تبلیغ بھی کیجیے اور اپنے بھائیوں تک اس مسئلہ کو پہنچائیے اور جو لوگ اس سنت میں آپ کی مخالفت کریں تو وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے دین کی اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ خود حضرت پیر صاحب بغداد والوں کے منکر ہیں۔ الحمد للہ مسئلہ واضح کرنے میں میں نے ((بلغوا عني ولو آية)) پر عمل کر دیا ہے۔ اور رسول پاک ﷺ نے فرمایا: من احي سنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد۔ جو کوئی میری سنت کو زندہ کرے (یعنی اس پر عمل کرے) جب کہ اُمت میں فساد (اختلافات ہوں) تو اُس کو سو ۱۰۰ شہیدوں کا درجہ حاصل ہو گا۔

دینی بھائیو! مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کی برادرانِ احناف کو نصیحت ملاحظہ فرمائیے!! ان الحنفي لو ترك في مسئلة۔ مذهب امامه لقوة دليل على خلافه لا يخرج به عن ربقة التقليد بل هو عين التقليد۔ الا ترىٰ الى عصام بن يوسف ترك مذهب ابي حنيفة في عدم الرفع و ذالك هو معدود في الحنفيه (فوائد البهية في تراجم الحنفيه) ترجمہ: اگر حنفی کسی مسئلہ میں اپنے امام کا مذہب چھوڑ دے اور صحیح حدیث (کے مطابق رفع یدین) پر عمل شروع کر دے تو وہ شخص حنفیت سے خارج نہیں ہوتا بلکہ وہ سچا اور پکا مقلد رہے گا کیوں کہ امام صاحب نے فرمایا: اتركوا قولي بخبر الرسول ﷺ اذا صح الحديث فهو مذهبي) دیکھو (عبداللہ بن مبارک) عصام بن یوسف امام صاحب کے خلاف حدیث رفع الیدین پر عمل کرنے کے باوجود حنفیوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا تم سب بھی ان احادیث سن لینے کے بعد رفع الیدین شروع کر دو۔

اب میں حضرت مفتی صاحب کے فتوی کے دوسرے حصہ پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں یعنی نماز کے بعد دعا کرتے وقت ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے کے متعلق جائز ہے یا کہ منسوخ نماز فریضہ یا نوافل میں اصولی طور پر میں حضرت مفتی صاحب سے موافقت کرتا ہوں کہ حضور ﷺ فرضوں کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کیا کرتے تھے جس طرح کہ مفتی صاحب نے لکھا ہے بلکہ اس پر کچھ مزید روایات پیش کرتا ہوں۔ لیکن رسول پاک ﷺ کی عادت مبارک یہ تھی کہ آپ ﷺ سنت اکثر گھر میں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں) پڑھ کر تشریف لایا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔ اور فرض نماز پڑھا کر اگر کوئی ضروری کام ہوتا تو رُک جاتے ورنہ گھر واپس (حجرہ میں) ہی بقیہ سنت وغیرہ ادا فرمایا کرتے تھے اس سے ظاہر ہوا کہ رسول پاک ﷺ کی دعا صرف فرض نماز کے بعد ہوا کرتی تھی۔ لہٰذا دعا ثانی جو عام طور پر ہمارے ہاں رائج ہے رسول پاک ﷺ سے ثابت نہیں اور ہاں اگر دلائل سے ثبوت مل جائے تو ہماری طرف سے ان شاء اللہ کبھی انکار نہیں ہوگا، کوئی فعل جو رسول پاک ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہو جائے تو ہم اُس پر ضرور عامل ہوں گے، آپ ہم میں ان شاء اللہ کبھی ضد نہیں پائیں گے لیکن بشرط صحیح اسناد سے کتاب وسنت سے ثبوت ہے جیسے مفتی صاحب نے رفع یدین میں اہل ایمان کو دھوکہ دیا ہے ہم ان شاء اللہ دھوکہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکتے ہیں۔ www.kitabosunnat.com

تو آیئے ہاتھ اُٹھا کر فرضوں کے بعد رسول پاک ﷺ کی دعا کی دلیل ملاحظہ فرمایئے:

حدثني احمد بن الحسن حدثنا ابو اسحاق يعقوب بن خالد بن يزيد البالسي حدثنا عبدالعزيز بن عبدالرحمن القرشي عن خصيف عن انس عن النبي ﷺ انه قال ما من عبدبسط كفيه في دبر كل صلوة ثم يقول اللهم الٰهي واله ابراهيم واسحاق ويعقوب واله جبرئيل ومكائيل واسرافيل اسئلك ان يستجيب دعوتي فاني مضطر وتعصمني في ديني فاني مبتلي وتنا لني برحمتك فاني مذنب وتنفي عنا الفقر فاني متمكن الاكان حقا على الله عزوجل ان لا يرد يديه خائبتين۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلائے پھر کہے: اللهم الهي...... الخ۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے دونوں ہاتھوں کو نامراد نہیں پھیرتا۔ اس سے ہر نماز کے بعد دعا مانگنا اور ہاتھ اُٹھا کر مانگنا ثابت ہے۔ اور وہ ہم امام کے ساتھ مانگ لیتے ہیں۔ دوسری بار رسول پاک ﷺ کے فعل سے ثابت نہیں ہاں اس روایت کو عموم پر قیاس کر کے الگ اپنے طور پر دعا مانگ لے کوئی حرج نہیں کیوں کہ الدعا مخ العبادۃ۔ دعا عبادت کا مغز روح ہے۔ عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ رفع يده بعد ما سلم وهو مستقبل القبلة فقال اللهم خلص الوليد بن الوليد وعياس بن ابي ربيعة وسلمه بن هشام وضعفة المسلمين الذين لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا من ايدي الكفار ذكر الحافظ ابن كثير في تفسير آية والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان لايستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا۔ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعد سلام پھیرنے کے اپنے ہاتھ کو اُٹھایا اور آپ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ﷺ قبلہ رخ تھے پس کہا: اللھم خلص الولید بن الولید ......الخ۔ اس سے ہاتھ اُٹھا کر دعا کا ثبوت ملتا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ میں ہے: عن الاسود بن عامر عن ابیه قال صلیت مع رسول الله ﷺ الفجر فلما انحرف ورفع یدیه ودعا۔ یعنی حضرت ابن عامر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پس جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو قبلہ کی طرف سے منہ پھیر کر (بیٹھے) اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا اور دعا کی ان احادیث سے بعد نماز فرض ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا، قولاً وفعلاً رسول پاک ﷺ سے ثابت ہوا جب آپ الگ نماز پڑھیں تو الگ دعا مانگ لیا کریں اور جب امام کے ساتھ پڑھیں تو امام کے ساتھ مانگ لیا کریں۔ رسول پاک ﷺ ایک ہی بار دعا مانگا کرتے تھے۔ والسلام۔

هذا ماکان عندی والاصل فی الکتاب والسنة موجود

قد حررت علیه بالاختصار والدلائل عندنا بحمد الله کثیر

انا ادعو الله تعالیٰ ان یوفقنا ما یحب ویرضی۔

حرره العاجز والطبیب محمد یوسف الزبیدی عفی الله تعالیٰ عنه۔

٦/ ربیع الاول ١٣٩٥ھ۔

☆......☆......☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المكتبة الرحمانية
۹۹ ... [illegible] ماڈل ٹاؤن، لاہور
نمبر ....

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوادرات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

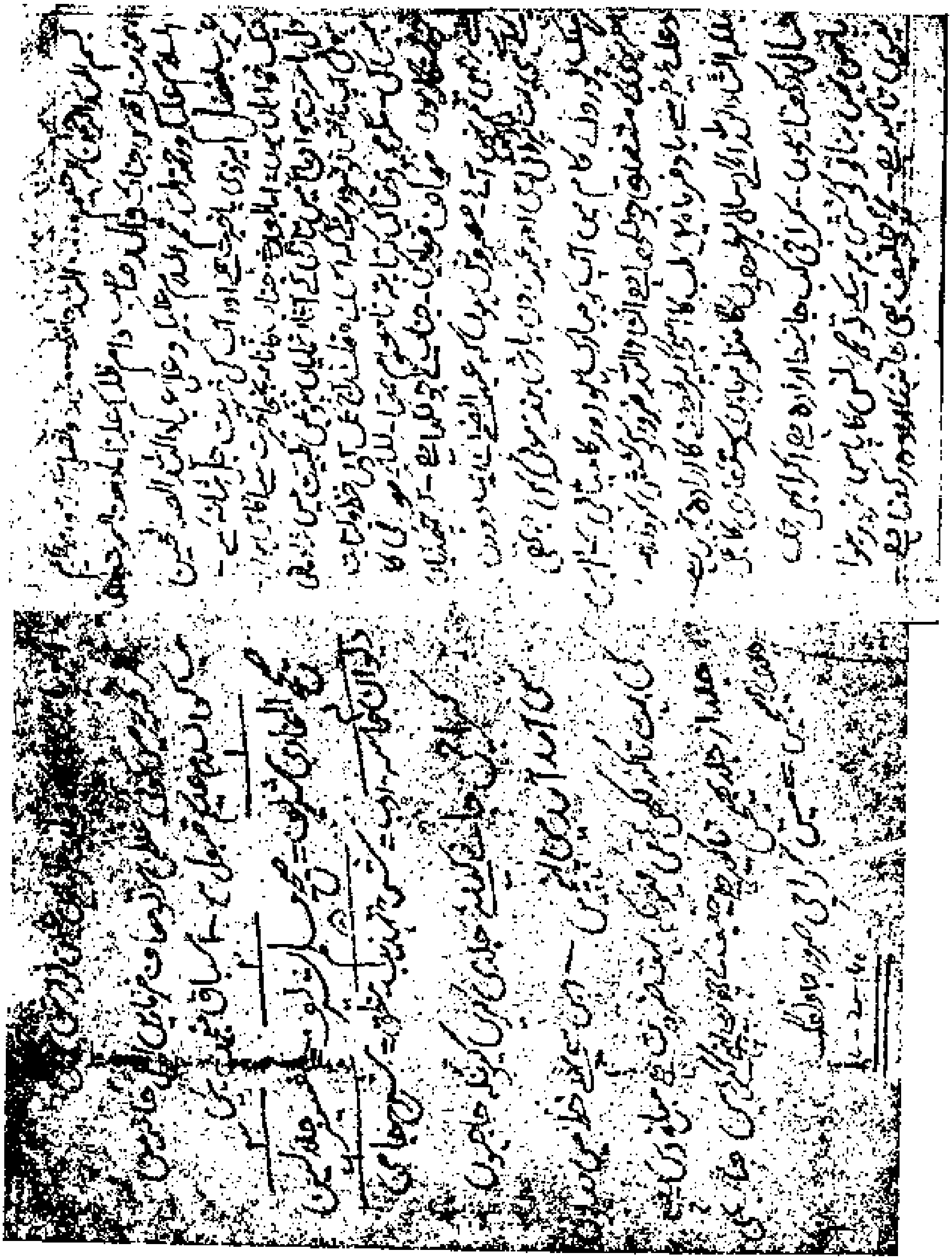

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

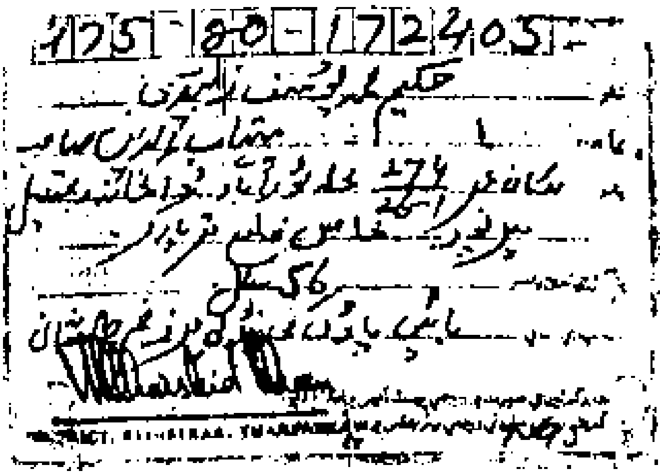
175-80-172405
حکیم محمد یوسف الزبیدی

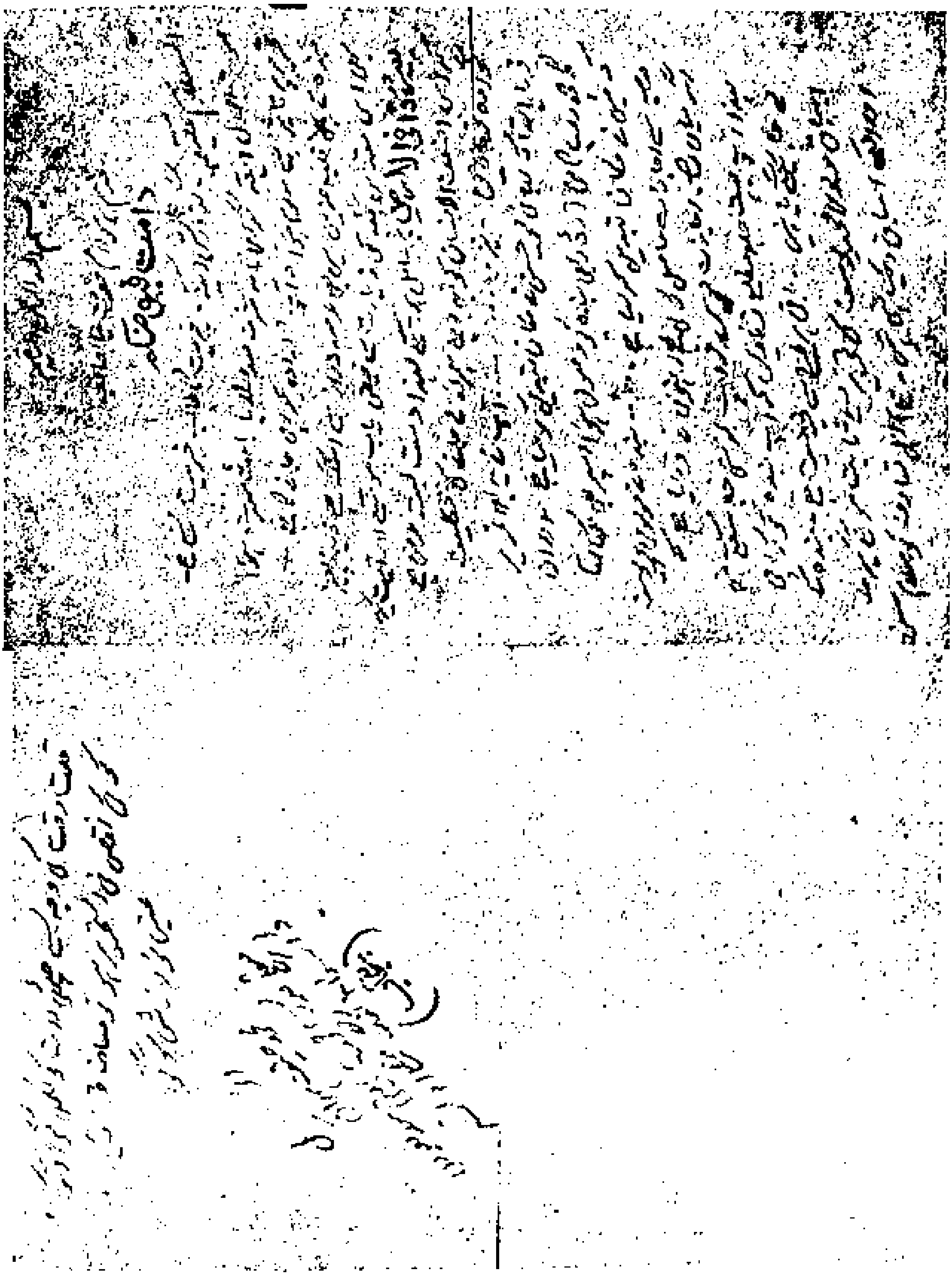

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

جامعہ بحر العلوم السلفیہ

اسلاف کی امانتوں کی امین ایک عظیم دینی درسگاہ

وادی مہران سندھ برصغیر کا اولین مرکز اسلامی ہے اس خطہ کو اللہ پاک نے اسلام کا گہوارا بنایا اور پھر پورے علاقہ برصغیر میں یہاں سے اسلام کی کرنیں پھیلیں اس خطہ میں جہاں بے شمار نابغہ روزگار ہستیاں گزری ہیں وہیں اس وادی میں بہت سارے نامور دینی مراکز قائم ہوئے ہیں کہ جن سے نکلنے والی توحید وسنت کی کرنوں نے پورے خطے کو نور ہدایت سے مزین کیا۔

انہی مراکز اسلامیہ میں سے ایک عظیم الشان مرکز جامعہ بحر العلوم السّلفیہ میرپورخاص بھی ہے ادارہ ھذا حقیقی طور پر اسلاف کی امانتوں کا امین ہے جس کا قیام 17 اپریل 1982ء میں حاجی محمد اسماعیل میمن اور محمد ہاشم میمن اور میرپورخاص کی جماعت اہلحدیث کی کوششوں سے وجود میں آیا اور حضرت العلام ابوالطاہر محمد یوسف زبیدی رحمہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے اس عظیم ادارے کی بنیاد رکھی اور ٹھیک ایک سال بعد 18 اپریل 1983ء کو شیخ العرب والعجم حضرت العلام ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے اس جامعہ کا افتتاح فرمایا۔

جامعہ ھذا میں وقتاً فوقتاً بہت ساری علمی شخصیتوں نے اپنی تشریف آوری سے شرف بخشا ہے اور جامعہ کی کارکردگی اور کام کو سراہا ہے اور جامعہ کے رجسٹر میں اپنے تاثرات قلمبند فرمائے ہیں ان میں قاری عبدالخالق رحمانی صاحب رحمہ اللہ، فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری صاحب، شیخ الحدیث عبدالعزیز علوی صاحب، محترم ساجد میر صاحب، حافظ عبدالکریم صاحب، مولانا یسین ظفر صاحب، حافظ مسعود عالم صاحب، حافظ محمد شریف صاحب، مولانا محمد رفیق اثری صاحب، علامہ عبداللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہم اللہ تعالیٰ اور مولانا اکرم مدنی صاحب، حافظ عبدالمنان نورپوری صاحب، مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب، شیخ ظفر اللہ صاحب، اور مولانا محمد یونس بٹ صاحب رحمہم اللہ جیسی قدآور شخصیات شامل ہیں۔

جامعہ سے اب تک سینکڑوں علماء قراء وحفاظ سند فراغت حاصل کر کے پورے ملک خصوصاً سندھ کے طول وعرض میں دین حنیف کی خدمت میں مصروف عمل ہیں اور جامعہ کے اساتذہ وانتظامیہ ومعاونین کے لیے عظیم صدقہ جاریہ کا سبب ہیں۔

اسکے علاوہ جامعہ میں تصنیف وتالیف کا شعبہ بھی بڑی تندہی سے خدمت سرانجام دے رہا ہے جس سے مجلہ بحر العلوم کے خاص نمبرز جسکی ایک جھلک اس وقت آپ کے ہاتھوں میں بھی ہے اور 14 جلدوں پر محیط عظیم الشان مقالات راشدیہ اور بدیع التفاسیر اور دیگر عظیم سرمایہ علم قارئین کی نظر کیا جا چکا ہے الحمدللہ علی ذالک۔

یہ سارے عظیم کام اللہ کی مدد اور آپ حضرات کے تعاون سے ہی سرانجام دیے گئے ہیں اس لیے عظیم کام کو جاری وساری رکھنے کے لیے اور زیادہ جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں اور جامعہ کے دست وبازو بنیں تا کہ اس عظیم صدقہ جاریہ میں زیادہ سے زیادہ ہمارا حصہ ہو۔ آمین

راشد حسن صوفی

مدرس جامعہ بحر العلوم السّلفیہ میرپورخاص سندھ

پتہ: جامعہ بحر العلوم السّلفیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میرپورخاص سندھ

فون نمبر 0233861070 03332963901 03322819002

اکاؤنٹ نمبر: الائیڈ بنک سیٹلائٹ ٹاؤن میرپورخاص برانچ کوڈ 0952 0010017565350013

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161